بیش بہا تحقیقات حقہ مسائل و نکات کا عجیب و غریب مجموعہ

یعنی

حصہ دوم ملفوظات حضور پرنور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰے بنام تاریخی

الملفوظ

۱۳ ۳۸ ھ

مؤلفہ و مرتبہ

فاضل نوجوان عالیجناب مولٰنا مولوی محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب قادری نوری سلمہ

چھپا باہتمام

مولوی محمد حسنین رضا خاں صاحب

حسنی پریس بریلی محلہ سوداگران

بار اول ۱۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد

حسنی پریس

کے

قیام کا اصلی مقصد اعلیحضرت قدس سرہ کے رسائل کی اشاعت ہے جس میں ایک حد تک اُسے کامیابی حاصل ہو چکی ہے وہ اس پانچ برس کے مختصر زمانے میں اعلیحضرت قدس سرہ کے کم و بیش چالیس رسالے چھاپ چکا ہے اور برابر چھاپ رہا ہے۔ حضور پُر نور کی تصانیف کی کثرت کے مقابلے میں یہ تعداد بہت کم ہے اس کی ضرورت ہے کہ معزز شائقین جلد سے جلد رسائل حسنی پریس کے دفتر سے طلب فرمائیں کہ اُسی کے سرمایہ سے بہت جلد دیگر رسائل چھاپے جائیں۔ یہاں تک کہ بخیر و خوبی کے ساتھ امام اہلسنت کی ساری تصنیفات ملک میں شائع ہو جائیں اور اُن کا نفع عام ہو جائے جس قدر آپکی خریداری میں عجلت ہوگی اُسی قدر جلد جلد نئے نئے رسائل کی اشاعت ہوگی۔

نوٹ۔ تاجروں کے واسطے خاص رعایتیں رکھی گئی ہیں جو خط و کتابت سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

خاکسار حسنین رضا خاں منیجر
حسنی پریس بریلی

مسلمانانِ عالم کیلیے ایک اعلیٰ ترین اسلامی دستور العمل

یعنی

حصۂ دوم ملفوظات حضور پُر نور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

الملفوظ

۱۳۳۸ھ

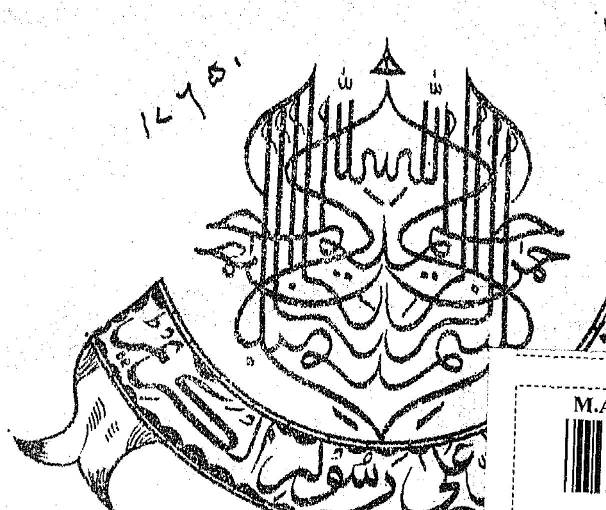
مؤلفہ و مرتبہ

فاضل نوجوان عالی جناب مولٰنا مولوی محمد مصطفٰے رضا خانصاحب قادری
نوری سلمہ

جو باہتمام

مولوی محمد حسنین رضا خانصاحب

حسنی پریس بریلی محلہ سوداگران میں طبع ہوا



مؤلف ۔ حضور بعد نماز عصر صحن میں تشریف فرما ہیں مریدین ومعتقدین حاضر خدمت کہ مولوی رحم الٰہی صاحب مدرس دوم مدرسہ منظر الاسلام اور طالب علم مولوی نجیب الرحمٰن ایک کتاب ہمراہ لائے حضور نے دریافت فرمایا کیا کتاب ہے عرض کیا حضور اعمال تسخیر میں ہے ایک عبارت کا مطلب دریافت کرنا تھا۔

ارشاد ۔ میرے پاس ان عملیات کے ذخائر بھرے ہیں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آجتک کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کیا ہمیشہ اُن دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا میری تو تمام مشکلات انھیں سے حل ہوتی رہتی ہیں دوسری بار جب کعبۂ معظمہ حاضر ہوا یکایک جانا ہوگیا اپنا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا۔ پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمراہ رکاب تھی اُس وقت مجھے تیئیسواں سال تھا واپسی میں تین دن طوفان شدید رہا تھا اُس کی تفصیل میں بہت طول ہے لوگوں نے کفن پہن لیے تھے حضرت والدہ ماجدہ کا اضطراب دیکھکر اُن کی تسکین کے لیے بے ساختہ میری زبان سے نکلا کہ آپ اطمینان رکھیں خدا کی قسم یہ جہاز نہ ڈوبے گا یہ قسم میں نے حدیث ہی

کے اطمینان پر کھائی تھی جس میں کشتی پر سوار ہوتے وقت غرق سے حفاظت کی دعا ارشاد
ہوئی ہے میں نے وہ دعا پڑھ لی تھی لہٰذا حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی
قسم کے نکلجانے سے خود مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی مَنْ یَّتَاَلَّ عَلَی اللّٰہِ یُکَذِّبْہُ
حضرت عزت کی طرف رجوع کی اور سرکار رسالت سے مدد مانگی الحمد للہ کہ وہ مخالف ہوا
کہ تین دن سے بشدت چل رہی تھی دو گھڑی میں بالکل موقوف ہو گئی اور جہاز نے نجات
پائی ماں کی محبت وہ تین شبانہ روز کی سخت تکلیف یاد تھی مکان میں قدم رکھتے ہی
پہلا لفظ مجھ سے یہ فرمایا کہ حج فرض اللہ تعالیٰ نے ادا فرما دیا اب میری زندگی بھر دوبارہ
ارادہ نہ کرنا اُن کا یہ فرمانا مجھے یاد تھا اور ماں باپ کی ممانعت کے ساتھ حج نفل جائز
نہیں یوں خود ادا کرنے سے مجبور تھا۔ یہاں سے ننھے میاں (برادر خورد) اور حامد رضا خاں
(خلف اکبر) مع متعلقین بارادۂ حج روانہ ہوئے لکھنؤ تک اُن لوگوں کو پہنچا کر میں واپس آگیا
لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی
ایک روز عصر کے وقت زیادہ اضطراب ہوا اور دل وہاں کی حاضری کے لیے زیادہ بےچین
ہوا بعد مغرب مولوی نذیر احمد صاحب کو اسٹیشن بھیجا کہ جا کر بمبئی تک سکنڈ کلاس
ریزرو کرالیں کہ نمازوں کا آرام رہے اُنھوں نے اسٹیشن ماسٹر سے گاڑی مانگی اُس نے
پوچھا کس ٹرین سے ارادہ ہے اُنھوں نے کہا اسی شب کے دس بجے والی سے وہ بولا
یہ گاڑی نہیں مل سکتی اگر آپ کو اس سے جانا تھا تو چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دینے بیچارے
مایوس ہو کر لوٹنا چاہتے تھے کہ ایک (ٹکٹ کلکٹر) جو قریب رہتا تھا مل گیا اُس نے
کہا تم گھبراؤ مت میں چلتا ہوں اور اسٹیشن ماسٹر سے جا کر کہا کہ یہ تو مجھ سے کل کہہ گئے تھے
میں آپ سے کہنا بھول گیا اُس نے ایک سو ترپن ۱۵۳ روپے پانچ آنے لیکر سکنڈ کلاس
کا کمرہ ریزرو کر دیا عشا کی نماز سے اول وقت فارغ ہو لیا شکرم بھی آگئی صرف والدہ ماجدہ
سے اجازت لینا باقی رہ گئی جو نہایت اہم مسئلہ تھا اور گویا اس کا یقین تھا کہ وہ اجازت

ندیں گی کس طرح عرض کروں اور بغیر اجازت والدہ حج نفل کو جانا حرام آخر کار اندر مکان میں گیا دیکھا کہ حضرت والدہ ماجدہ چادر اوڑھے آرام فرما رہی ہیں میں نے آنکھیں بند کر کے قدموں پر سر رکھدیا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھیں اور فرمایا کیا ہے میں نے عرض کیا حضور مجھے حج کی اجازت دیدیجیے پہلا لفظ جو فرمایا یہ تھا کہ خدا حافظ یہ انہیں دعاؤں کا اثر تھا میں اُلٹے پیروں باہر آیا اور فوراً سوار ہو کر اسٹیشن پہنچا بعد واپسی کے معلوم ہوا کہ میں اسٹیشن تک بھی نہ پہنچا ہونگا انھوں نے فرمایا میں اجازت نہیں دیتی اسے بلا لو مگر میں جاچکا تھا کون بلاتا چلتے وقت جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا اُس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکنے دیا کہ اُس کے وضو کا پانی ہے - بریلی کے اسٹیشن سے میں نے ایک تار اپنی روانگی کا بمبئی روانہ کیا وہاں سب نے یہ خیال کیا کہ شاید حسن میاں (اعلیٰحضرت مدظلہ کے منجھلے بھائی) تشریف لا رہے ہیں اس واسطے کہ اُن کا سال آیندہ میں ارادہ تھا میرا کسی کو گمان بھی نہ تھا غرض دن کے دن تک سب کو تذبذب رہا ادھر مجھے راستہ میں ایک دن کی دیر ہوگئی کہ آگرہ پہ میل نکل گیا اور ہماری گاڑی نے پسنجر کا انتظار کیا مولوی نذیر احمد صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے پوچھا کہ ہماری گاڑی کاٹ کر کیوں جدا کر لی کہا میل رزرو نہ تھا آپ کو پسنجر میں جانا ہوگا یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس روز حجاج بمبئی کے قرنطینہ میں داخل ہونے والے تھے اور میں اُس وقت تک نہ پہنچ سکا اب سخت مشکل کا سامنا تھا کہ ہمارے لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں گے اور میں رہگیا اب کیا کیونکر ہوگا یہ دن پنجشنبہ کا ہے تار آچکا تھا کہ پنجشنبہ کو بھیارا ہو کر لوگ قرنطینہ میں داخل ہو جائیں - گاڑی کٹ جانے نے یہ تاخیر کی کہ میں جمعہ کے دن صبح آٹھ بجے پہنچا اسٹیشن پر دیکھا بمبئی کے احباب کا ہجوم ہے حاجی قاسم وغیرہ گاڑیاں لیے موجود ہیں سلام و مصافحہ کے بعد پہلا لفظ جو انھوں نے کہا یہ تھا شہر کو نہ چلیے سیدھے قرنطینہ چلیے ابھی آپ کے

لوگ داخل نہیں ہوئے ہیں میں شکر الٰہی بجا لایا اور اپنے لوگوں کے ساتھ داخل قرنطینہ ہوا یہ حدیث کی اُنہیں دعاؤں کی برکت تھی کہ گئی ہوئی مراد عطا فرمائی میں نے واقعہ پوچھا وہاں کے لوگوں نے کہا عجیب ہے اور سخت تعجب ایسا کبھی نہ ہوا تھا پنجشنبہ کو روز موعود پر ڈاکٹر آیا اور آدھے لوگوں کو بھپارا دیا کہ دفعۃً اُسے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی اور کہا کہ باقی کا بھپارا کل ہوگا یوں تمہارے لوگ باقی رہ گئے اب ایک اور دقت پیش آئی کہ اس جہاز کا ٹکٹ بالکل تقسیم ہو چکا تھا جس میں ہمارے لوگ جانے والے تھے مجبوری دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا اور وہ بھی تیسرے درجے کا جس کی حکمت آگے ظاہر ہوگی اور حدیث کی دعائیں پڑھیں کہ سرکار مجھے اپنوں کا ساتھ عطا فرمائیں ان سے چھوٹ کر میں تنہا کیونکر حاضر ہوں تلاش کی گئی کہ اس جہاز میں کوئی صاحب ایسے ہیں جو اکیلے جانے والے ہوں جنہیں یہ اور وہ دونوں جہاز برابر ہوں مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ ایک بڑے میاں ہمارے ہی ضلع بریلی مقام بہیڑی کے ساکن مل گئے جنھوں نے بخوشی ٹکٹ بدل لیا وہ اُس جہاز میں گئے اور میں بفضلہ تعالیٰ اپنے ساتھیوں کے جہاز میں رہا سرکار نے پہلا ٹکٹ تیسرے درجے کا اسی لیے دلوایا تھا کہ وہ بڑے میاں ملنے والے تھے جن کا ٹکٹ تیسرے ہی درجے کا تھا اُن سے تبدیل میں مالی نقصان نہ ہو بعد قرنطینہ اس جہاز پر سوار ہو کر سوا سو روپے داخل کر کے اول درجے کا ٹکٹ تبدیل کرا لیا جب عدن کے قریب جہاز پہنچا میں نماز عصر پڑھ رہا تھا نماز میں ایک عربی صاحب کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ سمت قبلہ یہ نہیں ہے میں نے کچھ خیال نہ کیا اس لیے کہ میں تو امرہ ہندیہ سے عدن وکامران کی سمت قبلہ نکال چکا تھا وہ اتنی دیر کہ میں نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھا بیٹھے رہے جب میں فارغ ہوا تو اُن سے پوچھا اس وقت بتائیے سمت قبلہ کس طرف ہے اور پانچ منٹ پہلے کس طرف تھی اور حساب لگا کر سمجھایا کہ اس وقت سمت قبلہ ہی پر نماز ہوئی

جس کو انھوں نے بھی تسلیم کر لیا جب کامران آیا قرنطینے میں داخل ہوئے وہاں تین
روز ٹھہرنا ہوا اللہ تعالے اُن ترکی کارکنوں کو جزائے خیر دے حجاج کو ایسا آرام دیا کہ
لوگوں کو میں نے یہ کہتے سُنا کہ حج کا وقت قریب ہے ورنہ کچھ دنوں بیمار رہتے
اور یہاں کے آرام کا لطف اُٹھاتے بمبئی میں کیا مجال تھی کہ کوئی اُس احاطہ سے
باہر قدم رکھتا احاطہ کے اندر ہر بات کی روک ٹوک تھی ہندوستانی سپاہی قصداً حجاج
کو تنگ کرتے تھے یہاں میں نے سُنا کہ کامران سے کوئی ایک میل فاصلہ پر
کسی بزرگ کا مزار ہے میں نے اور میرے ساتھیوں نے حاضری کا ارادہ کیا ترکی
ڈاکٹر سے پوچھا بکشادہ پیشانی اجازت دی اور کہا آپ کے ساتھ کے آدمی ہونگے
میں نے کہا دس بارہ اُن سب کو بھی اجازت دی اور ہم زیارت سے فارغ
ہو کر آئے جہاز اور کامران میں تقریباً روزانہ میرے بیانات ہوتے جن میں اکثر
مناسک حج کی تعلیم ہوتی اور وہ جو ہمیشہ میرے بیان کا مقصود اعظم رہتا ہے یعنی
تعظیم شان حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم۔ ایک بہت بڑا رئیس بھی جہاز
میں تھا شریک وعظ ہوتا مسائل سُنا کرتا مگر تعظیم شان اقدس کے ذکر کے وقت
اُس کے چہرہ پر بشاشت کی جگہ کدورت ہوتی میں سمجھا کہ وہابی ہے دریافت کیے سے
معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کا مرید ہے اُس روز میں نے روئے سخن رد وہابیہ و
گنگوہی کی طرف پھیرا جبراً قہراً سنتا رہا مگر دوسرے دن سے بیان میں نہ آیا میں نے
حمد کی کہ جلسہ پاک ہوا اب یہاں کامران میں نو دن ہو چکے کل جہاز پر جانا ہے
دفعۃً رات کو میرے سب ساتھیوں کو درد شکم و اسہال عارض ہوا میرے درد
تو نہ تھا مگر پانچ بار اجابت کو مجھے جانا ہوا دن چڑھ گیا اور ڈاکٹر کے آنے کا وقت
ہوا باہر ترکی مرد اور اندر عورتوں کو ترکیہ عورت روزانہ آکر دیکھا کرتے میرے بھائی
ننھے میاں سلمہ کو اندیشہ ہوا اور عزم کر لیا کہ اپنی حالتوں کو ڈاکٹر سے کہہ دو مجھ سے دریافت

کیا میں نے کہا اگر بیمار سمجھکر روک لیے گئے اور حج کا وقت قریب ہے معاذ اللہ وقت پر نہ پہنچ سکے تو کیسا خسارہ ہوگا کہا اب ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی آتے ہونگے اگر انھیں اطلاع ہوئی تو ہمارا نہ کہنا اخفا میں ٹھہریگا میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں اپنے حکیم سے کہہ لوں۔ مکان سے باہر جنگل میں آیا اور حدیث کی دعائیں پڑھیں اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استمداد کی کہ دفعۃً سامنے سے حضرت سید شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین سرکار بالنسہ شریف کہ اولاد امجاد حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھے اور بمبئی سے ہمارا اُن کا ساتھ ہو گیا تھا سامنے سے تشریف لائے اُنکی تشریف آوری فال حسن تھی میں نے اُن سے بھی دعا کو کہا اُنھوں نے بھی دعا فرمائی مجھے مکان سے باہر آئے شاید دس منٹ ہوئے ہونگے اب جو مکان میں جاکر دیکھا بحمد اللہ سب کو ایسا تندرست پایا کہ گویا مرض ہی نہ تھا درد وغیرہ کیسا اُسکا ضعف بھی نہ رہا سب ڈھائی تین میل پیادہ چلکر سمندر کے کنارے پہنچے جدّہ شریف میں جب جہاز پہنچا حجّاج کی بیحد کثرت اور جانے کا صرف ایک راستہ جو دو طرفہ ٹٹیوں سے بہت دور تک محدود بھلا ایسی حالت میں کس طرح گذر ہو زنانی سواریاں ساتھ پانچ گھنٹے اسی انتظار میں گزر گئے کہ ذرا ہجوم کم ہو تو سواریوں کو لے چلیں لیکن اُس وقت سلسلہ منقطع نہ ہوتا تھا ہوا یہاں تک کہ دوپہر قریب ہو گیا دھوپ اور بھوک اور پیاس سب باتیں جمع تھیں کہ ننھے میاں اور سب لوگ نہایت پریشان جب بہت دیر ہو گئی تو ننھے میاں اور حامد رضا خاں نے مجھ سے آکر کہا یہاں آخر کب تک بھوکے پیاسے دھوپ میں کھڑے رہیں گے میں نے کہا تمھیں جلدی ہے تو جاؤ میں تاوقتیکہ بھیڑ کم نہ ہو زنانی سواریوں کو نہیں لیجاؤنگا اب کس کی مجال تھی جو کچھ کہتا مجبوراً خاموش ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب جنکو اُس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا میرے پاس تشریف لائے اور بعد سلام علیک کہا

لفظ یہ فرمایا یا شیخ مالی اراک حزینا کیا سبب ہے کہ میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کیا پریشانی ظاہر ہے ہمارے ساتھ میں مستورات ہیں اور مردوں کا یہ کثیر ہجوم ہمیں پانچ گھنٹے یہیں کھڑے ہو گئے فرمایا اپنے مردوں کا حلقہ بناکر عورتوں کو درمیان میں لے لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ غرض حلقہ میں عورتوں کو لے کر اُن عربی صاحب کے پیچھے ہو لیے ہم نے دیکھا کہ راستہ بھر ہمارے شانے سے بھی کسی غیر شخص کا شانہ نہیں لگا جب راستہ طے ہوا فوراً وہ عربی صاحب نظروں سے غائب ہو گئے جدّہ پہنچتے ہی مجھے بخار آگیا اور میری عادت ہے کہ بخار میں سردی بہت معلوم ہوتی ہے محاذات یلملم سے بحمد اللہ تعالےٰ احرام باندھ چکا تھا اُس سردی میں رزائی گردن تک اوپر سے ڈال لیتا کہ احرام میں چہرہ چھپانا منع ہے سو جاتا آنکھ کھلتی تو بحمد اللہ تعالےٰ رزائی گردن سے اصلاً نہ بڑھی ہوتی تین روز جدّہ میں رہنا ہوا اور بخار ترقی پر ہے آج چلکر جدّہ کے کھلے میدان میں رات بسر کرنی ہوگی بخار میں کیا حالت ہوگی سرکار اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بحمد اللہ تعالےٰ بخار معاً جاتا رہا اور تیرھویں تک عود نہ کیا جب بفضلہ تعالےٰ تمام مناسک حج سے فارغ ہو لیے تیرھویں تاریخ بخار نے عود کیا میں نے کہا اب آیا کیجیے ہمارا کام رب العزۃ نے پورا کر دیا۔ بعد فراغ مناسک کتب خانہ حرم محترم کی حاضری کا شغل رہا پہلے روز جو حاضر ہوا حامد رضا خاں ساتھ تھے محافظ کتب حرم ایک وجیہ وجمیل عالم نبیل مولانا سید اسمٰعیل تھے یہ پہلا دن اُن کی زیارت کا تھا یہ حضرت مثل دیگر اکابر مکّہ مکرمہ اس فقیر سے غائبانہ خلوص تام رکھتے تھے جس کا سبب میرا فتویٰ مسمیٰ بہ فتاوے الحرمین لرجف ندوۃ المین تھا کہ سات برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں ردّ ندوہ کے لیے اٹھائیس ۲۸ سوال وجواب پر مشتمل جسے میں نے بیس ۲۰ گھنٹے سے کم میں لکھا تھا اور بذریعہ بعض حجاج خادمانِ دین ان حضرات کے حضور پیش ہوا اور انھوں نے

اپنی گراں بہا ملفوظات سے اسے مزین فرمایا اور فقیر کو بے شمار اعلیٰ اعلیٰ درجے کے کلمات دعا و ثنا کا شرف دیا اور وہ مع ترجمہ ایک مبسوط کتاب ہو کر بمبئی ۱۳۱۲ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا اُس وقت سے مولیٰ عزوجل نے اس ذرہ بے مقدار کی کمال محبت و وقعت اُن جلیل قلوب میں ڈال دی تھی مگر ملاقات ظاہری نہ ہوئی تھی حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں مطالعہ کے لیے نکلوائیں حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ کا ذکر کیا کہ قبل زوال رمی کیسی مولانا نے فرمایا یہاں کے علما نے جواز پر فتوے دیا ہے حامد رضا خاں سے اس بارے میں گفتگو ہو رہی تھی مجھ سے استفسار ہوا میں نے کہا خلاف مذہب ہے مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے میں نے کہا ممکن کہ روایت جواز ہو مگر علیہ الفتوی ہرگز نہ ہوگا وہ کتاب لے آئے مسئلہ نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گزارش کی تھی یعنی اس میں علیہ الفتوے کا لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے حامد رضا خاں سے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے اور حامد رضا خاں کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انھیں سے ہو رہی تھی لہذا اُن سے پوچھا اُنھوں نے میرا نام لیا نام سنتے ہی حضرت مولانا وہاں سے اُٹھکر بیٹھا یا نہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے لپٹ گئے پھر تو بحمد اللہ تعالیٰ وداد نے کمال ترقی کی اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری بے اپنے ارادے کے جس غیر متوقع طور اور غیر معمولی طریقوں پر ہوئی اس کا کچھ بیان اوپر ہو چکا ہے وہ حکمت الٰہیہ یہاں آکر کھلی سننے میں آیا کہ وہابیہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد انبیٹھی اور بعض وزرائے ریاست دیگر اہل ثروت بھی ہیں حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے اور مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علمائے مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت میں پیش ہوا ہے میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کے صاحبزادے عزیزی مولوی عبد الاحد صاحب بھی ہمراہ تھے میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور ۲ دو گھنٹے تک اُسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں اُن کا رد کیا اس ۲ دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر میرا منھ دیکھتے رہے جب میں نے تقریر ختم کی چپکے اُٹھے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ اعلام الاذکیا کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم لکھا چند سوال تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام اُٹھا لائے مجھے دکھایا اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چکتا میں حمد الٰہی بجالایا اور فرودگاہ پر واپس آیا مولٰنا سے مقام قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نامعلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہوگا ۲۵- ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر میں کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولٰنا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولٰنا سید اسمٰعیل اور اُن کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفےٰ اور اُن کے والد ماجد مولٰنا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کہ اس وقت یاد نہیں تشریف فرما ہیں حضرت مولٰنا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولٰنا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال وہابیہ نے حضرت سیدنا کے ذریعہ سے پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اُس وقت شریف علی پاشا تھے) میں نے مولٰنا سید مصطفےٰ سے گزارش

کہ قلم و دوات دیجیے حضرت مولٰنا شیخ کمال و مولٰنا سید اسمٰعیل و مولٰنا سید خلیل سب اکابر
لے کہ تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو
کہ خبیثوں کے دانت کھٹے ہوں میں نے عرض کی کہ اس کے لیے قدرے مہلت چاہیے
دو گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے حضرت مولٰنا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل
سہ شنبہ پرسوں چہارشنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں
شریف کے سامنے پیش کر دوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا اور شان الٰہی کہ دوسرے
ہی دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت تپ میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خاں
تبییض کرتے اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے
اور وہ جواب لکھ رہا ہے میں نے اس رسالہ میں غیوب خمسہ کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ
سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کہ میں
لکھ رہا ہوں حضرت شیخ الخطبا کبیر العلما مولٰنا شیخ احمد ابوالخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے
معذور ہوں اور نیز ار رسالہ سننا چاہتا ہوں میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے
لیکر حاضر ہوا رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے قسم دوم
لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور اُن کے سوالوں کا جواب ہے حضرت شیخ الخطبا نے
اول تا آخر سُن کر فرمایا اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی
فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو میں نے قبول کیا رخصت ہوتے وقت اُن کے زانوئے
مبارک کو ہاتھ لگایا حضرت موصوف نے باں فضل و کمال و باں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس
سے متجاوز تھی یہ لفظ فرمائے کہ انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم میں تمہارے قدموں کو
بوسہ دوں میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں یہ میرے حبیب کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت ہیں واپس آیا اور

شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا اب دوسرا دن چہارشنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھکر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولنا سید عبدالحی ابن مولنا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب رکہ اس وقت تک اُن کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ و دینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں اُن کا خادم پیام لایا کہ مولنا مجھ سے ملنا چاہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ وعدے میں آج ہی کا دن باقی ہے اور ابھی بہت کچھ لکھنا ہے عذر کر بھیجا کہ آج کی معافی دیں کل میں خود حاضر ہونگا فوراً خادم واپس آیا کہ میں آج ہی مدینہ طیبہ جاتا ہوں تیزی ہو چکی ہے یعنی قافلے کے اونٹ بیرون شہر جمع ہو لیے ہیں ظہر پڑھکر سوار ہو جاؤں گا اب میں مجبور ہوا اور مولنا کو تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی وہاں زوال ہوتے ہی معاً اذان ہو جاتی ہے میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرودگاہ پر آیا آج کے دن کا بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے بقیہ دن میں اور بعد عشا فضل الٰہی اور عنایت رسالت پناہی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل و تبییض سب پوری کرا دی ~~الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ~~ ۱۳۲۳ھ اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولنا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی مولنا نے دن میں اُسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لیکر تشریف لے گئے عشا کی نماز وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے اُس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھڑیوں میں چھ بجتے ہیں شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا حضرت مولنا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا دربار میں ڈووہابی بھی بیٹھے تھے ایک

احمد فقیہ کہلاتا دوسرا عبد الرحمٰن اسکوبی انھوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ
یہ کتاب رنگ بدل دے گی شریف ذی علم ہیں مسئلہ ان پر منکشف ہو جائیگا لہذا
چاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کر وقت گزار دیں کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولانا
شیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے بڑھے انھوں نے پھر ایک مہمل اعتراض کیا حضرت
مولانا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجیے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض
بیفائدہ ہے ممکن ہے کہ آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آ جائے اور نہ تو میں
جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو سکا تو مصنف موجود ہے یہ فرما کر آگے پڑھنا
شروع کیا کچھ دور پہنچے تھے انہیں الجھانا مقصود تھا پھر معترض ہوئے اب حضرت
مولانا نے حضرت شریف سے کہا کہ یا سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھکر
سناؤں اور یہ جا بیجا الجھتے ہیں حکم ہو تو ان کے اعتراضوں کا جواب دوں یا حکم
ہو تو کتاب سناؤں شریف نے فرمایا اقرأ آپ پڑھیے اب ان کی ہاں کو کون
نا کر سکتا تھا معترضوں کا منھ مارا گیا اور مولانا کتاب سناتے رہے اس کے دلائل قاہرہ
سن کر مولانا شریف نے بآواز بلند فرمایا اللہ یعطی وھٰؤلاء یمنعون یعنی اللہ تو اپنے حبیب
کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ وہابیہ منع کرتے ہیں یہاں تک کہ نصف شب تک
نصف کتاب سنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگیا شریف صاحب نے حضرت
مولانا سے فرمایا یہاں نشانی رکھدو کتاب بغل میں لیکر بالاخانہ پر آرام کے لیے تشریف
لے گئے وہ کتاب آج تک انہیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں مکہ معظمہ کے
علمائے کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمہ میں کتاب کا شہرہ ہوا وہابیہ پر اوس پڑگئی بفضلہ
تعالےٰ سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے گلی کوچہ میں مکہ معظمہ کے لڑکے ان سے تمسخر کرتے
کہ اب کچھ نہیں کہتے اب وہ جوش کیا ہوئے اب وہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے لیے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا کدھر گیا تمہارا کفر و شرک تمہیں پر پلٹا دیا۔

کہتے ہیں شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف پر جادو کر دیا مولیٰ عزوجل کا فضل
حبیب اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم کہ علمائے کرام نے کتاب پر دھوم دھامی تقریظیں
لکھنی شروع کیں وہابیہ کا دل جلنا اور بس نہ چلنا آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح
فریب کر کے تقریظات تلف کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولٰنا شیخ
ابوالخیر مرداد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریظیں لکھا چاہتے ہیں کتاب ہمیں منگوا دیجیے
وہ سیدھے مقدس بزرگ اُن کے فریبوں کو کیا جانیں اپنے صاحبزادے مولٰنا عبد اللہ
مرداد کو میرے پاس بھیجا یہ صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے
ہاتھ پر بیعت فرما چکے تھے حضرت مولٰنا ابوالخیر کا منگانا اور مولٰنا عبد اللہ مرداد کا
لینے کو آنا مجھے شبہہ کی کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولیٰ عزوجل کی رحمت ہیں اُس وقت
کتب خانہ حرم شریف میں تھا حضرت مولٰنا اسمٰعیل کو اللہ عزوجل جنّات عالیہ میں
حضور رحمت عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے قبل اس کے کہ میں
کچھ کہوں نہایت ترشی اور جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو تقریظیں
لکھنی ہوں لکھ کر بھیجدو میں نے گزارش بھی کی کہ حضرت مولٰنا ابوالخیر منگاتے ہیں اور اُن
کے صاحبزادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے فرمایا
جو لوگ وہاں جمع ہیں اُن کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں مولٰنا ابوالخیر کو انھوں
نے دھوکا دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جلیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ
محفوظ رکھی و للہ الحمد جب وہابیہ کا یہ مکر بھی نہ چلا اور مولٰنا شریف کے یہاں سے
بحمدہ تعالیٰ اُن کا موبنہ کالا ہوا ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرم کہلاتا (اُسے کسی
طرح اپنے) موافق کیا احمد راتب پاشا اُس زمانہ میں گورنر مکہ معظمہ تھے آدمی ناخواندہ
مگر دیندار ہر روز بعد عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف ذی علم تھے کتاب سُن کر
معتقد ہوگئے یہ بے پڑھا فوجی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بھڑک جائیگا ایک روز

۶۰ وہابیہ کا دل جلنا اور ان کا مکر
اور اعلیٰ علمائے کرام کی تقریظیں بہ فریب تلف

یہ طواف سے فارغ ہوئے ہیں کہ نائب الحرم نے ان سے گزارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیے ہیں اور اب اہل مکہ کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جمے گی کہ ایک ہندی مکیوں کے عقیدے بگاڑ دے لہذا مجبورانہ اُس کے ساتھ یہ کہنا پڑا کہ اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلماء سید محمد سعید بابصیل و مولنا شیخ صالح کمال و مولنا ابوالخیر مرداد اُس کے ساتھ ہو گئے ہیں مولی تعالی کی شان کہ یہ واضح بات جو اُس نے مجبورانہ کہی اُس پر اُلٹی پڑی پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اُس کی گردن پر جمائی اور کہا یا خبیث ابن الخبیث یا کلب ابن الکلب اذا کان ھؤلاء معہ فھو یفسد ام یصلح اے خبیث ابن خبیث اے کلب ابن کلب جب یہ اکابر اُس کے ساتھ ہیں تو وہ خرابی ڈالیگا یا اصلاح کریگا اُس روز سے مولنا سید اسمٰعیل وغیرہ اُسے ناھب الحرم کہتے اور احمد فقیہ کو احمق سفیہ اور ایک اور مخالف کو معصوم مولنا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہابیہ کو مہذب ذلت پہنچی یہ ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا اُسی طریقے کی ذلت پائی دولت مکیہ کے ساتھ ساتھ بلکہ اُس سے کچھ پہلے سے بفضلہ تعالے حسام الحرمین کی کارروائی جاری کی اکابر نے جو عالیشان تقریظات اُس پر لکھیں آپ حضرات کے پیش نظر ہیں ابتدا ہی میں یہ فتوے حضرت مولنا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا اُدھر حضرت مولنا شیخ صالح کمال نے کتاب سنانے کے ضمن میں حضرت شریف سے خلیل احمد کے عقائد ضالہ اور اُس کی کتاب براہین قاطعہ کا بھی ذکر کر دیا تھا انبیٹھی صاحب کو خبر ہوئی مولنا کے پاس کچھ اشرفیاں نذرانہ لیکر پہنچے اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں ناراض ہیں فرمایا کیا تم خلیل احمد ہو کہا ہاں مولنا نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے براہین قاطعہ میں وہ شنیع باتیں کیسے لکھیں ہیں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں اس سے پہلے مولنا غلام دستگیر قصوری

ف وہابیوں کا دوسرا مکر

ف وہابیوں کی ترکی سلطان کے یہاں ذلت

وہابیہ کے سرغنہ خلیل احمد انبیٹھی [illegible]

ف حضرت مولنا شیخ صالح کمال [illegible]

مرحوم کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل لکھکر علمائے مکہ سے تقریظیں لے چکے تھے اس پر مولنا شیخ صالح کمال کی بھی تقریظ ہے اور اُس میں انبیٹھی صاحب اور اُن کے اُستاد گنگوہی صاحب کو زندیق لکھا ہے) انبیٹھی صاحب نے کہا حضرت جو باتیں میری طرف نسبت کی گئی ہیں افترا ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں فرمایا تمھاری کتاب براہین قاطعہ چھپکر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔ انبیٹھی نے کہا حضرت کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی فرمایا ہوتی ہے مولنا نے چاہا کسی مترجم کو بلائیں اور براہین قاطعہ انبیٹھی صاحب کو دکھا کر اُن کلمات کا اقرار کرا کر توبہ لیں مگر انبیٹھی صاحب رات ہی میں جدّہ کو فرار ہو گئے حضرت مولنا شیخ صالح کمال نے حضرت مولنا سید اسمٰعیل کو اس واقعہ کی اطلاع کا خط بھیجا اور اُنھوں نے بعینہ اپنے خط میں یہ لکھکر مجھے بھیجا وہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے[۱] صبح کو حضرت مولنا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ واقعہ بیان کیا اور فرمایا

ف: انبیٹھی کا ایک اور مکر قبیح وکذب صریح

[۱] صاحب الفضیلۃ والاخلاق والمحبۃ الجمیلۃ حضرۃ السید اسمعیل افندی حافظ الکتب حضر عندنا قبل تاریخہ رجل من اہل الہند یقال لہ خلیل احمد مع بعض علماء الہند المجاورین بمکۃ یستعطف خاطرنا علیہ لانہ قد بلغہ الی شدید الغیظ علیہ وانا لا اعرفہ شخصاً فقال یا سیدی بلغنی انکم واجد ون علی وذلک بسبب انی ذکرت ما وقع منہ فی البراہین القاطعۃ لدی

(ترجمہ خط) بزرگی اور اخلاق اور محبت جمیلہ والے حضرت سید اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب آیا ہمارے پاس آج سے پہلے ایک شخص ہندی جس کو خلیل احمد کہا جاتا ہے ہمراہی میں بعض علماء ہند کی جو مکہ میں مجاور ہیں مہربان کرنا چاہتا تھا ہمارے دل کو اپنے اوپر اس لیے کہ اُسے خبر پہنچی کہ میں سخت ناراض ہوں اُس پر پس کہا اے میرے سردار مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ مجھپر ناراض ہیں یہ آنا اُس کا اس سبب تھا کہ جو کچھ اُس سے براہین قاطعہ میں واقع ہوا تھا اُسکو میں نے حضرت امیر حفظہ اللہ سے ذکر کر دیا

ف: انبیٹھی جی کے بارے میں مولنا صالح کمال کا ایک نامی نامہ

میں نے سنا کہ وہ رات ہی میں بھاگ گیا میں نے کہا مولنا آپ نے بھگا دیا فرمایا میں نے۔ میں نے کہا ہاں آپ نے۔ فرمایا یہ کیونکر۔ میں نے عرض کیا جب اُس نے آپ سے پوچھا کہ کیا کافر کی توبہ قبول نہیں ہوتی آپ نے کیا فرمایا۔ فرمایا میں نے کہا ہوتی ہے۔ میں نے کہا اسی نے اُسے بھگایا آپ کو یہ فرمانا تھا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ ۱۶) حضرۃ الامیر حفظہ اللہ فقلت لہ اہلک خلیل احمد الانبیٹھی فقال نعم فقلت لہ ویحک کیف تقول فی البراہین القاطعۃ تلک المقالات الشنیعۃ وتجوز الکذب علی اللہ جل جلالہ کیف لا اغتاظ علیک ولقد کتبت علیہا بانک رجل زندیق وکیف تنذر وتنکر وھی قد طبعت وشاعت عنک فقال یا سیدی ھی لی ولکن لیس فیہا تجویز الکذب علی اللہ ولان کان فیہا فانا تائب وراجع عما فیہا مما یخالف اہل السنۃ والجماعۃ فقلت لہ ان اللہ یحب التائبین والبراہین موجودۃ وساخرج لک منہا ھذا الذی انکرتہ وتجاسرت بہ علی اللہ جل شانہ فصار یتملل ویعتذر ویقول ان کان فہو مکذوب علی وانا رجل مسلم موحد من اہل السنۃ والجماعۃ ما قلت فیہا ھذا ای لا غیرہ مما یخالف مذھب

(ترجمہ) تھا پس میں نے اُس سے کہا شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے کہا ہاں میں نے کہا تجھ پر افسوس ہے تو کیونکر کہتا ہے براہین قاطعہ میں یہ گندی باتیں اور جائز رکھتا ہے تو کذب اللہ جل جلالہ پر کیونکر نہ ناراض ہوں میں تجھ پر اور البتہ تحقیق لکھ چکا ہوں میں تجھکو اُن کی بابت زندیق اور کس طرح تو عذر کرتا ہے اور انکار کرتا ہے حالانکہ طبع ہو چکی ہیں تیری جانب سے شائع ہو چکی ہے پس کہا اے سردار وہ کتاب تو میری ہے مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے اُس میں تو میں توبہ کرتا ہوں اور اُس میں جو کچھ مخالف مذہب اہلسنت والجماعت ہو اُس سے رجوع کرتا ہوں پس میں نے کہا بیشک اللہ توبہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین میرے پاس موجود ہے ابھی نکالتا ہوں وہ کہ جس کا تو نے انکار کیا ہے اور جسارت کی تو نے اللہ جل شانہ پر تو عذر و خوشامد کرنے لگا اور بولا اگر وہ براہین قاطعہ میں ہے تو مجھ پر افترا ہے اور میں مسلمان موحد سنی ہوں میں نے نہ اُس میں یہ کہا نہ کچھ اور جو مخالف مذہب

کی توہین کرے اُس کی توبہ قبول نہیں۔ فرمایا واللہ یہ مجھ سے رہ گئی ہیں نے کہا تو آپ ہی نے بھگا یا زمانہ قیام میں علمائے عظام مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں ہر دعوت میں علما کا مجمع ہوتا مذاکرات علمیہ رہتے شیخ عبدالقادر کُردی مولٰنا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں اُن کا مکان تھا اُنھوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے ہر چند عذر کیا نہ مانا آخر گزارش کی کہ الحلو البارد شیریں سرد اُن کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے اُن کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اُس الحلو البارد کی پوری مصداق تھی نہایت شیریں و سرد اور خوش ذائقہ اُن سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے فقیر دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا مولٰنا شیخ صالح کمال اور شیخ العلما مولٰنا محمد سعید بابُصیل اور مولٰنا عبدالحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانے میں مولٰنا سید

(بقیہ صفحہ ۱۷) اھل السنۃ والجماعۃ فتعجبت منہ کیف ینکر ما ھو مطبوع فی رسالتہ البراھین القاطعۃ المطبوعۃ بلسان الھند وظھر لی انہ انما قال ذلک تقیۃ کانھم مثل الرافضۃ یرون التقیۃ واجبۃ واردت ان احضرھا واحضر من یفھم ذلک اللسان لاقررہ وما فیھا واستتیبہ لکنہ فی ثانی یوم من مجیئہ عندنا ھرب الی جدۃ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ احببنا اعلامکم بذلک ودمتم۔ محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

(ترجمہ) اہل سنت ہے تجھے تعجب ہوا کیونکر انکار کرتا ہے اُس بات کا جو چھاپی جا چکی اُس کے رسالہ براہین قاطعہ میں کہ زبان ہندی میں طبع ہوئی اور مجھ پر کھل گیا کہ وہ یہ باتیں تقیہ سے کہتا ہے گویا وہ مثل روافض کے ہیں جو تقیہ کو واجب جانتے ہیں اور میں نے ارادہ کیا کہ براہین قاطعہ لاؤں اور اُس شخص کو بلاؤں جو اس زبان کو سمجھتا ہے تاکہ اس سے اقرار لوں اُس کا جو کچھ کہ براہین قاطعہ میں ہے اور توبہ لوں لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے دوسرے دن جدہ کو بھاگ گیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ ہم نے دوست رکھا خبردار کرنا اس واقعہ پر اور آپ ہمیشہ رہیں۔ محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

اسمٰعیل کے پاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فرودگاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے صبح سے نصف شب کے قریب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا مولٰنا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی تو گنتی نہیں اور مولٰنا سید اسمٰعیل التزاماً روزانہ تشریف لاتے خصوصاً ایام علالت میں کہ یکم محرم ۱۳۲۴ھ سے سلخ محرم تک مسلسل رہی دن میں دوبار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا آنا تو ناغہ ہی نہ ہوتا آخر محرم میں کہ طبیعت بہت روبہ صحت ہوگئی تھی ایک ضرورت کے سبب دو روز تشریف لانا نہ ہوا اُن دو[2] روز میں میرا اُن کی طرف اشتیاق میں ہی جانتا ہوں میں نے اُن سید جلیل کو ایک پرچہ پر یہ تین شعر لکھ بھیجے ؎

هذان یومان ما فزنا بطلعتكم ولو قدرنا جعلنا رأسنا قدما

قالوا لقاء خليل للعليل شفا الا تحبون ان تبروا لنا سقما

عودتمونا طلوع الشمس كل ضحى وهل سمعتم كريما يقطع الكرما

اس رقعہ کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حال رقعہ نے دیکھی فوراً اُس کے ساتھ ہی تشریف لے آئے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی جاتا مجھے یاد نہیں۔
حضرت مولٰنا عبدالحق الٰہ آبادی کو چالیس سال سے زائد مکہ معظمہ میں گزرے تھے کبھی شریف کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے قیام گاہ فقیر پر دوبار تشریف لائے مولٰنا سید اسمٰعیل وغیرہ اُن کے تلامذہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق عادت ہے مولٰنا کا دم بسا غنیمت تھا ہندی تھے مگر اُن کے انوار مکہ میں چمک رہے تھے التزاماً ہر سال حج کرتے مولٰنا

(ترجمہ اشعار) [1] یہ دو دن ہیں کہ ہمیں دیدار نہ ملا اور ہم میں طاقت ہوتی تو سر سے آتے [2] لوگ کہتے ہیں لقاء خلیل شفاء علیل ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جانا ہے کیا آپ ہمارے مرض کی شفا نہیں چاہتے [3] آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع کرے اور آپ نے کسی کریم کو سنا ہے کہ کرم قطع کرے ۱۲

سید اسمٰعیل فرماتے تھے کہ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولٰنا عبدالحی صاحب بہت علیل
اور صاحب فراش تھے نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لیچلو کئی آدمی
اٹھاکر لائے کعبہ معظمہ کے سامنے بٹھایا زمزم شریف منگا کر پیا اور دعا کی کہ الٰہی حج سے
محروم نہ رکھ اسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوت عطا فرمائی کہ اٹھکر اپنے پاؤں سے
عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا مکہ معظمہ میں بنام علم کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو
فقیر سے ملنے نہ آئے ہوں سوا شیخ عبداللہ بن صدیق بن عباس کے کہ اس وقت مفتی
حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف سے دوسرے درجے میں سمجھا جاتا ہے
اپنے منصب کی جلالت قدر نے انھیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا اپنے
ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں
آپ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں مولٰنا سید اسمٰعیل اس وقت میرے پاس بیٹھے
تھے میں چاہا کہ حاضری کا وعدہ کروں مگر اللہ اعلم حبیب اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم
کے کرم نے ان اکابر کے دلمیں اس ذرۂ بے مقدار کی کیسی وقعت ڈالی تھی فوراً روکا اور
فرمایا واللہ یہ نہ ہوگا تمام علما ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں ان کی قسم کے سبب
مجبور ہا مگر تقدیر الٰہی میں ان سے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا اس کا ذریعہ یہ ہوا کہ انھیں دنوں
میں مولٰنا عبداللہ میرداد و مولٰنا حامد احمد محمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں فقیر سے
استفتا کیا تھا جس میں بارہ ۱۲ سوال تھے اور میں نے بکمال استعجال اس کے جواب میں
رسالہ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم تصنیف کیا تھا وہ
[illegible] حرم شریف کے کتب خانے میں سید مصطفیٰ برادر خورد مولٰنا سید
اسمٰعیل کے پاس تھا کہ نہایت جمیل الخط ہیں زمانہ سابق میں جب میرے استاذ الاساتذہ
حضرت مولٰنا جمال ابن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ تھے ان سے
نوٹ کے بارے میں سوال ہوا تھا اور جواب تحریر فرمایا تھا کہ علم گردن علماء میں امانت ہے

مجھے اس کے جزئیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں ایک دن میں کتب خانہ میں جاتا اور ایک شاندار صاحب کو بیٹھے دیکھتا ہوں کہ میرا رسالہ کفل الفقیہ مطالعہ کر رہے ہیں جب اس مقام پر پہنچے جہاں میں نے فتح القدیر سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ایک کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپیہ کو بیچے تو جائز ہے مکروہ نہیں پھڑک اٹھے اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر بولے این جمال بن عبد اللہ من ھذا النص الصریح حضرت جمال بن عبد اللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہے پھر کوئی مسئلہ پوچھنا تھا اس کے لیے کتابیں نکلوائیں ان کی عبارتیں نکالکر نقل کرنا چاہتے تھے اور میں رسالہ کی نقل کی تصحیح کر رہا تھا اس وقت تک نہ انھوں نے مجھے جانا ہے نہ میں نے ان کو اتنے میں انھوں نے دوات ایک ایسی کتاب پر رکھدی جسے نہ دیکھ رہے تھے نہ اس سے کچھ نقل کر رہے تھے میں نے ان پر نہ اعتراض بلکہ کتاب کی تعظیم کے لیے اٹھا کر نیچے رکھدی انھوں نے پھر اٹھا کر کتاب پر رکھدی اور کہا بحر الرائق کتاب الکراہیۃ میں اس کے جواز کی تصریح ہے میں نے ان سے یہ تو نہ کہا کہ بحر الرائق کتاب الکراہیۃ تک کب پہنچی وہ کتاب القضا ہی میں ختم ہوگئی ہے ہاں یہ کہا کہ ایسا نہیں بلکہ ممانعت کی تصریح فرمائی ہے مگر لکھتے وقت بضرورت مثلاً ورق ہوا سے اڑیں نہیں - کہا کہ میں لکھنا ہی تو چاہتا ہوں میں نے کہا ابھی لکھتے تو نہیں ہو وہ خاموش ہو رہے اور حضرت سید اسمٰعیل سے مجھے پوچھا انھوں نے فرمایا کہ یہ ہی اس رسالہ کا مصنف ہے اب ملے مگر خجلت کے ساتھ اور عجلت کے ساتھ اٹھ گئے حضرت سید اسمٰعیل نے فرمایا سبحان اللہ یہ کیسا واقعہ ہوا یہ چہارم صفر ۱۳۲۴ھ تھی اس سے پہلے حرم شریف میں شدید و شدید دورہ بخار کا رہ چکا تھا دو بار مسہل ہوئے ایک بار ایک ہندی کی رائے سے اور نفع نہ ہوا دوبارہ ایک ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے بہت قلیل مقدار میں ایک نمک دیا کہ آب زمزم شریف میں ملا کر پی لو اور پیاس بے پیاس زمزم شریف کی کثرت کرو اس سے بحمد اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوا

اور اُنھوں نے دوا وہ بتائی جو مجھے بالطبع محبوب و مرغوب تھی یعنی زمزم شریف کہ مجھے
ہر مشروب سے زیادہ عزیز ہے میری عادت ہے کہ باسی پانی کبھی نہیں پیتا اور اگر
پیوں تو باآنکہ مزاج گرم ہے فوراً زکام ہو جاتا ہے میری پیدائش سے پہلے حکیم سید
وزیر علی مرحوم نے میرے یہاں باسی کو منع کر دیا تھا جب سے معمول ہے کہ رات کے
گھڑے بالکل خالی کر کے پینے کا پانی بھرا جاتا ہے تو میں نے دودھ بھی باسی پانی کا نہ پیا نہ
کبھی نہار منھ پانی پیتا ہوں نہ کبھی کھانے کے سوا اور وقت میں گرمیوں کی سہ پہر میں
جو پیاس ہوتی ہے اُس میں کُلّیاں کرتا ہوں اُس سے تسکین ہوتی ہے مگر زمزم شریف
کی برکت کہ صحت میں مرض میں دن میں رات میں تازہ باسی بکثرت پیا اور نفع ہی
کیا زورقیں ہر وقت بھری رکھی رہتی تھیں بخار کی شدت میں رات کو جب آنکھ کھلی کلی
کر کے زمزم شریف پی لی صبح وضو سے پہلے پیتا وضو کے بعد پیتا بارہ بارہ زورقیں ایک
دن رات میں صرف میرے صرف میں آتیں پونے تین مہینے کے قیام مکہ معظمہ میں
میں نے حساب کیا تو تقریباً چار من زمزم شریف میرے پینے میں آیا ہوگا حضرت مولنا
سید اسمٰعیل کو اللہ تعالےٰ جنات عالیہ نصیب فرمائے میری واپسی حج کے چند سال بعد جب
سنہ ۱۳۲۹ھ میں مجھ سے ملنے آئے ہیں اور میرے شوق زمزم کا ذکر ہوا فرمایا تھا کہ ہر مہینے اتنے
ٹنک یعنی پیپے بھیجدیا کرونگا کہ تمھارے ایک مہینے کے صرف کو کافی ہوں مگر یہاں سے
جاتے ہی اُنھیں سفر باب عالی کی ضرورت ہوئی اور مشیت الٰہی کہ وہیں انتقال فرمایا۔
رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

محرم شریف مجھے تقریباً بخار ہی میں گزرا اُسی حالت میں علمائے کرام کو اجازات لکھی
جاتیں اور اُسی حالت میں کفل الفقیہ تصنیف ہوا وہاں پلنگ کا بھی رواج نہیں
بالاخانوں میں زمین پر فرش ہیں اُس پر سوتے ہیں مگر حضرت سید اسمٰعیل و حضرت
مولنا شیخ صالح کمال رحمہما اللہ تعالےٰ نے میرے لیے ایک عمدہ پلنگ منگوا دیا تھا ایّام

مرض میں میں اسی پہ ہوتا اور علما عظا عیادت کو آتے اور فرش پر تشریف رکھتے میں اس سے نادم ہوتا ہر چند چاہتا کہ نیچے اتروں مگر قسموں سے مجبور فرماتے امتداد مرض میں مجھے زیادہ فکر حاضری سرکار اعظم کی تھی جب بخار کو امتداد دیکھا میں نے اسی حالت میں قصد حاضری کیا یہ علما مانع ہوئے اول تو یہ فرمایا کہ حالت تمہاری یہ ہے اور سفر طویل میں نے عرض کی اگر سچ پوچھیے تو حاضری کا اصل مقصود زیارت طیبہ ہے دونوں بار اسی نیت سے گھر سے چلا معاذ اللہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لطف نہیں انھوں نے پھر اصرار اور میری حالت کا اشعار کیا میں نے حدیث من حج ولم یزرنی فقد جفانی پڑھی فرمایا تم ایک بار تو زیارت شریف کر چکے ہو میں نے کہا میرے نزدیک حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ عمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضرور ہے اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار تک پہنچ لوں روضہ اقدس پر ایک نگاہ پڑ جائے اگرچہ اسی وقت دم نکل جائے حضرت مولنا شیخ صالح کمال کو اللہ تعالی جنات عالیہ عطا فرمائے با آں فضل وکمال کہ میرے نزدیک مکہ معظمہ میں ان کے پائے کا دوسرا عالم نہ تھا اس فقیر حقیر کے ساتھ غایت اعزاز بلکہ ادب کا برتاؤ رکھتے بار بار کے اصرار کے ساتھ مجھ سے اجازت نامہ لکھوایا جسے میں نے ادباً کئی روز ٹالا جب مجبور فرمایا لکھدیا تین تین پہر میری ان کی مجالست ہوتی اور اس میں سوا مذاکرات علمیہ کے کچھ نہ ہوتا جس زمانہ میں قاضی مکہ معظمہ رہے تھے اس وقت کے اپنے فیصلوں کے مسئلے دریافت فرماتے حقیر جو بیان کرتا اگر ان کے فیصلہ کے موافق ہوتا بشاشت وخوشی کا اثر چہرہ مبارک پہ ظاہر ہوتا اور مخالف ہوتا تو ملال وکبیدگی اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے حکم میں لغزش ہوئی مجھے بھی ان دونوں صاحبوں کے کرم کے سبب ان سے کمال بے تکلفی ہر قسم کی بات گزارش کر دیتا ایک بار کہا مؤذنوں نے یہ جو اذان واقامت وتکبیرات انتقال میں تغنیات ایجاد کیے ہیں آپ حضرات ان سے منع نہیں فرماتے فتح القدیر میں مبلغ (یعنی مکبر) کے تحول

کو مفسد نماز لکھا ہے اور یہ کہ اُس کی تکبیرات پر جو مقتدی رکوع و سجود وغیرہ افعال نماز کریگا اُس کی نماز نہ ہوگی فرمایا حکم یہی ہے مگر ان پر علما کا بس نہیں یہ جانب سلطنت سے ہیں ایک جمعہ میں میں خطیب کے قریب تھا اس نے خطبہ میں پڑھا وارض عن اعمام نبیک الاطائب حمزۃ والعباس وابی طالب یہ بدعت تازہ ایجاد ہوئی پہلی بار کی حاضری میں نہ تھی اور یہ بداہۃً جانب حکومت سے تھی اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے بآواز بلند نکلا اللھم ھذا منکر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان فقیر بتوفیق رب کریم یہ حکم احکم بہ وجہ اوسط بجالایا اور مولیٰ تعالیٰ کی رحمت کہ کسی کو تعرض کی جرأت نہ ہوئی فرضوں کے بعد ایک اعرابی نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا رأیت تم نے دیکھا میں نے کہا رأیتُ ہاں دیکھا کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور تشریف لے گئے ان دونوں اکابر علما نے ہماری مجلس خلوت میں اس کی مبارکباد دی کہ اس رد منکر پر کوئی معترض نہ ہوا اور ساتھ ہی فرمایا کہ ایسے امور میں کہ جانب حکومت سے ہیں سکوت شایاں ہے

اسی واقعۂ مفتی حنفیہ کے وقت میں نے جناب سید مصطفیٰ خلیل پا اور حضرت مولنا سید اسمٰعیل سے کہا ھل عندکم شیٔ من ھزمۃ جبریل آپ کے پاس سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی ٹھوکر کا کچھ بقیہ ہے سید زادے نے فرمایا نعم اور کٹورے میں زمزم شریف لائے میں اسے ضعف کے سبب بیٹھا ہی ہوا پی رہا تھا آنکھیں نیچی تھیں جب نظر اٹھائی دیکھا تو وہ سید خلیل مؤدب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں یہاں تک کہ کٹورا میں نے انھیں دیا یہ حال ان معظم و معزز بندگان خدا کے ادب و اجلال کا تھا یا میں بہ ہمہ شدت مرض و شوق مدینہ طیبہ میں جب وہ جملہ میں نے کہا کہ روضۂ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے پھر دم نکل جائے دونوں علمائے کرام کا غصہ سے رنگ متغیر ہو گیا

اور حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ تعود ثم تعود ثم تعود ثم تکون روضۂ انور پر اب حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر حاضر ہو پھر مدینہ طیبہ میں وفات نصیب ہو مولیٰ تعالیٰ اُن کی دعا قبول فرمائے اُن کی اس غایت محبت کے غصہ نے مجھے وہ حالت یاد دلائی جو اس حج سے تیرہ چودہ برس پہلے میں نے خواب میں اپنے حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز سے دیکھی تھی میں اس زمانہ میں بشدت درد کمر اور سینہ میں مبتلا تھا اُسے بہت اشتداد و استداد ہوا تھا ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیر و مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر و مرشد کا نام پاک لیتے اور اُن کے آنسو رواں نہ ہوتے جب اُن کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت اُن کی قبر میں اُترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی اُن کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لیے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ حضور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازے کی نماز پڑھنے الحمد للہ یہ جنازۂ مبارکہ میں نے پڑھایا اور یہ وہی برکات احمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھیں کہ محبت پیر و مرشد کے سبب اُنھیں حاصل ہوئیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔ ہاں تو اُس خواب میں دیکھا کہ مولوی برکات احمد صاحب بھی حضرت والد ماجد قدس سرہ العزیز کے ہمراہ میری عیادت کو تشریف لائے ہیں دونوں حضرات نے مزاج پرسی فرمائی میں شدت مرض سے تنگ آچکا تھا زبان سے نکلا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ اب خاتمہ ایمان پر ہو جائے یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد قدس سرہ الشریف کا رنگ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا ابھی تو باون برس مدینہ شریف میں واللہ اعلم اس ارشاد کے کیا معنے تھے مگر اس کے بعد جو دوبارہ

حاضری مدینہ طیبہ ہوئی ہے اُس وقت مجھے باونواں ہی سال تھا یعنی اکاونویں برس پانچ مہینے کی عمر تھی یہ چودہ برس کی پیش گوئی حضرت نے فرمائی اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان غلام کے کفش بردار ہیں علوم غیب بتاتا ہے اور وہابیہ کو جناب سرکار سے انکار ہے ابھی چند سال ہوئے ماہ رجب میں حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ الشریف خواب میں تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا اب کی رمضان میں مرض شدید ہوگا روزہ نہ چھوڑنا ویسا ہی ہوا اور ہرچند طبیبوں وغیرہ نے کہا میں نے بحمد اللہ تعالیٰ روزہ نہ چھوڑا اور اُسی کی برکت نے بفضلہ تعالیٰ شفا دی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے صُومُوا تَصِحُّوا روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے وہ حضرات علما بہت اس کے متمنی رہتے کہ کسی طرح میرا وہاں قیام زائد ہو حضرت مولنا سید اسمٰعیل نے فرمایا یہاں کی شدت گرمی تمہارے لیے باعث تپ ہے طائف شریف میں موسم نہایت معتدل اور وہاں میوا کا بہت پرفضا ہے چلیے گرمی کا موسم وہاں گزاریں میں نے گزارش کی کہ اس حالت مرض میں قابلیت سفر ہو تو سرکار اعظم ہی کی حاضری ہو نہ سکے فرمایا میرا مقصود یہ تھا کہ چند مہینے وہاں تنہائی میں رہکر تم سے کچھ پڑھتے کہ یہاں تو آدمیوں کے ہجوم سے تمھیں فرصت نہیں مولنا شیخ صالح کمال نے فرمایا اجازت ہو تو ہم یہاں تمھاری شادی کی تجویز کریں میں نے کہا وہ کنیز بارگاہ الٰہی جسے میں اُس کے دربار میں لایا اور اُس نے مناسک حج ادا کیے کیا اُس کا بدلہ یہی ہے کہ میں اُسے یوں مغموم کروں فرمایا ہمارا خیال یہ تھا کہ یوں یہاں تمھارے قیام کا سامان ہو جاتا اس طول مرض میں کئی ہفتہ حاضری مسجد اقدس سے محروم رہا کہ میں جس بالاخانے پر تھا چالیس زینے کا تھا اُس سے اُترنا اور چڑھنا نامقدور تھا مسجد الحرام شریف میں کوئی ناآشنا سا بزرگ میرے بھائی مولوی محمد رضا خاں کو ملے تو فرمایا کئی دن سے تمھارے بھائی کو نہ دیکھا انھوں نے عرض کیا علیل ہیں پانی دم فرماکر دیا کہ یہ پلاؤ اور اگر بخار باقی رہے تو میں دس بجے دن کے تمکو یہیں ملونگا دس بجے

دن کے نہ بخار رہا نہ وہ ملے اور اب میں مسجد شریف اور کتب خانہ حرم شریف میں حاضر ہونے لگا جس میں چوتھی صفر کا وہ واقعہ تھا جو مفتی حنفیہ کے ساتھ پیش آیا نماز صبح کے سوا کہ ہمارے نزدیک اس میں اسفار یعنی وقت خوب روشن کرکے پڑھنا افضل ہے اور شافعیہ کے نزدیک تغلیس یعنی خوب اندھیرے سے پڑھنا تینوں مصلوں پر نماز پہلے ہو جاتی ہے اور مصلائے حنفی پر سب کے بعد باقی چاروں نمازیں سب سے پہلے مصلائے حنفی پر ہوتی ہیں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کے نزدیک وقت عصر دو مثل سایہ گزر کر ہے اس کے بعد نماز حنفی ہوتی اس کے بعد باقی تینوں مصلوں پر وہ لوگ اپنے لیے اسے بہت تاخیر سمجھتے آخر کوششیں کرکے حنفیہ سے یہ کرالیا کہ تمام عصر مطابق قول صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثل دوم کے شروع میں پڑھ لیں اس بار کی حاضری میں یہ جدید بات دیکھی اگرچہ کتب حنفیہ میں یہاں قول صاحبین پر بھی بعض نے فتوے دیا مگر اصح واحوط واقدم قول سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور فقیر کا معمول ہے کہ کسی مسئلہ میں بے خاص مجبوری کے قول امام سے عدول گوارا نہیں کرتا جس کی تفصیل جلیل میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوی مطلقا علی قول الامام میں ہے۔

اذا قالت الامام فصدقوہ　　فان القول ما قال الامام

ہم حنفی ہیں نہ کہ یوسفی یا شیبانی میں اس بار جماعت عصر میں بہ نیت نفل شریک ہو جاتا اور فرض عصر مثل دوم کے بعد میں اور حضرت مولنا شیخ صالح کمال حضرت مولنا سید اسمعیل و دیگر بعض تخاطبین حنفیہ اپنی جماعت سے پڑھتے جس میں وہ حضرات التماسا پر اس فقیر کو مجبور فرماتے پہلے شیخ عمر حمصی کا مکان کرایہ پر لیا تھا پھر سید عمر رشیدی ابن سید ابوبکر رشیدی اپنے مکان پر لے گئے بالاخانے کے درو سطانی پر میری نشست تھی دروازوں پر جو طاق تھے بائیں جانب کے طاق میں وحشی کبوتروں کا ایک جوڑا

رہتا وہ تنکے لاتے اور گرایا کرتے اس طرف کے بیٹھنے والوں پر گرتے جب علالت میں میرے لیے پلنگ لایا گیا وہ اس در کے سامنے بچھایا گیا کہ تشریف لانے والوں کے لیے جگہ وسیع رہے اس وقت سے کبوتروں نے وہ طاق چھوڑ کر دروازہ وسطانی کے طاق میں بیٹھنا شروع کیا کہ اب جو وہاں بیٹھتے ان پر تنکے گرتے حضرت مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا وحشی کبوتر بھی تیرا لحاظ کرتے ہیں میں نے عرض کی صالحنا ھم فصالحونا ہم نے ان سے صلح کی تو انھوں نے بھی ہم سے صلح کی اس پر بعض علماء حاضرین نے فرمایا کہ ہم پر کیوں تنکے پھینکتے ہیں ہم نے ان سے کونسی جنگ کی ہے میں نے کہا میں یہاں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ یہ جہاں آکر بیٹھتے ہیں انھیں اُڑاتے ہیں کنکریاں مارتے ہیں سلاخوں کی توپیں جب چھوٹتی ہیں یہ خوف سے تھر تھرا تھر تھرا کر رہ جاتے ہیں یہ سب میرا مشاہدہ ہے حالانکہ یہ حرم محترم کے وحشی ہیں انھیں اُڑانا یا ڈرانا منع ہے پیڑ کے سایہ میں حرم کا ہرن بیٹھا ہو آدمی کو اجازت نہیں کہ اسے اُٹھا کر خود بیٹھے ان عالم نے فرمایا یہ کبوتر ایذا دیتے ہیں اوپر سے کنکریاں پھینکتے ہیں لیمپ کی چمنی توڑ دیتے ہیں میں نے کہا کیا یہ ابتداءً بالایذا کرتے ہیں کہا ہاں میں نے کہا تو فاسق ہوئے اور کبوتر بالاجماع فاسق نہیں چیل کوّے فاسق ہیں وہ ساکت ہوگئے شریعت میں وہ جانور فاسق ہیں جو بغیر اپنے نفع کے بالقصد ابتداءً ایذا پہنچائے ایسے جانور کا قتل حرم شریف میں بھی جائز ہے جیسے چیل کوّا بندر چوہا چیل کوّے زیور اٹھا کر لیجاتے ہیں بندر کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں چوہے کتابیں کترتے ہیں جس میں ان کا کوئی نفع نہیں محض براہ شرارت ایذا دیتے ہیں لہٰذا فاسق ہیں بخلاف بلّی کے کہ اگرچہ مرغی پکڑتی کبوتر توڑ لیتی ہے مگر اپنی غذا کے لیے نہ تمھاری ایذا کے لیے کنکریاں اگر طاق میں ہوں کبوتر کے چلنے پھرنے سے گر پڑینگی نہ یہ کہ چمنی پر کنکری مارنا انھیں مقصود ہو اس قسم کے وقائع بہت تھے کہ یاد نہیں اگر اسی وقت منضبط کرلیے جاتے محفوظ رہتے مگر اس کا ہمارے ساتھیوں

ہیں سے کسی کو احساس بھی نہ تھا جب اواخر محرم میں بفضلہ تعالیٰ صحت ہوئی وہاں
ایک سلطانی حمّام ہے میں اُس میں نہایا باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا حرم شریف پہنچتے پہنچتے
برسنا شروع ہوا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو مینہ برستے میں طواف کرے وہ رحمت
الٰہی میں تیرتا ہے فوراً سنگ اسود شریف کا بوسہ لیکر بارش ہی میں سات پھیرے
طواف کیا بخار پھر عود کر آیا مولنٰا سید اسمٰعیل نے فرمایا ایک ضعیف حدیث کے لیے تم نے
اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی میں نے کہا حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد اللہ تعالیٰ
قوی ہے یہ طواف بحمدہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت
نہ تھی اور اس سے بھی زیادہ لطف کا طواف بفضلہ عزوجل گیارھویں ذی الحجہ کو
نصیب ہوا تھا طواف زیارت کے لیے کہ بعد وقوف عرفہ فرض ہے عام حجاج دسویں
ہی کو منا سے مکہ معظمہ جاتے ہیں میرے ساتھ مستورات تھیں اور خود بھی بخار
اٹھائے ہوئے تھا گیارھویں کو بعد زوال رمی جمار کرکے اونٹوں پر مع مستورات
روانہ ہوا حرم شریف میں نماز عصر ادا کی آج تمام حجاج منا میں تھے حرم شریف میں
صرف پچیس تیس آدمی یہ طواف نہایت اطمینان سے ہوا ہر بار جی بھر کر سنگ اسود
شریف پر منہ ملنا اور بوسہ لینا نصیب ہوتا ایک عربی صاحب کو جنھیں پہچانتا نہیں
مولیٰ تعالیٰ نے بے کہے مہربان فرما دیا کہ ہر پھیرے کے ختم پر چند آدمی جو طواف
کر رہے تھے انھیں روک کر کھڑے ہو جاتے کہ ہم لوگوں کو سنگ اسود شریف کا بوسہ
لینے دو یوں ہر پھیرے پر میرے ساتھ کی مستورات بھی مشرف بہ بوسۂ سنگ اقدس
ہوئیں والحمد للہ وتقبل اللہ بعد ختم طواف میں دیوار کعبہ معظمہ سے لپٹا اور غلاف
مبارک ہاتھ میں لیکر یہ دعا عرض کرنی شروع کی یا واجد یا ماجد لا تزل عنّی
نعمۃً انعمتہا علیّ اور بہت پر کیف رقت طاری ہوئی کہ آزادی اور یکسوئی تھی مگر
تھوڑی دیر کے بعد ایک عربی صاحب میرے برابر آکر کھڑے ہوئے اور با آواز چلا کر

رونا شروع کیا اُن کے چلّانے سے کچھ طبیعت ہٹی پھر خیال آیا ممکن کہ یہ مقبولان بارگاہ سے ہوں اور ان کے قرب کا فیض مجھ پر تجلّی ڈالے اس تصور سے پھر اطمینان ہو گیا مغرب پڑھ کر منا کو واپس آئے اس تقریباً تین مہینے کے قیام میں میں نے خیال کیا کہ حدیث میں کسی کی سند میری سند سے عالی ہو تو میں اُن سے سند لیکر علو حاصل کروں مگر بفضلہ تعالیٰ تمام علما سے میری ہی سند عالی تھی یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہر کریم تمام جہان کا مرجع و ملجا ہے اہل مغرب بھی یہاں آتے ہیں ممکن کہ کوئی صاحب جفر داں ملجائیں کہ اُن سے اس فن کی تکمیل کی جائے ایک صاحب معلوم ہوئے کہ جفر میں مشہور ہیں نام پوچھا معلوم ہوا مولنا عبد الرحمٰن دہّان حضرت مولنا احمد دہّان مکی کے چھوٹے صاحبزادے ہیں نام سُن کر اس لیے خوش ہوا کہ یہ اور اُن کے بڑے بھائی صاحب مولنا اسعد دہّان کہ اب قاضی مکہ معظمہ ہیں مجھ سے سند حدیث لے چکے تھے میں نے مولنا عبد الرحمٰن کو بُلایا وہ تشریف لائے کئی گھنٹے خلوت رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاعدہ جو اُن کے پاس ناقص تھا قدرے اُس کی تکمیل ہو گئی اسی کے قریب سرکار مدینہ طیبہ میں واقع ہوا وہاں بھی ایک صاحب عبد الرحمٰن نام ہی کے ملے یہ عبد الرحمٰن دہّان عربی مکّی ہیں اور وہ عبد الرحمٰن آفندی ترکی شامی کئی روز متصل تشریف لائے اور دیر تک بیٹھکر چلے جاتے تھے ہجوم حضرات اہل علم و معززین کے سبب انھیں بات کا موقع نہ ملتا ایک دن میں نے اُن سے عرض پوچھی کہا تنہائی میں کہونگا دوسرے دن اُن کے لیے وقت نکالا کہا میں جفر میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنھوں نے فرمایا یہاں نہ میرا اب زیادہ قیام ہے نہ یہاں میں خاص اس کی تحصیل کو تیرے پاس ہندوستان میں آؤنگا وہ تو نہ آئے مگر مولنا سید حسین مدنی صاحبزادہ حضرت مولنا سید عبد القادر شامی مدنی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تشریف لائے اور چودہ[14] مہینے تقریباً یہاں قیام فرمایا اور یہ علم اور علم اوفاق و تکسیر سیکھے انھیں کے لیے میں نے

اپنا رسالہ اطائب الاکسیر فی علم التکسیر زبان عربی میں املا کیا یعنی میں عبارت زبانی بولتا اور وہ لکھتے جاتے اور اسی لکھنے میں اُسے سمجھتے جاتے علم جفر میں اتنی دستگاہ ہو گئی تھی کہ پانچ سوالوں میں دو کا جواب صحیح نکال لیتے کہ ان کے لیے میں نے اس علم سے اجازت تعلیم کا سوال پہلے کر لیا تھا اور جواب ملا کہ ضرور بتاؤ کہ یہ اسی کے واسطے اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں اگرچند مہینے اور رہتے تو امید تھی کہ سب جواب صحیح نکالنے لگتے میں نے جو جداول کثیرہ اس فن کی تکمیل جلیل کے لیے اپنی طبعزاد ایجاد کی تھیں رخصت کے وقت انھیں نذر کر دیں کہ خود اس فن کے ترک کا قصد کر لیا تھا جس کی وجہ سوالوں کی کثرت سے لوگوں کا پریشان کرنا تھا اور بالخصوص یہ عجیب واقعہ کہ ایک امیر کبیر کی بیگم بیمار ہوئی جن کا مذہب سنّی نہ تھا اُنھوں نے میرے آقازادے حضرت سیدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب دامت برکاتہم کے ذریعے سے سوال کرایا جواب نکلا سنیت اختیار کریں ورنہ شفا نہیں اور اس فن کا حکم ہے کہ جو جواب نکلے بلا رو رعایت صاف کہدیا جائے میں نے یہی لکھ بھیجا یہ منظور نہ ہوا اور مرض بڑھتا گیا اب حضرت ہی کے ذریعے سے یہ سوال آیا کہ موت کب اور کہاں ہو گی اپنے شہر میں یا نینی تال پر کہ اُس وقت تبدیل آب و ہوا کے لیے مریضہ کا وہیں قیام تھا یہ سوال ۸ شوال مکرم ۱۳۲۸ھ کو ہوا جواب نکلا محرم محرم یعنی ماہ محرم میں موت ہو گی اور کہاں ہو گی اس کے جواب میں میں نے اُن کے شہر کے نام کا پہلا حرف اور اُس کے بعد ق اور اُس کے بعد دو کا ہندسہ اور آگے لفظ خویش لکھدیا وہاں کے جفار بلائے گئے کہ اس معمّے کو حل کریں اُنھوں نے حرف نام شہر سے تو شہر مراد لیا اور قاف سے قلعہ اور آگے نہیں چلتا حالانکہ اُس حرف سے شہر مراد تھا اور قاف سے قریب اور دو سے حرف ب کہ اول لفظ بیت ہے یعنی موت نینی تال میں نہ ہو گی بلکہ اپنے شہر میں مگر نہ اپنے محل میں بلکہ قریب بیت خویش دوسری جگہ میں ایسا ہی واقع ہوا تو ۲۷ محرم کو اپنے شہر کے ایک باغ میں موت واقع ہوئی جب اس جواب کا شہرہ ہوا اطراف سے جلد بازوں کے خط وقتی ہی

سے آنے لگے کہ تم نے تو موت کی خبر دی تھی اور ابھی نہ ہوئی میں نے کہا بھا ئیو اگر محرم سے پہلے موت واقع ہو تو جواب غلط ہو جائے گا نہ کہ اس کی صحت کے لیے تم ابھی موت تلاش کرتے ہو اور اس قسم کے طوفان بے تمیزی کے سبب میں نے یہ قصد کر لیا کہ اگر یہ جواب غلط گیا تو اس فن پر اتنی محنت کرونگا کہ باذنہٖ تعالیٰ پھر غلطی نہو یہ علم تمام علوم سے مشکل تر اور سکھانے والے مفقود اور اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود جو علوم ظاہر ہیں اور مصنفین و معلمین اُن کا اعلان چاہتے ہیں اُن کی تو یہ حالت ہے کہ کتاب کچھ کہتی ہے اور ناظر کچھ سمجھتا ہے تو اس علم میں ناظر کی غلط فہمی کیا تعجب ہے اور وہ بھی مجھ جیسے کے لیے جس نے نہ کسی سے سیکھا نہ کوئی مشورہ و مذاکرہ کرنے والا صرف ایک قاعدہ بدوحی بلن کہ حضور والا حضرت عظیم البرکۃ حضرت سیدنا سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۱۲۹۴ھ میں تذکرۃً تعلیم فرمایا تھا اُس کے بعد جو کتابیں اس فن کے نام سے مشہور و رائج ہیں اُن کی نسبت اسی فن سے سوال کیا اُس نے ان پر نہایت تشنیع کی اور کہا کہ یہ سب مہمل و باطل اور جلانے کے قابل ہیں صرف دو کتابوں کی مدح کی جو اُن سب رائج کتابوں سے جدا ہیں جن میں ایک حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصنیف ہے وہ دونوں کتابیں مولیٰ عزوجل نے مجھے بہم کرا دیں اُنھیں مطالعہ کیا جہاں تک بزور مطالعہ انکشاف ہوا ہوا اور جہاں مطلب حضرات مصنفین نے ذہن میں رکھا تھا اُس کی نسبت جتنا قاعدہ معلوم ہو لیا تھا اُس سے سوال کیے اُس نے مطلب بتایا ایک قاعدہ اور حل ہوا اب جو آگے الجھا اُس سے پوچھا اُس نے بتایا اور حل ہوا اس طور پر اس فن کی قدرے ابجد معلوم ہوئی میری کتاب سِفْرُ السَّفَرْ عَنِ الْجَفْرِ بالجفر الجفیر مباحث میں ہے جس میں ساٹھ سوال جواب ہیں یعنی جفر سے جفر کو واضح کرنے کی کتاب اس نے ایک دوسرے علم زائرجہ کے ایک عظیم سر مکتوم کو بھی واضح کیا جس کی نسبت حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے رسالہ زائرجہ میں ہے کہ زمانہ

سیدنا شیث علیہ الصلاۃ والسلام سے اس راز کے اخفا کا حلفی عہد ہے رسائل فن میں نہایت غامض چیستان کی طرح اس کے بارہ ۱۲ پتے دیے گئے ہیں ازاں جملہ یہ کہ خاتم آدم میں ہے ہیں۔ میں نے اس کی نسبت بھی اسی پہلے قاعدہ جفر سے سوال کیا اس نے روشن طور پر بتا دیا اب جو ان بارہ ۱۲ پہیلیوں کو دیکھوں تو سب خود بخود منکشف ہو گئیں میرے جی میں آیا کہ کچھ اس فن کی طرف بھی توجہ کروں کہ اس کا راز پنہاں تو کھل ہی گیا ہے اس پر اقدام کا ائمہ فن نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ چند روز کچھ اسمائے الٰہیہ تلاوت کیے جاتے ہیں مدت موعود میں خوش نصیب بندہ بکرم اللہ تعالیٰ زیارت جمال جہاں آرائے حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے اگر سرکار اقدس سے اس فن میں اشتغال کا اذن ملے مشغول ہو ورنہ چھوڑ دے میں نے وہ اسمائے طیبہ تلاوت کیے پہلے ہی ہفتہ میں سرکار کا کرم ہوا جسے میں پہلے شاید ذکر بھی کر چکا ہوں اس سے اذن کا استنباط ہو سکتا تھا مگر میں نے ظاہر پر محمول کر کے ترک کر دیا غرض جفر سے جواب جو کچھ نکلے گا ضرور حق ہو گا کہ علم اولیائے کرام کا ہے اہلبیت عظام کا ہے امیر المومنین علی مرتضےٰ کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مگر اپنی غلط فہمی کچھ اچنبا نہیں تو اگر یہ جواب غلط گیا کافی محنت کرونگا اور صحیح اترا تو اس فن کا اشتغال چھوڑ دونگا کہ آئے دن سوالوں کی محنت اور الٹے اعتراضوں کی دقت کون سہے جواب بحمد اللہ تعالیٰ پورا صحیح اترا اور میں نے اشتغال چھوڑ دیا وہ طبعزاد جداول کہ تدقیق تام سے بنائی تھیں اور جنہوں نے اس فن کے بہت اعمال مشکلہ کو آسان کر دیا تھا چلتے وقت حضرت سید صاحب موصوف کے نذر کر دیں ان سے پہلے مولٰنا عبد الغفار صاحب بخاری اسی فن کے سیکھنے کو تشریف لائے تھے انہوں نے حیدر آباد سے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام خطوط سے نہیں ہو سکتا خود آیئے وہ مارہرہ شریف آئے اتنے میں حضرت بریلی تشریف لے آئے تھے میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد رضا خاں سلمہ کے یہاں

اعمال صعبہ کو آسان کر دینے والے تھے

رونق افروز ہیں کہ عصر کے وقت مولوی صاحب تشریف لائے ماشاء اللہ کمال متقی و صالح و عالم تھے وہ جہاں ہوں اللہ تعالےٰ انھیں خیر و خوبی سے رکھے حضرت قدس سرہ نے فقیر سے ارشاد فرمایا کہ یہ جو کچھ سیکھیں ان کو بتاؤ میں ارشاد حضرت کے سبب حسب قاعدہ اس فن سے اجازت طلب نہ کر سکا کہ اگر مخالفت ہوئی تو حکم حضرت کا خلاف کیونکر کرونگا آٹھ مہینے تک انھیں سکھایا ایام سرما میں بعض دفعہ رات کے دو دو بج جاتے وہ عالم پورے تھے قواعد خوب منضبط کر لیے آٹھ پہر میں ایک سوال نہایت اُجلا باضابطہ مرتب فرما لیتے اور جواب تلاش کرتے نہ ملتا مجھے دکھاتے میں گزارش کرتا دیکھیے یہ جواب رکھا ہے اپنی ران پر ہاتھ مارتے کہ ہمیں کیوں نہیں نظر آتا میں گزارش کرتا کہ جتنی بات تعلیم کے متعلق تھی وہ آپ کو پوری آگئی رہا جواب وہ القاء ملک ہے اگر القاء نہ ہوا اپنا کیا اختیار یہ اُس کا نتیجہ تھا کہ اس علم سے بے اجازت لیے اُنھیں سکھایا آٹھ مہینے رہے اور چلتے وقت فرما گئے کہ میں جیسا آیا تھا ویسا ہی جاتا ہوں اُن کی محبت و صلاح و تقوے کے سبب اکثر اُن کی یاد آتی ہے جزیرہ سنگاپور سے ایک خط اُن کا آیا تھا اُس کے بعد سے کچھ پتہ معلوم نہیں سید حسین مدنی صاحب سا کوئی سیر چشم و بے طمع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا اُن کی خوبیاں دل پہ نقش ہیں میں حضرت سید اسمعیل مکی کا تذکرہ اکثر اُن کے سامنے کرتا تو فرماتے زہے سعادت اُن کی کہ اُن کی ایسی یاد تمھارے قلب میں ہے اب اپنے چلے جانے کے بعد وہ کیونکر دیکھیں کہ اُن کی کتنی یاد ہے یہاں سے ملک چین کو تشریف لے گئے پھر اُن کا کوئی خط بھی نہ آیا نہ مدتوں تک مدینہ طیبہ اُن کا کوئی خط گیا اُن کے چھوٹے بھائی سید ابراہیم مدنی اُن سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے وہ اس زمانے میں قازان کو گئے ہوئے تھے کہ ملک روس میں ہے اور یہ تبت کو اُن کے بڑے بھائی سید احمد خطیب مدنی کے خطوط آتے کہ والدہ بہت پریشان ہیں سید حسین کہاں

ہیں یہاں کسے پتہ معلوم تھا اب سُنا گیا ہے کہ شاید مدینہ طیبہ پہنچ گئے یہ سید صاحب محمد مدنی کا بیان ہے جو پارسال تشریف لائے تھے واللہ تعالےٰ اعلم۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا صفر کے پہلے عشرہ میں عزم حاضری سرکار اعظم مصمم ہوگیا اونٹ کرایہ کر لیے سب اشرفیاں پیشگی دیدیں آج سب اکابر علما سے رخصت ہونے کو ملا وہاں پان کی جگہ چائے کی تواضع ہے اور انکار سے بُرا مانتے ہیں ہر جگہ چائے پینی ہوئی جس کا شمار نو ۹ فنجان تک پہنچا اور وہاں بے دودھ کی چائے پیتے ہیں جسکا میں عادی نہیں اور چائے گُردے کو مضر ہے اور میرے گُردے ضعیف رات کو معاذ اللہ بشدت حوالی گردہ کا درد ہوا ساری شب جاگتے کٹی صبح ہی سفر کا قصد تھا کہ مجبورانہ ملتوی رہا جمّالوں سے کہدیا گیا کہ تا شفا نہیں جاسکتے وہ چلے گئے اور اشرفیاں بھی اُنھیں کے ساتھ گئیں ترکی ڈاکٹر رمضان آفندی نے پلاستر لگائے دو۲ ہفتہ سے زائد تک معالجے کیے بحمد اللہ تعالےٰ شفا ہوئی مگر اب بھی دن میں پانچ چھہ بار چپک ہوجاتی تھی اسی حالت میں دوبارہ اونٹ کرایہ کیے سب نے کہا کہ اونٹ کی سواری میں حال بہت ہوگی اور حال یہ ہے مگر میں نے نہ مانا اور توکلاً علی اللہ تعالیٰ چوبیس۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو کعبۂ تن سے کعبۂ جان کی طرف روانہ ہوا براہ بشریت مجھے بھی خیال آتا تھا کہ اونٹ کی ہال سے کیا حال ہوگا ولہذا اس بار سلطانی راستہ اختیار نہ کیا کہ بارہ منزلیں اونٹ پر ہونگی بلکہ جدہ سے براہ کشتی رابغ جانے کا قصد کیا مگر اُن کے کرم کے صدقے اُن سے استعانت عرض کی اور اُن کا نام پاک لیکر اونٹ پر سوار ہوا ہال کا ضرر پہنچنا درکنار وہ چپک کہ روزانہ پانچ چھہ بار ہوجاتی تھی دفعۃً دفع ہوگئی وہ دن اور آج کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ بفضلہ تعالیٰ اب تک نہ ہوئی یہ ہے اُن کی رحمت یہ ہے اُن سے استعانت کی برکت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت مولٰنا سید اسمٰعیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر دور تک برسم مشایعت تشریف

[illegible]

لائے مجھ میں بوجہ ضعف مرض پیادہ چلنے کی طاقت نہ تھی پھر بھی اُن کی تعظیم کے لیے ہر چند اُترنا چاہا مگر اُن حضرات نے مجبور کیا پہلی رات کہ جنگل میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوتی تھی جس کا اشارہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جان نور میں کیا جو حاضری دربار معلّٰے میں لکھا گیا تھا ؎

وہ دیکھ جگمگا تی ہے شب اور قمر ابھی ‫ ‫ پہروں نہیں کہ بست و چہارم صفر کی ہے

جدّہ سے کشتی میں سوار ہوئے کوئی تیس چالیس آدمی اور ہونگے کشتی بہت بڑی تھی جسے ساعیہ کہتے ہیں اُس میں جہاز کا سا مستول تھا ہوا کے لیے پردے حسب حاجت مختلف جہات پر بدلے جاتے حبشی ملّاح کہ اس کام پر مقرر تھے اُن کے کھولنے باندھنے کے وقت اکابر اولیاء کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو عجیب اچھے لہجے سے ندا کرتے جاتے ایک حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو دوسرا حضرت سیدی احمد کبیر تیسرا حضرت سیدی احمد رفاعی کو چوتھا حضرت سیدی احمد لکو علیٰ ہذالقیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہر شش پر اُن کی یہ آوازیں عجیب دلکش لہجے سے ہوتیں اور بہت خوش آتیں ایک بصری صاحب نے اپنی حاجت سے بہت زیادہ جگہ پر قبضہ کر رکھا تھا اُن سے کہا گیا نہ مانے معلوم ہوا کہ ان پہ اثر اُن دوسرے بصری شیخ عثمان کا ہے میں نے اُن سے کہا یا شیخ اُنھوں نے کہا الشیخ عبد القادر الجیلانی شیخ تو حضرت عبد القادر جیلانی ہیں ان کے اس کہنے کی لذّت آج تک میرے قلب میں ہے انھوں نے اُن پہلے بزرگ کو سمجھا دیا اس کے بعد جب اُن کو کچھ حالات معلوم ہوئے پھر تو وہ نہایت مخلص بلکہ کمال مطیع تھے تین روز میں کشتی رابغ پہنچی یہاں کے سردار شیخ حسین تھے ٹاٹوں کے مکان قیام کے لیے تھے جب اُن میں اُترنا ہوا اللہ اعلم لوگوں کو کس نے اطلاع دی اُن کے بھائی ابراہیم معہ اپنے اعزا کی ایک جماعت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک نزاعی مقدمہ کہ مدت سے

اولیائے کرام کا عجیب لہجے سے ندا کرنا

نافیصل پڑا تھا پیش کیا میں نے حکم شرعی عرض کیا بحمدہ تعالےٰ باتوں ہی باتوں میں
باہم فیصلہ ہوگیا ربیع الاول شریف کا ہلال ہمکو یہیں ہوا یہاں سے اونٹ کرایہ کیے
گئے نماز عصر پڑھکر سوار ہونا ہوا تمام اسباب قلعہ کے سامنے سڑک پر نکال کر رکھا تھا گنتی
کے اونٹوں کا قافلہ تھا ہم لوگ سوار ہوگئے اور یہ خیال کیا کہ حاجی صاحب اسباب بار
کرادیں گے حاجی صاحب بھی سوار ہوگئے اور اسباب وہیں سڑک پر پڑا رہگیا جب
منزل پر پہنچے اب نہ کپڑے ہیں نہ برتن ہیں نہ گھی ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ا
یہ پانچ منزلیں ساتھیوں کے برتنوں اور منازل پر وقتاً فوقتاً خرید حوائج سے گزریں چھٹے
دن بحمد اللہ تعالیٰ خاک بوس آستان جنت نشان ہوئے الحمد للہ رب العٰلمین راہ
میں جب پیر شیخ پر پہنچے ہیں منزل چند میل باقی تھی اور وقت فجر تھوڑا جمالوں نے
منزل ہی پر رکنا چاہا اور جب تک وقت نماز نہ رہتا میں اور میرے رفقا اتر پڑے قافلہ
چلا گیا کریچ کا ڈول پاس تھا رسّی نہیں اور کنواں گہرا عمامے باندھکر پانی بھرا وضو کیا
بحمد اللہ تعالیٰ نماز ہوگئی اب یہ فکر لاحق ہوئی کہ طول مرض سے ضعف شدید ہے اتنے
میل پیادہ کیونکر چلنا ہوگا سو منھ پھیر کر دیکھا تو ایک جمّال محض اجنبی اپنا اونٹ لیے
میرے انتظار میں کھڑا ہے حمد الٰہی بجالایا اس پر سوار ہوا اُس سے لوگوں نے پوچھا
کہ تم یہ اونٹ کیسا لائے کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید کردی تھی کہ شیخ کی خدمت میں
کمی نہ کرنا کچھ دور آگے چلے تھے کہ میرا اپنا جمّال اپنا اونٹ لیے کھڑا ہے اس سے پوچھا
کہا جب قافلے کے جمّال نہ ٹھیرے میں نے کہا شیخ کو تکلیف ہوگی قافلہ میں سے
اونٹ کھولکر واپس لایا یہ سب میری سرکار کرم کی رحمتیں تھیں صلے اللہ تعالےٰ وبارک
وسلم علیہ وعلیٰ عترتہ قدر رأفتہ ورحمتہ ورنہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سردار
رابغ شیخ حسین جن سے جان نہ پہچان اور کہاں وحشی مزاج جمّال اور اُن کی یہ خارق العادات
روشیں سرکار اعظم میں حاضری کے دن بدن کے کپڑے میلے ہوگئے تھے اور کپڑے

رابغ میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یا دو منزل پہلے شب کو ایک جوتا کہیں راستہ میں نکل گیا یہاں عربی وضع کا لباس اور جوتا خرید کر پہنا اور یوں مواجہ اقدس کی حاضری نصیب ہوئی یہ بھی سرکار ہی کی طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلانا چاہا دوسرے دن رابغ سے ایک بدوی پہنچا اونٹ پر سوار اور ہمارا تمام اسباب کہ چلتے وقت قلعہ کے سامنے چھوٹ گیا تھا اس پر بار اس نے شیخ حسین کا رقعہ لاکر دیا کہ آپ کا یہ اسباب رہ گیا تھا روانہ کرتا ہوں ہرچند ان بدوی صاحب کو آتے جاتے دس منزلوں کی محنت کا نذرانہ دیتا رہا مگر انھوں نے نہ لیا اور کہا ہمیں شیخ حسین نے تاکید فرمادی ہے کہ شیخ سے کچھ نہ لینا یہاں کے حضرات کرام کو حضرات مکہ معظمہ سے زیادہ اپنے اوپر مہربان پایا بحمدہ تعالیٰ اکتیس ۳۱ روز حاضری نصیب ہوئی بارھویں شریف کی مجلس مبارک یہیں ہوئی صبح سے عشا تک اسی طرح علمائے عظما کا ہجوم رہتا بیرون باب مجیدی مولنٰا کریم اللہ علیہ رحمۃ اللہ تلمیذ حضرت مولنٰا عبدالحق مہاجر الہ آبادی رہتے تھے ان کے خلوص کی تو کوئی حد ہی نہیں حسام الحرمین و دولۃ المکیہ پر تقریظات میں انھوں نے بڑی سعی جمیل فرمائی جزاہ اللہ خیراً کثیرا یہاں بھی اہل علم نے دولۃ المکیہ کی نقلیں لیں ایک نقل بالخصوص مولنٰا کریم اللہ نے مزید تقریظات کے لیے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر و شام و بغداد و مقدس وغیرہا کے علما جو موسم میں خاک بوس آستانہ اقدس ہوتے جن کا ذرا بھی زیادہ قیام دیکھتے اور موقع پاتے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور تقریظیں لیتے اور بصیغہ رجسٹری مجھے بھیجتے رہتے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ علمائے کرام نے یہاں بھی فقیر سے سندیں اور اجازتیں لیں خصوصاً شیخ الدلائل حضرت مولنٰا سید محمد سعید مغربی کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی اس فقیر سے خطاب میں یا سیدی فرماتے میں شرمندہ ہوتا ایک بار میں نے عرض کی حضرت سید تو آپ ہیں فرمایا واللہ تم سید ہو میں نے عرض

ف: ایک حکایت لطیفہ

کی میں سیدوں کا غلام ہوں فرمایا تو یوں بھی سید ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مولی القوم منھم قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین یوں ہی مولانا حضرت سید عباس رضوان و مولانا سید مامون بری و مولانا سید احمد جزائری و مولانا شیخ ابراہیم خربوطی و مفتی حنفیہ مولانا تاج الدین الیاس و مفتی حنفیہ سابقاً مولانا عثمان بن عبد السلام داغستانی وغیرہم حضرات کے کرم بھولنے کے نہیں ان مولانا داغستانی سے قبا شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہیں اٹھ گئے تھے مکہ معظمہ کی طرح زیادہ اہم حسام الحرمین کی تصدیقات تھیں جو بحمد اللہ تعالیٰ بہت خیر و خوبی کے ساتھ ہوئیں زیادہ زمانہ قیام انھیں میں گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات مکہ معظمہ دیکھتے اور کئی کئی روز میں تقریظ لکھ کر دیتے مفتی شافعیہ حضرت سید احمد برزنجی نے حسام الحرمین پر چند ورق کی تقریظ لکھی اور فرمایا اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مستقل رسالہ کرکے شائع کرنا ایسا ہی کیا گیا حسام الحرمین کا کام پورا ہونے کے بعد دولۃ المکیۃ پر تقریظات کا خیال ہوا دونوں حضرات مفتی حنفیہ نے مدینہ طیبہ اور قبا شریف میں تقریظیں تحریر فرمائیں تیسری باری مفتی شافعیہ کی آئی یہ آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے یہ ٹھہری کہ ان کے داماد سید عبد اللہ صاحب کے مکان پر اس کتاب کے سننے کی مجلس ہو عشا کہ وہاں اول وقت ہوتی ہے پڑھ کر بیٹھے میں نے کتاب سنانی شروع کی بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت جرارت کے ساتھ مسکت جواب دیے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کے سبب ناگوار ہوئے جا بجا ان کا ذکر میں نے الفیوض الملکیہ حاشیہ دولۃ المکیہ میں کر دیا ہے بارہ بجے جلسہ ختم ہوا اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا مجھے بعد کو معلوم ہوا اس وقت اگر اطلاع ہوتی میں معذرت کر لیتا ایک رات ان کے شاگرد شیخ عبد القادر طرابلسی شبلی کہ مدرس ہیں فقیر کے

پاس آئے اور بعض مسائل میں کچھ الجھنے لگے حامد رضا خاں نے انھیں جواب دیے جن کا جواب وہ نہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار لیکر اٹھے ان کا غبار مجھے معلوم ہوگیا تھا جس کی میں نے پرواہ نہ کی انصاف پسند تو اُس کے ممنون ہوتے ہیں جو انھیں صواب کی طرف راہ بتائے نہ یہ کہ بات سمجھ لیں جواب نہ دے سکیں اور بتانے سے رنجیدہ ہوں اور فقیر کو متواتر ناسازیوں کے بعد مکہ معظمہ میں جو کئی مہینے گزرے واللہ اعلم وہ کیا بات تھی جس نے حضرات کرام مدینہ طیبہ کو اس ذرّہ بے مقدار کا مشتاق کر رکھا تھا یہاں تک کہ مولٰنا کریم اللہ صاحب فرماتے تھے کہ علما تو علما اہل بازار تک کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ جملہ فرمایا کہ ہم سالہا سال سے سرکار میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علما آتے ہیں واللہ یہ لفظ تھا کہ جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور تمہارے پاس علما کا یہ ہجوم ہے میں نے عرض کی میرے سرکار کا کرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎

کریماں کہ در فضل بالا ترند سگاں پروند و خساں پرورند

اپنے کرم کا جب وہ صدقہ نکالتے ہیں ہنسوں کو پالتے ہیں اور ایسا پالتے ہیں

ایام اقامت سرکار اعظم میں صرف ایک بار مسجد قبا شریف کو گیا اور ایک بار زیارت حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاضر ہوا باقی سرکار اقدس ہی کی حاضری رکھی سرکار کریم ہیں اپنے کرم سے قبول فرمائیں اور خیریت ظاہر و باطن کے ساتھ پھر بلائیں ع

ہمکو مشکل ہی انھیں آسان ہی

رخصت کے وقت قافلے کے اونٹ آ لیے ہیں پا بر کاب ہوں اُس وقت تک علما کو اجازت نامے لکھکر دیے وہ سب نور الاجازات المنیبہ میں طبع ہو گئے اور یہاں آنے کے بعد دونوں حرم محترم سے درخواستیں آ ئیں اور اجازت نامے لکھکر گئے یہ درج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرات مدینہ کریمہ نے بیرون شہر دور تک مشایعت فرمائی اب مجھ میں طاقت تھی اُن کی معاودت تک میں بھی پیادہ ہی رہا اونٹ جدّہ کے

لیے کیے تھے اب موسم سخت گرمی کا آگیا تھا اور بارہ منزلیں منزل پر ظہر کی نماز کہ ٹھیک زوال ہوتے ہی پڑھنا تھا اور معاً قافلہ روانہ ہوتا تھا سر پر آفتاب اور پاؤں نیچے گرم ریت یا پتھر اللہ تعالےٰ مولوی نذیر احمد صاحب کا بھلا کرے فرضوں میں تو مجبور تھے کہ خود بھی شریک جماعت ہوتے مگر جب میں سنتوں کی نیت باندھتا چھتری لیکر سایہ کرتے جب پہلی رکعت کے سجدے میں جاتا پاؤں کے نیچے اپنا عمامہ رکھدیتے کہ باقی رکعتوں میں پاؤں نہ جلیں ابتدا سے یوں نہ کرسکتے تھے کہ میں عمامہ رکھنا درکنار نماز میں چھتری لگانے پر بھی ہرگز راضی نہ ہوتا انھوں نے اور حاجی کفایت اللہ صاحب نے اس سفر مبارک میں بلاطمع بلامعاوضہ محض اللہ و رسول کے لیے جیسے آرام دیے اللہ تعالیٰ اُن کا اجر عظیم دنیا و آخرت میں ان صاحبوں کو عطا فرمائے۔ آمین۔ جدہ پہنچکر جہاز تیار ملا بمبئی کے ٹکٹ بٹ رہے تھے خریدے اور روانہ ہوئے جب عدن پہنچے معلوم ہوا کہ جہاز والے نے کہ رافضی تھا دھوکا دیا عدن پہنچکر اعلان کیا کہ جہاز کراچی جائیگا ہم لوگوں نے قصد کیا کہ اُتر لیں اور بمبئی جانے والے جہاز میں سوار ہوں اتنے میں انگریز ڈاکٹر آیا اور اُس نے کہا بمبئی جانے والوں کو قرنطینہ میں رہنا ہوگا ہم نے کہا اس مصیبت کو کون جھیلے اس سے کراچی ہی بھلی راستہ میں طوفان آیا اور ایسا سخت کہ جہاز کا لنگر ٹوٹ گیا سخت ہولناک آواز پیدا ہوئی مگر دعاؤں کی برکت کہ مولےٰ تعالیٰ نے ہر طرح اماں رکھی جب کراچی پہنچے ہیں ہمارے پاس صرف دو روپے باقی تھے اور اُس زمانے تک وہاں کسی سے تعارف نہ تھا جہاز کنارے کے قریب ہی لگا اور عین ساحل پر چنگی کی چوکی جس پر انگریز یا کوئی گورا لوکر اسباب کثیر یہاں محصول تک دینے کو نہیں ہر چیز کی تعلیم و ارشاد فرمانے والے پر بیشمار درود و سلام اُن کی ارشاد فرمائی ہوئی دعا پڑھی وہ گورا آیا اور اسباب دیکھکر بارہ آنے محصول کہا ہم نے شکر الٰہی کیا اور بارہ آنے دیدیے چند منٹ بعد وہ پھر واپس آیا اور کہا نہیں نہیں اسباب دکھاؤ سب صندوق وغیرہ دیکھے اور پھر

بارہ آنے کہکر چلا گیا پھر واپس آیا اور سب صندوق کھلوا کر اندر سے دیکھے اور پھر بارہ ہی آنے کہے اور رسید دیکر چلا گیا اب سوا روپیہ باقی رہا اس میں سے منجھلے بھائی مرحوم مولوی حسن رضا خاں کو تار دیا کہ دو سو روپیہ بھیجو یہاں وہ تار مشتبہ ٹھہرا کہ بمبئی سے آنا کراچی سے کیسا آیا بارے روپے پہنچ گئے بمبئی کے احباب وہاں لیجانے پر مصر ہوئے وہاں جانا پڑا مولوی حکیم عبد الرحیم صاحب وغیرہ احباب احمد آباد کو اطلاع ہوئی آدمی بھیجے باصرار احمد آباد لے گئے سواریوں کو بمبئی سے محمد رضا خاں و حامد رضا خاں کے ساتھ روانہ کر دیا تھا میں ہندوستان میں اترنے سے ایک مہینے بعد مکان پر پہنچا وہابیہ خذلہم اللہ تعالےٰ کو بفضلہ تعالیٰ جب شدید ذلتیں اور ناکامیاں ہوئیں المرجفون فی المدینۃ کی وراثت سے یہاں یہ اُڑا رکھی تھی کہ معاذ اللہ فلاں قید ہو گیا بمبئی آکر یہ خبر سُنی احباب نے مجلس بیان منعقد کی اور چاہا کہ اس کی نسبت کچھ کہدیا جائے واحد قہار نے اُن کا کذب خود ہی سب پر روشن فرما دیا تھا مجھے کہنے کی کیا ضرورت تھی ہاں اتنا ہوا کہ آیہ کریمہ انا فتحنا لك فتحا مبینا کا بیان کیا اور اس میں فتح مکہ مکرمہ اور اُس سے پہلے صلح حدیبیہ کی حدیث ذکر کی اُس میں کہا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرما کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ بھیجا یہاں اُنھیں دیر لگی کافروں نے اُڑا دیا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے گئے میرے آنے سے پہلے ہی اطراف سے لوگوں نے مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کو استفسار و افغانت کے خطوط لکھے جس کے جواب اُنھوں نے وہ دیے کہ سُنیوں کا دل باغ باغ ہو گیا اور وہابیوں کا کلیجہ داغ داغ والحمد للہ رب العلمین اُن میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اُس کو تو مکہ معظمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہابیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ پورے اعدا ہیں اور کیوں نہ میرے دشمن ہوں کہ میرے مالک و مولےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن ہیں اُن کے افتراؤں نے

بعض جاہل کچے سنیوں کو بھی میرا مخالف کر دیا تھا یہ بہتان لگا کر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے اور جب مکہ معظمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہوگیا علم الٰہی اور علم نبوی کا غیر متناہی فرق میں نے ظاہر کر دیا تو اب یہ جوڑی کہ معاذ اللہ یہ قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہے کچے ناسمجھ لوگ کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ پر عمل نہ کرنے والے اُن کے داؤں میں آگئے مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگاتے یہ بھی اُنھیں کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے ہیں ابھی مکہ معظمہ ہی میں تھا یہاں جو فتح وظفر مولیٰ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی اور پھر میرے عزم حاضری سرکار اعظم کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی اُن صاحب نے اپنے زعم پر کہ حجازی حاکم شہر کے یہاں رسائی ہے یہ لفظ فرمائے کہ وہاں تو اُس نے اپنا سکہ جما لیا آنے تو دو یہاں آتے ہی قید کرادونگا مولیٰ عزوجل کی شان میری سرکار سے اُن کو یہ جواب ملا کہ میں ابھی مکہ معظمہ ہی میں ہوں اُن کی نسبت دھوکے سے چندے منگانے کا دعویٰ ہوا اور جیل خانے بھیج دیے گئے جب میں حاضر ہوا ہوں وہ میعاد کاٹکر آچکے تھے مسجد کریم میں مجھ سے ملے اور فرمایا میں تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں میں نے کہا علما وعظما کی تشریف آوری کا ہجوم آپ دیکھتے ہیں مجھے تنہائی نصف شب کو ملتی ہے کہا میں اُسی وقت آؤنگا میں نے کہا اُس وقت بندش ہوتی ہے کہا میری بندش نہ ہوگی تشریف لائے اور کلمات استمالت واستعفا کے فرمائے میں نے معاف کیا اور میرے دل میں بحمدہ تعالیٰ اُس کا کچھ غبار بھی نہ تھا پھر ہندوستان تشریف لاکر بھی مجھ سے ملے اظہار نام کی ضرورت نہیں ؎

چو باز آمدی ماجرا در نوشت

یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آنے اور جانے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات روزانہ تاریخ وار قلمبند کرتے تو اللہ و رسول کی بیشمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی اُن سے رہگیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہوگیا جو یاد آیا بیان کیا بدینت کو اللہ عزوجل جانتا ہے قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر یہ برکات ہیں اُن دعاؤں کی کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے تعلیم فرمائیں والحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی الحبیب الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

مؤلف - ایک صاحب شاہ نیاز احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کے عرس میں بریلی تشریف لائے تھے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور کچھ اشعار نعت شریف سُنانے کی درخواست کی استفسار فرمایا کس کا کلام ہے اُنھوں نے بتایا اس پر ارشاد فرمایا سوا دو کے کلام کے کسی کا کلام میں قصداً نہیں سنتا مولٰنا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے البتہ مولٰنا کافی کے یہاں لفظ رعنا کا اطلاق جا بجا ہے اور یہ شرعاً محض ناروا و بیجا ہے مولٰنا کو اس پر اطلاع نہ ہوئی ورنہ ضرور احتراز فرماتے حسن میاں مرحوم کے یہاں بفضلہ تعالٰے یہ بھی نہیں اُن کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیے تھے اُن کی طبیعت میں اُن کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اُسی معیار اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے ایک غزل میں یہ شعر خیال میں آیا ؎

خدا کرنا ہوتا جو تحتِ مشیت خدا ہو کے آتا یہ بندہ خدا کا

میں نے کہا ٹھیک ہے یہ شرطیہ ہے جس کے لیے مقدم اور تالی کا امکان ضرور نہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ اے محبوب تم فرما دو کہ اگر رحمٰن کے لیے کوئی بچہ ہوتا تو اُسے سب سے پہلے میں پوجتا ہاں شرط وجزا ایسا

لفظ رعنا کا حضور پر نور پر اطلاق ناجائز ہے

علاقہ چاہیے وہ آیہ کریمہ کی طرح یہاں بھی بر وجہ حسن حاصل ہے بلا شبہہ جتنے فضائل و کمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے اللہ عزوجل فرماتا ہے وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کریگا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ؏

ہر نعمتیکہ داشت خدا شد بر او تمام

میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اُسے یاد رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے یا تو دینے والے کو اُس نعمت پر دسترس نہیں یا دیسکتا ہے مگر بخل مانع ہے یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا یا وہ اہل بھی ہے مگر اُس سے زائد اُسے کوئی اور محبوب ہے اُس کے لیے بچا رکھی الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جود سے بڑھکر جواد اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فضل وکمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل جس قدر کمالات جتنی نعمتیں جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب اعلیٰ وجہ کمال پر حضور کو عطا فرمائیں اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا جیسے ارشاد ہوا لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے اگر ہمیں کرنا ہوتا گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور یہودیو تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے لیے بیٹا بنانا ہوتا تو اُنھیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میری اجازت کے بعد حسن میاں مرحوم نے یہ شعر داخل غزل کیا اور مقطع میں اس کی طرف اشارہ کیا کہ ؎

بھلا ہے حسن کا جناب رضا سے   بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

غرض ہندی نعت گویوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے باقی اکثر دیکھا گیا کہ قدم ڈگمگا جاتا ہے اور حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں اسمیں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے غرض حمد میں ایک جانب اصلا حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے (پھر فرمایا) مولنا کافی علیہ الرحمۃ کی زیارت آٹھ برس کی عمر میں مجھے خواب میں ہوئی میری پیدائش کے گیارہ مہینے بعد مولنا کو پھانسی ہوئی پچھلی غزل میں ایک مصرعہ یہ بھی لکھا تھا ع

بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائیگا

۲۔ خواب حضرت قدس سرہ کا ایک خواب

میں نے اپنے منجھلے بھائی حسن میاں مرحوم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ اپنی مسجد کی فصیل شمالی پر مسجد میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اور یہ مسجد کی منتہا حد جنوبی سے میری طرف خوش خوش آرہے ہیں ہاتھ میں ایک بہت طویل کاغذ ہے وہ مجھے دکھانے لائے اور کہتے ہیں تو باتیں بہت ہی اعلیٰ درجہ پر قبول ہوئیں تفصیل نہ معلوم ہوئی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

۳۔ طلب و بیعت کا فرق اور بیعت کے شرائط

عرض۔ حضور طلب اور بیعت میں کیا فرق ہے۔

ارشاد۔ طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت کے معنے پورے طور سے بکنا۔ بیعت اس شخص سے کرنا چاہیے جس میں یہ چار باتیں ہوں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔ اولاً سنی صحیح العقیدہ ہونا ثانیاً کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی کی امداد کے اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے ثالثاً اس کا سلسلہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو رابعاً فاسق معلن نہ ہو (اسی

[illegible] کے معنے

سلسلۂ بیان میں ارشاد ہوا کہ لوگ بیعت بطور رسم ہوتے ہیں بیعت کے معنے نہیں جانتے بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحیٰی منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں اُن مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحیٰی منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دونگا حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحیٰی منیری ظاہر ہوئے اور اُن کو نکال لیا۔

ف
زمانہ رسالت میں
تجدید بیعت

عرض۔ حضور کے زمانہ میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔

ارشاد خود حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ ابن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی جہاد کو جارہے تھے پہلی بار فرمایا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی حضور ابھی کر چکا ہوں فرمایا وایضًا پھر بھی انھوں نے پھر بیعت کی اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کروگے عرض کی یا رسول اللہ میں دو بار بیعت کر چکا فرمایا وایضًا پھر بھی غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی اُن پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا اُن کے نزدیک کچھ نہ تھا ایک بار عبدالرحمٰن فاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آپڑا اچرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا اسے قرآت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی فارہ سے تھا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ یا صباحاہ یعنی دشمن ہے مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سُنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا اُن کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مردان کے ساتھ اس محمدی شیر کے سامنے سے انھیں بھاگتے ہی بنی اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں (انا سلمة ابن

الاکوع والیوم یوم الرضع - میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمھاری ذلت وخواری کا دن ہے
ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا
ہاتھ اُس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا گھوڑوں
پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر زیادہ بھاگیں یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے
اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے اُن کا تعاقب کرتے اور اُنھیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام
ہوگئی کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اُس کے قریب دوسری پہاڑی پر انھوں نے آرام فرمایا
دن ہونے پر وہ اُتر کر چلے وہ اُسی طرح اُن کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ
گرد اُٹھی یہ قتل و تعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد
آئی ہو جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابو قتادہ مع
بعض دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا
ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا تھا
یعنی لشکر حضور کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راجل رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ و رسولہ فرمایا اللہ و رسول کے
شیروں میں سے ایک شیر ان کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی تھان پر بندھا
ہوا چمکا انھوں نے چمکار پچکار فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے گھوڑا کسکر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم
نہیں کہ کدھر جائیں باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تو جانتا ہے چل گھوڑا اُڑا اور یہاں لے آیا اس
عبدالرحمٰن فاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اُس کے
پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اُس نے کشتی مانگی انھوں نے قبول فرمائی اس مجھدی شیر نے
خوک شیطان کو دے مارا خنجر لیکر اُس کے سینے پر سوار ہوئے اُس نے کہا میری بی بی کے لیے
کون ہوگا فرمایا نار اور اُس کا گلا کاٹ دیا سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جابجا

صحابہ کرام کی جانبازی

کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لاکر حاضر بارگاہ انور کیا۔

عرض۔ مجلس سماع میں اگر مزامیر نہوں سماع جائز ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر وجد صادق ہے اور حال غالب اور عقل مستور اور اس عالم سے دور تو اس پر تو قلم ہی جاری نہیں ع کہ سلطاں نگیرد خراج از خراب۔ اور اگر بہ تکلف وجد کرتا ہے تو تثنی اور تکسّر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اس کے اگر ریا و اظہار کے لیے ہے تو جہنم کا مستحق ہے اور اگر صادقین کے ساتھ تشبہ بہ نیت خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بنجاتی ہے تو حسن و محمود ہے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم کا مشابہ بنے وہ انھیں میں سے ہے ؎

ان لم تکونوا منھم فتشبھوا ان التشبہ بالکرام فلاح

عرض۔ اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا

ارشاد۔ یہ بھی ریا ہے کہ دلمیں نیت غیر خدا ہے یہاں میں ایک حدیث وہابی کُش بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرماتے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف تشریف لے گئے اُنھیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا صدیق نے عرض کی یارسول اللہ اسمعت من اناجیہ میں جس سے مناجات کرتا ہوں اُسے سنا لیتا ہوں یعنی اور وں کو

کیا کام کہ آواز بلند کروں فاروق نے عرض کی یا رسول اللہ اطرد الشیطان واوقظ الوسنان
میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور تہجد
والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو وہ جاگ کر پڑھیگا اس لیے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں حضرت
بلال نے عرض کی یا رسول اللہ کلام طیب یجمع اللہ بعضہ مع بعض پاکیزہ کلام ہے
کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے گویا عرض
کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلہاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے
میوے درمنثور کی طرح متفرق پھیلے ہوئے کہیں حمد ہے کہیں ثنا کہیں ذکر کہیں دعا
کہیں خوف کہیں رجا کہیں نعت حبیب خدا وغیرہا مطالب جدا جدا جانب الٰہی سے
جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے
جمع کرکے پڑھتا ہوں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کلکم قد اصاب
تم سب ٹھیک پہ ہو مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے
پست اور اے بلال تم سورت ختم کرکے دوسری سورۃ کی طرف چلو اسی طرح ایک شب
تہجد میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھنا سُنا اُن کی آواز نہایت دلکش
اُن کا لہجہ کمال دلکشا تھا ارشاد ہوا انھیں داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الحانوں سے ایک
الحان ملا ہے صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ
اگر مجھے معلوم ہوتا کہ سُن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا میں کہتا ہوں یہ جگہ ہے کہ
وہابیت کا زہر اشق ہوجائے ریا حرام ہے بلکہ اُسے شرک فرمایا ؎

اگر روئے طاعت تراد رخدا است　　اگر جبہ سیاست نہ بیند روا است

اور ریا نہیں مگر غیر خدا کے لیے تصنع یہاں یہ صحابی خود حضور میں عرض کررہے ہیں
کہ میں حضور کے لیے اور زیادہ بنا کر پڑھتا اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انکار
نہیں فرماتے تو ثابت ہوا کہ حضور کے لیے بنانا غیر خدا کے لیے بنانا نہیں خدا ہی کے لیے ہے

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مزامیر داؤد علیہ الصلوٰۃ
والسلام میں سے ایک مزمار ملا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے ۱۲ ضیاء

کہ حضور کا معاملہ اللہ ہی کا معاملہ ہے کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ان من تمام توبتی ان انخلع من مالی صدقۃ الی اللہ و رسولہ یارسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ اپنے مال سے باہر آؤں سب اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر دوں۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں یارسول اللہ تبت الی اللہ و رسولہ یارسول اللہ میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں اس قسم کی بہت سی احادیث میری کتاب الامن والعلیٰ میں ملیں گی جن سے ثابت ہوگا کہ حبیب کا معاملہ غیر خدا کا معاملہ نہیں اللہ ہی کا معاملہ ہے مگر وہابیہ کو عقل و ایمان نہیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور سے پنج آیت کا بھی جواز ثابت ہوا کہ وہ متفرق مقام سے آیات پڑھتے تھے اور ارشاد ہوا تم سب ٹھیک پڑھو اور آگے جو انھیں تعلیم فرمائی اس سے اتنا ثابت ہوا کہ نماز میں اولیٰ یوں ہی۔

عرض۔ حضور فنا فی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد۔ یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کرکے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض و انوار قلب شیخ پر فائض ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ شجر و حجر و در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی اور پھر ہر حال اپنے ساتھ میں پاؤ گے حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لیے جاتے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی یہ نظر اول تھی بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر انھیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیبیاں تھیں سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے

ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر پیر تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

بچوں کی بیعت

عرض۔ بچوں کی بیعت کس عمر میں ہو سکتی ہے۔

ارشاد۔ اگر ایک دن کا بچہ ہو ولی کی اجازت سے بیعت ہو سکتا ہے۔

رویت ہلال میں خط اور تار کا معتبر نہیں

عرض۔ اثبات ہلال میں تار پر اعتماد ہوگا یا نہیں۔

ارشاد۔ میرا رسالہ ازکی الاہلال ملاحظہ فرمایئے جس میں بدر کی طرح روشن کیا ہے کہ رویت ہلال میں تار اور خط کی خبر معتبر نہیں۔ لیکن گنگوہی صاحب نے معتبر مانی اور اپنے علم و فہم کی بانگی دکھانے کو اس پر یہ استدلال مضحکہ اطفال تراشا کہ تحریر معتبر ہے اور تحریر قلم سے ہو یا طویل بانس سے ہر طرح تحریر ہے تو گویا ان بزرگوار کے نزدیک تار بھیجنے والا اتنے لمبے بانس سے کچھ لکھ دیا کرتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ان کا یہ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے اور عقلاً و نقلاً باطل و مردود ہے اول تو یہاں تحریر ہی کہاں دوم خط خود کب معتبر تمام کتابوں میں تصریح ہے کہ الخط یشبہ الخط اور الخط لا یعمل بہ سوم آپ کے لکھے اس سیکڑوں میل کے طویل بانس سے وہ خبر بھیجنے والا نہیں لکھتا کہ اس کا خط آپ کے نزدیک معتبر ہو بلکہ یہ شیطان کی آنت یا لنبی تار بابو کے ہاتھ میں ہے جو محض مجہول اور اکثر کفار۔ اس کا نام مفتی گری ہے۔ آدمیاں گم شدند۔

قطب کی طرف پاؤں کرنے کی ممانعت نہیں

عرض۔ حضور قطب کی طرف پاؤں کرنے کی کیا ممانعت فرمائی گئی ہے۔

ارشاد۔ یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے قطب عوام میں ایک ستارے کا نام ہے کہ قطب شمالی کے قریب ہے تو تارے تو چاروں طرف ہیں کسی طرف پاؤں نہ کرے

(اسی تذکرہ میں فرمایا) حضرت سیدی ابراہیم ادہم مسجد میں پاؤں پھیلائے بیٹھے تھے غیب سے ندا آئی "ابراہیم کیا بادشاہوں کے حضور یوں ہی بیٹھتے ہیں" اس وقت سے جو پاؤں سمیٹے تو تختے ہی پر پھیلے کبھی سوتے میں بھی نہ پھیلائے۔

عرض۔ دسترخوان پر اگر اشعار وغیرہ لکھے ہوں تو اس پر کھانا جائز ہے؟

ارشاد۔ ناجائز ہے۔

عرض۔ اگر برتن میں آیات وغیرہ لکھی ہوں تو اس میں کھانا کیسا ہے۔

ارشاد۔ اگر بغرض استشفا ہے تو حرج نہیں لیکن باوضو ورنہ اجازت نہیں۔

عرض۔ اگر معتکف کسی معقول وجہ سے مسجد ہی میں وضو کرے تو اسے اجازت ہوگی۔

ارشاد۔ نہیں مگر جبکہ وہ باحتیاط اس طرح وضو کرے کہ اس کے وضو کی چھینٹ مسجد میں نہ گرے کہ اس کی سخت ممانعت ہے اکثر دیکھا گیا کہ فصیل پر وضو کیا اور ویسے ہی ہاتھ جھٹکتے فرش مسجد میں پہنچ گئے یہ ناجائز ہے میں نے ایک بار بغیر برتن کے خاص مسجد میں وضو جائز طریقہ پر کیا وہ یوں کہ پانی موسلا دھار پڑ رہا تھا اور میں معتکف جاڑوں کے دن تھے میں نے توشک بچھا کر اوراس پر لحاف ڈالکر وضو کرلیا اس صورت میں ایک چھینٹ بھی مسجد کے فرش پر نہ پڑی پانی جتنا وضو کا تھا توشک ولحاف نے جذب کر لیا۔

عرض۔ حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد۔ جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے ایک صحابی نے کہا مکہ معظمہ افضل ہے فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے؟ انھوں نے کہا واللہ بیت اللہ وحرم اللہ فرمایا میں بیت اللہ اور حرم اللہ میں کچھ نہیں کہتا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا بخدا خانۂ خدا وحرم خدا! فرمایا

ہیں خانۂ خدا وحرم خدا میں کچھ نہیں کہتا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے اور یہی میرا مسلک ہے صحیح حدیث میں ہے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں المدینۃ خیر لھم لوکانوا یعلمون مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں دوسری حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا المدینۃ افضل من مکۃ مدینہ مکہ سے افضل ہے اور تفاوت ثواب کا جواب با صواب شیخ محقق عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کمیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں جیسے یوں سمجھیے کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں گنتی میں وہ دونے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں عجب نہیں کہ حدیث میں خیر لھم کا اشارہ اسی طرف ہو کہ اُن کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔

مؤلف۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کا ذکر تھا اُن کے محاسن کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا قیامت قریب ہے اچھے لوگ اُٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا (پھر فرمایا) امام بخاری نے انتقال فرمایا ۹۰ ہزار شاگرد محدث چھوڑے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انتقال فرمایا اور ایک ہزار مجتہدین اپنے شاگرد چھوڑے محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی نہیں چھوڑتے امام بخاری نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مگس رانی کر رہا ہوں خواب دیکھ کر پریشان ہوئے کہ مکھی تو جسم اقدس پر بیٹھتی نہ تھی علما نے تعبیر فرمایا بشارت ہے

ف تفاوت ثواب کا افضل جواب

ف امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار شاگرد مجتہد چھوڑے

ف محدث و مجتہد کا فرق

نہیں کہ احادیث میں جو غلط ہو گیا ہے تم اُسے پاک وصاف کر دوگے۔

عرض ۔ حضور احادیث میں غلط کس نے کر دیا اُس کی کیا وجہ ہوئی ۔

ارشاد ۔ خدا ناترسوں نے اکثر احادیث میں کچھ کا کچھ کر دیا ہے ایک مرتبہ ایک شخص نے مجلس وعظ میں بڑی لمبی چوڑی حدیث پڑھی جس کی شروع سند میں تھا حدثنا احمد بن حنبل ویحییٰ بن معین احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین نے ہم سے حدیث بیان کی اتفاق کی بات کہ یہ دونوں حضرات اُس وقت وہاں تشریف فرما تھے باہم ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کے رہجاتے تھے جب وہ ختم کر چکا یحییٰ بن المعین نے اشارہ سے اپنے پاس بلایا اور فرمایا احمد یہ ہیں اور یحییٰ میں ہم نے خواب میں بھی یہ حدیث جو تم نے پڑھی نہیں بیان کی بولا میں سنا کرتا تھا کہ ابن حنبل وابن معین کم عقل ہیں آج مجھے اُس کا یقین ہوا کیا دنیا میں احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین یہی ہیں جن سے میں حدیث روایت کرتا ہوں یہ تمسخر کرتا ہوا چلا گیا (اسی سلسلے میں فرمایا کہ) پہلی مرتبہ کی حاضری حرمین طیبین میں ایک کٹر وہابی نے خاص کعبہ معظمہ میں مجھ سے آکر کہا کہ آپ میلاد شریف میں قیام کرنے کے لیے بہت زور دیتے تھے اور کہتے تھے کہ حرمین شریفین میں عام طور سے قیام ہوتا ہے یہاں شیخ العلما احمد زینی دحلان قیام کو منع کرتے ہیں میں نے کہا شیخ العلما کا دولتکدہ یہاں سے چند قدم ہے ابھی چلو ہم دریافت کرادیں ہر چند اصرار کیا زمین پکڑ گیا مفتریوں کی یہ جرات ہوتی ہے میں نے کہا کاش مکہ معظمہ سے باہر جا کر بلکہ جہاز میں سوار ہو کر یہ افترا کیا ہوتا کہ تصدیق کے لیے واپس آنا دشوار ہوتا شیخ العلما کے زیر دیوار بیٹھکر ایسا جیتا افترا مگر اُس حیادار کو کچھ اثر نہ ہوا اُٹھکر چلا گیا مجھے معلوم تھا کہ حضرت شیخ العلما خود قیام فرماتے ہیں استحسان قیام میں اُن کے متعدد فتوے ہیں فتاوے کے علاوہ اُن کی کتاب مستطاب الدرد السنیہ فی الرد علی الوھابیہ میں اس کی جلیل تصریح ہے اور سیرۃ نبویہ

ہیں اُس سے بھی روشن[1] تر۔

عرض۔ واقعی اگر موتھ بند ہوا ہے تو حضور ہی کی ذات بابرکات سے دل میں نہ معلوم کیا کیا کہتے ہوں گے۔

ارشاد۔ اس کا کیا خوف۔ دل میں کیا برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خفیا تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے آتے ہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں اس سے زیادہ میری ذات پر حملے کریں میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین حق کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں دیتے بُرا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ ورسول جل جلالہ وصلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص سے باز رہتے ہیں۔ ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا اور نہ کچھ بُرا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت اُن کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لیے ہے بلکہ اُن پر نثار ہونا ہی عزت ہے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا وَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ أَذًى كَثِيرًا۔ البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت کچھ بُرا سنو گے۔ بڑے بڑے ائمہ ومجتہدین وصحابہ وتابعین تو مخالفین کے سب وشتم سے بچے نہیں یہ در کنار رب اللہ واحد قہار اور اس کے پیارے حبیب ومحبوب احمد مختار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] سیرۃ نبویہ میں ارشاد فرماتے ہیں جرت العادۃ ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقومون تعظیما لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقد فعل ذلک کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم یعنی عادت جاری ہوگئی ہے کہ لوگ جب ذکر ولادت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے ہیں تو حضور اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کیلیے کھڑے ہوجاتے ہیں اور قیام بہت بہتر اور مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور بیشک امت کے بڑے بڑے علما نے ایسا کیا جنکی پیروی کی جاتی ہے ۱۲

غیر مقلدوں کی گالیوں پر صبر

کام کا ہونا مطلوب ہے نہ کہ چرچا ہونا

کی شان گھٹانا چاہی اُنھیں عیب لگائے تو اور کوئی کس گنتی ہیں۔

ایک صاحب ولایت نے حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا منزل دور دراز سے قصد فرمایا راہ میں جس سے حضرت محبوب الٰہی صاحب کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے انھوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی کہ یہ اگر حق گو ہوتے لوگ ضرور ان کے بدگو ہوتے جب دہلی قریب رہی انھوں نے لوگوں سے پوچھا اب تذبذب سُنیں کوئی کہتا وہ دہلی کا مکّار ہے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا انھوں نے کہا الحمد للہ میری محنت وصول ہوئی۔

نبی کی دعا خالی نہیں جاتی

حضرت یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے بارگاہ رب العزۃ میں عرض کی الٰہی مجھے ایسا کر کہ مجھے کوئی بُرا نہ کہے ارشاد باری ہوا اے یحییٰ یہ میں نے اپنے لیے تو کیا نہیں کوئی میرا شریک بناتا ہے کوئی فرشتوں کو میری بیٹیاں بتاتا ہے کوئی میرے لیے بیٹے ٹھہراتا ہے لیکن نبی کی دعا خالی نہیں جاتی آج آپ دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام کو اکثر بُرا کہنے والے موجود ہیں لیکن حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ایک بھی بُرا کہنے والا نہیں۔ قادیانی سے بدزبان کو دیکھو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی کیسی توہینیں کرتا ہے یہاں تک کہ اُنھیں اور اُن کی ماں صدیقہ بتول طاہرہ کو فحش گالیاں تک دیتا ہے چار سو انبیا کو صاف جھوٹا لکھا حتیٰ کہ در بارۂ حدیبیہ خود شان اقدس حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا مگر یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی تعریف ہی کی (یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ) اس پر بھی بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں اللہ و رسول کو گالیاں دینا تو کوئی بات ہی نہ ہوا نہ وہ سختی ہے نہ بے تہذیبی نہ کوئی بُری بات ادھر سے اُن کی اس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہو گئی ہاں ہاں اللہ و رسول کی شان میں جو گستاخی کریگا اُسے ضرور کافر کہا جائیگا کیسے باشد اور واللہ کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ

اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں میں تو اُن کا چپراسی ہوں چپراسی کا کام ہی سرکاری حکمنامہ پہنچانا ہے نہ کہ اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا اللہ کے کرم سے امید کہ وہ قبول فرمائے آمین۔

عرض۔ حضور علم ماکان و مایکون حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ وما علمنٰہ الشعر وماینبغی لہ فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

ارشاد۔ جب علم کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اُس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ و اقتدار جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یا یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اُس کا مفہوم ہے وہ اُس کے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اُس کا مفہوم اس نے ضرور جانا باقی قدرت نہیں رکھتا حدیث میں ارشاد ہوا علّموا بنیکم الرمی والسباحۃ اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ ان کے مفہوموں کا اُن کو تصور کرادو بلکہ یہ کہ ان فنوں کو اُن کے قابو میں کردو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں تو آیہ کریمہ کے یہ معنے نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں بلکہ یہ معنے کہ حضور کو ہم نے شعرگوئی پر قدرت نہیں دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا اُن کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے کعب بن زہیر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصیدہ نعتیہ میں عرض کیا ؎

ان الرسول لنار یستضاء بہ وصارم من سیوف الہند مسلول

ارشاد ہوا نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ جب بعض اشعار دیگراں

وما علمناہ الشعر کے معنے اور مطلب
[illegible] کا دوسرا مطلب نہیں

علم اقدس میں آنا منافی کریمہ وماعلمنہ الشعر نہ ہوا تو جمیع اشعار اولین وآخرین مکتوبات لوح مبین کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہوسکتا ہے جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اُس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا اور اس پہ بھی رب العزۃ نے دفع وہم فرمایا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے اُن کو نہ دی بلکہ وما ینبغی لہ یہ اُن کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو اُن کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ شعر گوئی بالائے طاق اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اُسے وزن سے ساقط فرما دیتے لبید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شعر ؎

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا ۔۔۔ ویاتیک بالاخبار من لم تزود

کا مصرعہ دوم یوں پڑھتے ع ویاتیک من لم تزود بالاخبار۔

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے شاعر نے یوں کہا ہے۔

ویاتیک بالاخبار من لم تزود

عرض۔ فلاسفہ کہتے ہیں کہ جزلایتجزی باطل ہے اگر باطل مانا جائے اور ہیولیٰ اور صورت کی قدامت باطل کردی جائے تو اسلام کے نزدیک اس میں کیا برائی۔

ارشاد۔ اگر جزلایتجزی نہ مانا جائے تو ہیولیٰ اور صورت کے قدم کا راستہ کھلے گا اُن دلائل فلاسفہ کا اُٹھانا پھر طویل وعریض مباحث چاہیگا اس لیے ہمارے علما نے اسے سرے ہی سے رد فرما دیا گربہ کشتن روز اول باید۔ دین اسلام میں ذات وصفات الٰہی کے سوا کوئی شے قدیم نہیں رب العزۃ فرماتا ہے بدیع السموٰت والارض نیا پیدا فرمانے والا آسمانوں اور زمین کا اور حدیث میں ہے کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ ازل میں اللہ تھا اور اُس کے ساتھ کچھ نہ تھا غیر خدا کسی شے کو قدیم ماننا بالاجماع کفر ہے۔

عرض۔ باری تعالیٰ کا علم قبل تخلیق قات فعلی تھا وہ کس صورت سے تھا۔

ارشاد - یہ لفظ آپ نے فلاسفہ کا کہا کہ وہ علم الٰہی کو فعل و انفعال کی طرف منقسم کرتے ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک اللہ انفعال سے پاک ہے اور علم الٰہی صورت سے منزہ جیسے اُس کی ذات کی کنہ کوئی نہیں جان سکتا یونہی اُس کی صفات کی۔

فلاسفہ نے جو کہا کہ علم نام صورت حاصلہ عند العقل کا ہے غلط ہے اُن سفہا نے اصل و فرع میں فرق نہ کیا علم سے ہمارے ذہن میں معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہے نہ کہ حصول صورت ہی علم - علم وہ نور ہے کہ جو شئے اُس کے دائرے میں آگئی منکشف ہوگئی اور جس سے متعلق ہوگیا اُس کی صورت ہمارے ذہن میں مرتسم ہوگئی جب فلاسفہ اپنے علم کو نہ پہچان سکے علم الٰہی کو کیا پہچانیں گے حق سبحانہ تعالیٰ ذہن و صورت وارتسام ولوازم عرضی سب سے منزہ ہے نہ اُس کا علم حضور معلوم کا محتاج اُس کا علم حضوری و حصولی دونوں سے منزہ ہے اُس کا علم اُس کی صفت قدیمہ قائمہ بالذات لازم نفس ذات ہے اور کیف سے منزہ وہاں چون و چگون و چرا و چساں کا دخل نہیں ہم نہ اُس کی ذات سے بحث کرسکتے ہیں نہ اُس کی کسی صفت سے حدیث میں ارشاد فرمایا تفکروا فی آلاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ فتھلکوا اللہ کی نعمتوں میں فکر کرو اور اُس کی ذات میں فکر نہ کرو کہ ہلاک ہوجاؤ گے اُس کی صفات میں فکر ذات ہی میں فکر ہے ادراک کنہ صفات بے ادراک کنہ ذات ممکن نہیں کہ اُس کی صفات کو کسی موطن میں ذات سے جدائی محال اسی لیے انہیں لاعین ولا غیر کہا جاتا ہے اور کنہ ذات کا ادراک مخلوق کو محال کہ وہ بکل شئی محیط ہے کوئی اُسے محیط نہیں ہوسکتا لاجرم کنہ صفات کا بھی ادراک محال حق یہ ہے - وان افتالک المفتون اپنی حقیقت تو جانتے نہیں اللہ تعالےٰ کی کنہ میں کلام کریں گے انسان کی اس وقت تک حقیقت فلاسفہ کو معلوم نہیں - انسان کی کیا تعریف کرتے ہیں حیوان ناطق حیوان کی تعریف کرتے ہیں جسم نامی حساس متحرک بالارادہ اور ناطق کی مدرک کلیات و جزئیات اگرچہ یہ بھی اُن کے متاخرین کی ردگری ہے اُن سفہا نے تو

ف: علم الٰہی نہ حضوری ہے نہ حصولی

آوازوں پر حدود رکھی ہیں گھوڑا حیوان صاہل ہنہنانے والا جانور گدھا حیوان ناہق رینکنے والا جانور انسان حیوان ناطق کلام کرنے والا جانور انھوں نے ناطق کے معنے گڑھے مدرک کلیات وجزئیات جیسے اصلا زبان عرب مساعد نہیں خیر یوں ہی سہی انسان نام بدن کا ہے یا نفس ناطقہ یا دونوں کے مجموع کا اول ناطق نہیں کہ ادراک کلیات شان نفس ہے نہ کار بدن دوم حیوان نہیں کہ نفس ناطقہ نہ جسم ہے نہ نامی نہ اُن کے نزدیک بالا متحرک سوم نہ حیوان ہے نہ ناطق کہ حیوان ولاحیوان کا مجموعہ لاحیوان ہوگا اور ناطق ولاناطق کا لاناطق غرض واقع میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر حیوان و ناطق بمعنی مذکور دونوں صادق ہوں یہ ہے اُن کا خود اپنی حقیقت کے ادراک سے عجز ع

توانہ جاں زندہ وجاں راندانی

پھر کنہ ذات وصفات میں کلام کیا جہل شدید وضلال تام ہے حق یہ ہے کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور روح امر رب سے ہے اس کی معرفت بے معرفت رب نہیں ہوسکتی اسی لیے اولیا فرماتے ہیں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے ضرور اپنے رب کو پہچان لیا یعنی معرفت نفس اسی وقت حاصل ہوگی جب پہلے معرفت رب ہولے زندیق لوگ اسے اس پر حمل کرتے ہیں کہ نفس ہی رب ہے اور یہ کفر خالص ہے قل الروح من امر ربی نہ کہ معاذ اللہ ربی۔

عرض۔ حاشیہ خیالی پر مولوی عبد الحکیم نے لکھا کہ روح اور جسم میں اتحاد ذاتی اور تغایر اعتباری ہے۔

ارشاد۔ یہ کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا روح یعنی نفس ناطقہ کو مادے سے مجرد مانتے ہیں یا نہیں اور جسم مادی ہے تو کیسے اتحاد ہوجائیگا محال ہے نہ شرعاً صحیح نہ عقلاً فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فرمایا تو معلوم ہوا کہ بدن اور روح

اور ہے۔

عرض۔ تو حلول ہوا۔

ارشاد۔ ہاں متکلمین بدن میں روح کا حلول مانتے ہی ہیں۔

عرض۔ روح عالم امر سے ہے۔

ارشاد۔ ہاں۔ عالم امر اور عالم خلق میں فرق ہے۔ عالم خلق مادے سے بتدریج پیدا فرمایا جاتا ہے اور عالم امر بے مادہ کن سے لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین روح عالم امر سے ہے محض کن سے بنی اور جسم عالم خلق سے کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ غیر مخلقہ پھر مخلقہ ہوتا ہے خلقکم اطوارًا۔

عرض۔ اس مسئلہ جز لایتجزی میں امام رازی اور علما نے بھی توقف کیا ہے اور دلائل فلاسفہ اس کے ابطال پر قوی معلوم ہوتے ہیں۔

ارشاد۔ صدرا میں بہت حجتیں لکھیں جن میں نفس جز کو کوئی باطل نہیں کرتی اتصال جزئین باطل کرتی ہیں اتصال کو ہم بھی باطل مانتے ہیں جیسے فلاسفہ نقطہ کا وجود مانتے ہیں اور تتالی نقطتین محال جانتے ہیں۔ اقلیدس نے جو اصول موضوعہ مانے ہیں اُن میں یہ بھی ہے کہ نقطہ و خط و سطح موجود ہیں اور ابہری نے اپنی بعض کتب میں اس پر برہان قائم کی ہے جو شرح حکمۃ العین میں مذکور ہے اور یہ ہی ان کے یہاں مذہب محققین و جمہور ہے بس تو اسی طرح سے اتصال کا ابطال لازم ہے نہ کہ نفس جز کا۔

عرض۔ شیخ شہاب الدین مقتول کے مذہب کا کیا حال ہے۔

ارشاد۔ فلسفی خیالات باطلہ اُس کی طرف نسبت کیے گئے ہیں جس پر اُسے قتل کیا گیا وہ اپنی کتاب حکمۃ الاشراق میں اگرچہ مشائین کے خلاف چلا مگر فلاسفہ اشراقیین کا متبع ہوا کہتے ہیں سیمیا جو ایک نہایت ناپاک علم ہے اُسے آتا تھا قصاب سے دُنبہ خرید ا دُنبہ لیکر چلا اور قیمت نہ دی قصاب پیچھے ہولیا وہ مانگتا ہے یہ چُپ چاپ چلا جاتا ہے قصاب نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا کہ ہاتھ اُکھڑ آیا وہ بیچارا ڈرا کہ کہیں گرفتار نہ ہو جائے

چھوڑ کر چلا گیا اور وہ درحقیقت ہاتھ نہ تھا بلکہ آستین تھی اُسے یہ فن آتا تھا اسے لکھکر حضرت جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ۔ بد اکسانیکہ چنیں کارہا کنند و بد اعلیکہ باو ایں کارہا آموزند۔

عرض ۔ بعض متصوفہ نے اس کی تعریف کی ۔

ارشاد ۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کی ہے اور وہ بیشک امام الائمہ ہیں یہ بھی سہروردی تھا زمانہ بھی حضرت سے قریب ہے نسبت بھی ایک ہے لقب بھی ایک ہے اس لیے لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے اس کی کسی بات میں برکت نہ دی گئی ۴۳ - ۳۵ برس کی عمر میں مارا گیا ۔

عرض ۔ معقولیوں نے اس کی بڑی تعریف کی ہے ۔

ارشاد ۔ ہاں ابن سینا کو شیخ الرئیس اور اسے شیخ الاشراق کہتے ہیں (اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا) معقولیوں نے اپنے وصف میں سے (دنا) گھٹا دیا ہے واسطہ اللہ تک وصول محال ہی سوائے ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات کے نفحات الانس شریف میں ہے ایک صاحب نے زیارت اقدس سے مشرف ہو کر عرض کی غزالی کیسے ہیں فرمایا فاز بمقصودہ اپنی مراد کو پہنچ گئے عرض کی فخر الدین رازی کیسے ہیں فرمایا دجل عتاب اُن پر عتاب ہے معاذ اللہ عقاب نہ فرمایا عقاب سزا ہے اور عتاب حصہ اجا ہے ۔ عرض کی ابن سینا فرمایا بے میرے واسطے کے اللہ تک پہنچنا چاہتا تھا میں نے ایک دھول لگائی کہ تحت الثریٰ کو چلا گیا یہ بعض صالحین کا خواب ہے اور امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرآت الجنان میں ایک روایت یہ تحریر فرمائی کہ ابن سینا آخر عمر میں تائب ہو گیا تھا موت سے کچھ مدت پہلے افیون کھانا چھوڑ دیا باندی غلام سب آزاد کر دیے رات دن نماز و تلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا اگر ایسا ہی تو اس کے اس شعر نے کام دیا کہ ؎

آنچہ کردہ ام نہ بہ کرتو باشد باشد ۔۔۔ ناکردہ چو کردہ کردہ چوں ناکردہ

ف: سیمیا برا فن ہے

ف: امام غزالی و امام فخر رازی و ابن سینا کا ذکر

ف: عتاب و عقاب کا فرق

ف: اللہ تک وصول کا ایک دروازہ حضوری ہی ہے

رحمت بے سبب کو متوجہ ہوتے دیر نہیں لگتی اسّی برس کے بُت پرست کو ایک آن میں مسلمان بلکہ قطب شہر بلکہ ابدال سے بھی اعلیٰ بدلا رسبعہ سے کر لیتے ہیں اگر ایسا ہے تو رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مگر امت میں بڑا فتنہ چھوڑ گیا و حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

عرض۔ وہابیہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب معرفت حاصل ہوگئی تو واسطہ کی حاجت نہ رہی تقویۃ ایمان میں بھی ایک آدھ جگہ ایسا یاد ہوتا ہے۔

ارشاد۔ ایک جگہ نہیں تقویۃ الایمان میں چار جگہ یہ لکھا اللہ پر افترا اور اللہ کے رسولوں پر افترا اور رسالت کا انکار ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واسطہ کے معنے ایلچی سمجھے ہیں ایلچی ہی مانتے ہیں بس ایلچی سے جب پیام سن لیا اب کیا کام رہا۔

عرض۔ اہل فترت کو واسطہ کہاں نصیب ہوا۔

ارشاد۔ تو آپ کا مقصود کیا ہے انھیں وصول تو نہیں ہوا بے نبی کے واسطے کے کبھی وصول ممکن نہیں یہ دوسری بات ہے کہ عذاب ہو یا نہ ہو یہ مختلف فیہ ہے قُس بن ساعدہ واصلین اور اہل فترت سے ہیں لیکن یہ بھی بلا ذریعہ نہیں نصرانیت محو ہوچکی تھی اور اسلام ابھی آیا نہ تھا وہ جو مشرکین تھے اُن کے سامنے وعظ کہتے اُس میں توحید بیان کرتے اور حشر وغیرہ کا بیان کرتے آخر میں کہتے اگر تم میری نہیں مانتے تو عنقریب حضور تشریف لاتے ہیں جو لا الٰہ الا اللہ روشن فرمائیں گے تو بے واسطہ اللہ تک پہنچنے والے صرف محمد رسول اللہ ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یہ ہی سبب ہے کہ روز قیامت تمام انبیا اولیا وعلما علیہم الصلاۃ والثنا کہ شفاعت فرمائیں گے اُن کی شفاعت حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ولہٰذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا انا صاحب شفاعتہم۔

ف: اہل فترت قس بن ساعدہ کا حال

صراط مستقیم دو طرح کی ہے

ولا فخر شفاعت انبیا کا صاحب میں ہوں اور کچھ براہ فخر نہیں فرماتا اسی طرف آیہ کریمہ اشارہ فرماتی ہے ویھدیک صراطا مستقیما ہمیں بھی حکم ہوا کہ عرض کرو اھدنا الصراط المستقیم ہمیں سیدھی راہ دکھا اور حضور کو بھی فرمایا ویھدیک صراطا مستقیما اے محبوب ہم نے تمہارے لیے فتح مبین اس لیے کی ہے کہ تمہیں سیدھی راہ بتائیں صراط مستقیم دو طرح کی ہوتی ہے ایک تو یہ کہ سیدھی چلی گئی ہے جس میں پیچ و خم نہیں مگر واسطہ کی ضرورت ہے کہ بغیر واسطہ نہیں پہنچ سکتا اور دوسری یہ کہ آنکھ اٹھا اور سیدھا مقصود تک پہنچا پہلی اوروں انبیا اور دوسری صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے مطلب یہ کہ اے محبوب بس اٹھو اور سیدھے تک چلے آؤ تمہیں کسی توسل کی حاجت نہیں سب کے لیے وسیلہ تم ہو تمہارے لیے کون وسیلہ ہو فلہذا حضور اقدس کے اسمار طیبہ سے ہی صاحب الوسیلہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واسطہ اگر حضور کے لیے بھی مانا جائے تو دور لازم آئے اس لیے کہ جو واسطہ ہوگا کامل ہوگا ناقص نہ ہوگا اور جب کامل ہوگا تو کمال وجود پر متفرع ہے اور وجود عالم حضور کے وجود اقدس پر موقوف تو خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال اور مرتبہ ایجاد میں صرف حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں باقی سب عکس۔ پھر تو توحیدیں دو ہیں ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ہے ذات و صفات و اسمار و افعال و احکام و سلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں لا الٰہ الا اللہ لیس کمثلہ شیء ھل تعلم لہ سمیا ھل من خالق غیر اللہ ولا یشرک فی حکمہ احدا ولم یکن لہ شریک فی الملک اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنے جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے منفرد ہیں ؎

منزہ عن شریک فی محاسنہ　　　فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

ف شان رسالت میں خلاصہ اعتقاد

خلاصہ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں ؎

محوال اور اخدا از بہر حفظ شرع وپاس دیں　　　دگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

اوران سے پہلے حضرت امام محمد بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرما گئے ؎

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیھم　　واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم

فانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف　　وانسب الی قدرہ ماشئت من عظم

فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد　　فیعرب عنہ ناطق بفم

اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاری نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اُسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا تو اُن کی ذات پاک کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اور اُن کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لیے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہو اُسے بیان کر سکے بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کیجائی تو وہ نہ ہوتی مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرض۔ صحابہ اشھد ان محمداً سلطانہ ورسولہ کہتے تھے۔

ارشاد۔ اس آن سے پہلے کبھی نہیں سُنا محض افترا اور محض بے بنیاد ہے۔

عرض۔ سکندر نامہ کے اس شعر کا کیا مطلب ہے ؎　مطلب شعر سکندر نامہ

تہیدست سلطان پشمینہ پوش　　غلامی خرو پادشاہی فروش

ارشاد۔ بادشاہ دو عالم ہیں تمام جہان ملک ہے مگر کمل اوڑھتے اور متاع دنیا سے خالی ہاتھ رکھتے ہیں ایک بار نماز کی اقامت ہوگئی تکبیر تحریمہ فرمانا چاہتے ہیں کہ دفعۃً صحابہ کو ارشاد ہوا علی رسلکم اپنی جگہ ٹھہرے رہو کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے پھر برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا مجھے یاد آیا کہ آج تین دینار باقی ہیں میں ڈرا کہ رات گزرے اور وہ باقی رہیں لہٰذا جاکر اُنھیں تصدق فرما آیا بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے ؎

کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا　　اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

ہز عرض رسا ہے ؎

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں   دوجہاں کی نعمتیں ہیں اُن کے خالی ہاتھ میں

لوگوں سے غلامی مانگنے اس کے عوض سلطانی عطا فرماتے جو اُن کا بندہ در ہو گیا ملک اُ
کا تاج ور ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
اے محبوب تم فرما دو کہ میرے غلام ہو جاؤ اللہ تمھیں محبوب بنا لے گا یعنی بندوں کو
محبوب الٰہی بننے کی چاہ ہے سرکار کی غلامی وہ ہے کہ ہر بندہ محبوب الٰہ ہے۔

مؤلف - ایک روز حاجی کفایت اللہ صاحب بحالت نماز مگس رانی کرنے لگے
سلام پھیرنے کے بعد ارشاد فرمایا نماز کی حالت میں کوئی خدمت نہ کرنا چاہیے وہ
حالت عبدیت ہے نہ مخدومیت -

عرض - آمدنی کی قلت اور اہل و عیال کی کثرت سخت کلفت ہے -

ارشاد - یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۵۰۰ بار اول و آخر ۱۱-۱۱ بار درود شریف بعد نماز عشا
قبلہ رو با وضو ننگے سر ایسی جگہ کہ جہاں سر اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو یہاں تک
کہ سر پر ٹوپی بھی نہ ہو پڑھا کرو -

مؤلف - حاضرین میں وہابیہ ملاعنہ کے تقیہ کا ذکر تھا کہ ان خبثا نے تو روافض کو
بھی مات کر دیا وہ بھی ان سے تقیہ کرنا سیکھیں جھوٹ فریب سے بہروپیے بن کر اپنا
مطلب نکال لیتے ہیں -

ارشاد - یہاں کا ایک سخت وہابی شخص گیا اور مدرسہ وہابیہ کے لیے چندہ مانگا اُن
صاحب نے اس کا نام پوچھا - بتایا - انھوں نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے تو احمد رضا کا
مخالف ہے میں تجھے چندہ نہ دوں گا اس نے کہا کہ حضرت میں تو اُن کے در کا کتا ہوں
غرض کتا بن کر پانسو روپیہ مار لایا (اسی سلسلہ میں فرمایا کہ) حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ کو ایک بہروپیے نے دھوکا دینا چاہا بادشاہ نے فرمایا اگر دھوکا دیدیا تو جو مانگے گا

پائے گا اُس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر نے جب دیکھا پہچان لیا آخر مدت مدید کا بچھڑا ہوا دیکھ کر صوفی زاہد عابد بنکر ایک پہاڑ کی کھوہ میں جا بیٹھا رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا پہلے دہاتیوں کا ہجوم ہوا پھر شہریوں پھر امرا و وزرا سب آتے اور یہ کسی طرف التفات نہ کرتا شدہ شدہ بادشاہ تک خبر پہنچی سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی خود تشریف لے گئے بہروپیے نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے گردن جھکالی اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا سلطان منتظر رہے دیر کے بعد نظر اُٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سلطان مودب بیٹھ گئے ان کا مودب بیٹھنا کہ بہروپیا اُٹھا اور جھک کر سلام کیا کہ جہاں پناہ میں فلاں بہروپیا ہوں بادشاہ خجل ہو گئے اور فرمایا واقعی اس بار میں نے نہ پہچانا اب مانگ جو مانگتا ہے اُس نے کہا اب میں آپ سے کیا مانگوں میں نے اُس کا نام جھوٹے طور پر لیا اُس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیل القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا اب سچے طور پر اُس کا نام لے دیکھوں یہ کہا اور کپڑے پھاڑ کے جنگل کو چلا گیا۔

عرض۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں۔

ارشاد۔ ہاں مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ اُنھیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض۔ نماز کس طریقہ پر پڑھیں گے۔

ارشاد۔ طریقہ حنفیہ کے مطابق نہ یوں کہ مقلد حنفی ہونگے بلکہ یوں کہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے اُس دن کھل جائیگا کہ اللہ و رسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں اُن کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا اسی خیال

کیا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجتہد ہیں

اللہ و رسول ... زیادہ پسند مذہب حنفی ہے

[illegible]

بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت صادر ہو گیا حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہ یہی ہے کہ اُن کے عمل مطابق عمل مذہب حنفی ہونگے جس سے مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی غرض اُن کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے ولہذا اکابر ائمہ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمہ شریعت کبریٰ سے بہت نہریں نکلیں اور تھوڑی تھوڑی دور جا کر خشک ہو گئیں مگر مذاہب اربعہ کی چار دولیا نہریں جو حضور آپ و تابِ کے ساتھ بہت دور تک بہیں آخر میں جا کر وہ تین نہریں بھی تھم گئیں اور صرف مذہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی یہ کشف اکابر ائمہ شافعیہ کا بیان ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

[illegible: اذان کے بعد مسجد سے باہر جانا]

عرض۔ مؤذن اذان کہنے کے بعد باہر مسجد سے جا سکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر کوئی ضرورت درپیش ہو اور جماعت میں دیر ہو تو حرج نہیں ورنہ بلاضرورت اجازت نہیں اور مؤذن ہی نہیں ہر اُس شخص کے لیے یہی حکم ہے جس نے ابھی اُس وقت کی نماز نہ پڑھی جس کی یہ اذان ہوئی اور اذان ہونے ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ مراد دخول وقت ہے جو مسجد میں ہو اور کسی نماز کا وقت شروع ہو جائے اور یہ دوسری مسجد کا مقیم جماعت نہ ہو اسے نماز بغیر پڑھے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں مگر یہ کہ کسی حاجت سے نکلے اور قبل جماعت واپسی کا ارادہ رکھے ورنہ حدیث میں فرمایا وہ منافق ہے۔

[illegible]

موعظہ لطیف۔ یہاں کچھ اذان روافض کا ذکر آیا فرمایا اذان میں اشہد ان علیا ولی اللہ اُن کا ایجاد ہے اور خود اُن کی معتبر کتابوں میں تصریح ہے کہ علی ضرور ولی اللہ ہیں مگر اذان میں یہ مستزاد ہے نیز تصریح ہے کہ حی علیٰ خیر العمل مفوضہ لعنہم اللہ کی ایجاد ہے یہ سب اُن کی کتب معتبرہ میں ہے نہ کہ تبرا کہ بعض ملاعنہ اضافہ کرتے ہیں۔

(اسی تذکرہ میں فرمایا) یہاں ایک حکایت عجیب سُنی گئی رافضیوں میں ایک مؤذن

ف: ایک تبرائی رافضی کی عجیب حکایت

اندھیرے سے جاکر اذان کہتا اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر و عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا محلہ میں کچھ غریب سُنّی رہتے تھے کہ خون جگر پیتے اور کچھ بس نہ چلتا ایک روز چار جوان ہر چہار یار کا نام دکھ کر مسجد کے اندر پہلے سے جا بیٹھے حسب دستور وہ خبیث اپنے وقت پر آیا اور اذان میں صدیق اکبر کی نسبت کچھ بکنا شروع کیا کہ ان چاروں میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور مار کر گرا دیا کہ خبیث تو ہمیں بُرا کہتا ہے اس نے گھبرا کر کہا حضرت آپ میں تو عمر کو کہتا تھا دوسرے جوان برآمد ہوئے اور مار کر بے دم کر دیا کہ مردود تو مجھے بُرا کہے گا اس نے سراسیمہ ہو کر کہا حضرت میں تو عثمان کو کہتا تھا تیسرے صاحب تشریف لائے اور جتنا مار اگیا مارا کہ ناپاک تو مجھے بُرا کہے گا آخر جب بڈھے خبیث کو کچھ نہ بنی چلّایا کہ مولیٰ مدد کیجیے دشمن مجھے مارے ڈالتے ہیں اس پر چوتھے صاحب ہاتھ میں اُسترا لیے برآمد ہوئے اور جڑ سے اُس کی ناک پونچھ لی کہ شیطان تو ہمارے اکابر کو بُرا کہے گا اب یہ چاروں صاحب تو چل دیے مجتہد صاحب درد کے مارے ناک پر رومال رکھے مسجد کے ایک اندرونی گوشہ میں جا چھپے جب وقت زیادہ ہوا اور روافض نماز کے لیے آئے ایک دوسرے سے کہتا ہے آج جناب قبلہ تشریف نہیں لائے آج اذان نہیں فرمائی جب کچھ روشنی ہوئی دیکھا جناب قبلہ ایک گوشہ میں سمٹے پڑے ہیں کہا حضرت خیر ہے قبلہ خیر ہے کہا خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آ پڑے اور مارتے مارتے بھرکس کر دیا کہا پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو یاد نہ کیا وہ چپ ہو رہا جب بار بار یہی کہے گئے اُس نے جھنجلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ وہ تینوں دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے مولیٰ نے آکر جڑ سے پونچھ لی

ما ز یاراں چشم یاری داشتیم   خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

عرض ۔ حضور اگر نماز فاسد ہو جائے تو سلام پھیرنا چاہیے ۔

ارشاد ۔ کوئی ضرورت نہیں سلام نماز پوری کرنے کے لیے ہوتا ہے جب نماز ہی

فاسد ہو گئی تو سلام کیسا۔

عرض۔ بیعت کے کیا معنے ہیں۔

ارشاد۔ بیعت کے معنی بک جانا۔ سبع سنابل شریف میں ہے ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رُخ کرکے کھڑے ہو گئے جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو مونھ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو مونھ کر لیا ہے اور یہی بھی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا۔ اس کا نام ارادت ہے اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اس کو فیض ضرور آئے گا اگر اس کا شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو معدن فیض و منبع انوار ہیں اُن سے فیض آئیگا سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہیے۔ ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دُکان پہ کھڑا کہہ رہا تھا ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دُکان اُلٹ دونگا اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحب دل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے اُنھوں نے دُکاندار سے فرمایا جلد روپیہ اسے دے ورنہ دُکان لوٹ جائے گی لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا اُسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کو دیکھا انھیں اہل اللہ سے پایا تو دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دُکان اُلٹ دوں تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا ائمہ دین فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں حضور پُر نور رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا کہ منتہائے نظر تک تھا

اور اُس میں قیامت تک کے میرے مریدین کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا وھبتھم لک میں نے یہ سب تمھیں بخشد یے۔

عرض۔ حضور یہ تو جبراً روپیہ لینا ہوا اُن ولی اللہ نے اگر اُس کی کان بچانے کو دینے کی تاکید فرمائی ممکن تھا جیسے دفع ظلم کے لیے رشوت دینا مگر اُس فقیر کے دادا پیر نے کہ اہل اللہ سے تھے اس ظلم کی تائید کیونکر روا رکھی۔

بیان علم ظاہر و باطن اور زمانہ داؤد علیہ السلام کی ایک نظیر لطیف حکایت

ارشاد۔ شریعت مطہرہ کے دو حکم ہیں ظاہر و باطن قاضی و عامہ ناس اُن کی رسائی ظاہر احوال ہی تک ہے اُن پر اُس کی پابندی لازم اگرچہ واقف حقیقت حال کے نزدیک حکم بالعکس ہو اس کی نظیر زمانہ سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام میں واقع ہو چکی ایک فقیر مفلس بینوا نان شبینہ کو محتاج شب کو دعا کیا کرتا کہ الٰہی رزق حلال عطا فرما اتفاقاً کسی شب ایک گائے اُس کے گھر میں گھس آئی یہ سمجھا کہ میری دعا قبول ہوئی یہ رزق حلال غیب سے مجھے عطا ہوا ہے گائے پچھاڑ کر ذبح کی اُس کا گوشت پکایا اور کھایا صبح مالک کو خبر ہوئی وہ سرکار نبوت میں نالشی ہوا سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جانے دے تو مالدار ہے اُس محتاج نے ایک گائے ذبح کر لی تو کیا ہوا وہ بگڑا اور کہا یا نبی اللہ میں حق چاہتا ہوں فرمایا اگر حق چاہتا ہے تو گائے اُسی کی تھی وہ اور برہم ہوا فرمایا نہ صرف گائے جتنا مال تیرے پاس ہے سب اُسی کا ہے وہ اور زیادہ فریادی ہوا فرمایا تو بھی اُسی کی ملک اور اُسی کا غلام ہے اب تو اُس کی بیتابی کی حد نہ تھی فرمایا اگر تصدیق چاہتا ہے ابھی ہمارے ساتھ چل اس فقیر اور اس گائے والے کو ہمراہ رکاب لیکر جنگل کو تشریف لے گئے واقعہ عجیب تھا خلق کا ہجوم ساتھ ہو لیا ایک درخت کے نیچے حکم دیا کہ یہاں کھودو کھودنے سے انسان کا سر اور ایک خنجر جس پر مقتول کا نام کندہ تھا برآمد ہوا نبی اللہ نے اُس درخت سے ارشاد فرمایا شہادت ادا کر تو نے کیا دیکھا پیڑ نے عرض کی یا نبی اللہ یہ اس فقیر کے باپ کا سر ہے یہ گائے

والا اس کا غلام تھا اس نے موقع پاکر میرے پیچھے اپنے آقا کو اُسی کے خنجر سے ذبح کیا اور زمین میں مع خنجر دبا دیا اور اُس کے تمام اموال پر قابض ہو گیا اُس کا یہ بیٹا بہت صغیر سن تھا اُس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بیکس و بے زر ہی پایا اور یہ بھی نہ جانا کہ اُس کا باپ کون تھا اور اُس کا کچھ مال بھی تھا یا نہیں حکم باطن ثابت ہے۔ غلام گردن مارا گیا اور وہ تمام اموال وراثۃً فقیر کو ملے وہی یہاں بھی ممکن کہ دُکاندار اُس فقیر کے مورث کا مدیون ہو اگرچہ وہ فقیر بھی اس سے واقف نہ ہو نہ یہ دُکاندار اُسے پہچانتا ہو تو یہ جبراً دلانا جبر نہیں بلکہ حق بحق دار رسانیدن۔

عرض۔ کسی شیخ سے بیعت کرکے دوسرے سے رجوع کرسکتا ہے یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر پہلے میں کچھ نقصان ہو تو بیعت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔ البتہ تجدید کرسکتا ہے۔ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں کسی سلسلے کا آئے اُس سے بیعت لے لیتا ہوں سوا غلامان قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔

مؤلف۔ ایک شب مسجد کی گھڑی کوئی صاحب چرا کر لے گئے اہل محلہ نے پولیس میں رپورٹ وغیرہ کی اس پر ارشاد فرمایا ایک سال سلطان کی طرف سے کعبہ معظمہ میں نہایت بیش قیمت سونے کی قندیل لگانے کے لیے آئیں اُن میں سے ایک قندیل غائب ہو گئی شریف مکہ نے تحقیقات کی پتا چلا کہ خدام کعبہ کے سردار نے لی ہے شریف کے سامنے پیشی ہوئی اُن سے پوچھا گیا وہ صاحب بولے کعبہ غنی ہے اُسے حاجت نہیں مجھے حاجت تھی میں نے لے لی شریف نے درگزر فرمائی (پھر فرمایا) مسجد کی کوئی شے لاکھ روپے کی چرا لے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزا تازیانہ کا حکم ہے۔

عرض ۵۔ جبل پور جانے کے چار روز باقی اور حضرت مدظلہ الاقدس کے واسطے کپڑے

---

۵ اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی تشریف بری اور مسلمانان جبلپور کا شاندار استقبال

مسلمانان جبل پور کا ٹھیا واڑ بنگال ایک مدت سے اعلیٰ حضرت مدظلہ کی خدمت میں عرائض پیش کرتے رہے

سلوانا تھے سلطان حیدر خاں نے عرض کی درزی کو دیدیے جائیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۳) کہ حضور والا ہمارے تیرہ و تار بلاد کو اپنے قدوم والا سے منور فرمائیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے ہمیشہ عدم فرصت اور ضعف و علالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے عذر فرمادیا مگر اس مرتبہ حضرت حامی سنت ماحی بدعت جناب مستطاب مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب جبلپوری کے (جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے خلیفۂ ارشد اور اس قطر میں دین و سنت کے قطب اوحد ہیں) انتہائی اصرار سے وعدہ فرمالیا جس وقت عریضہ مولانا موصوف کا حاضر ہوا کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مولانا کے بعد کلمات آداب نے پہلو عذر کا چھوڑا ہی نہیں اگر بالفرض کسی کے لبوں پر بھی دم ہو وہ بھی انکار نہیں کر سکتا ان کلمات کو سن کر یہی کہیگا کہ میں حاضر ہوں الغرض ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۳۲ھ روز شنبہ ۵ بجے صبح کے ریل سے عازم جبل پور ہوئے باوجود اس کے کہ روانگی آخر شب میں تھی اس پر بھی بریلی کے اسٹیشن پر مسلمان خوش عقیدہ کا کافی اجتماع تھا ایک صاحب داخل سلسلہ بھی ہوئے۔ ریل لکھنؤ پہنچا وہاں کے لوگوں کو پہلے سے اطلاع نہ تھی اس پر بھی بعض حضرات جنہیں کسی ذریعہ سے علم ہو چکا تھا حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش ہوئے پھر ریل پرتاب گڑھ پہنچا یہاں ہمارا سکنڈ کلاس ریل سے کاٹ کر الہ آباد آنے والی ریل میں لگادیا گیا۔ ریل ساڑھے تین بجے الہ آباد پہنچی وہاں چونکہ کافی وقت ملا بعض ہمراہیوں کا ارادہ ہوا کہ اپنے شہری احباب سے مل آئیں ان کے شہر میں پہنچنے سے مسلمانان شہر کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوگئی اور مسلمانوں کے گروہ جوق در جوق آنے اور دست بوس ہونے لگے الہ آباد کے اسٹیشن پر نماز مغرب کی غرض سے اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس پلیٹ فارم پر اترے مشتاقان دیدار نے ہر چہار جانب سے ہجوم کیا اور نئے آنے والوں نے پروانہ وار گرنا شروع کیا اس خوشنما منظر کو ایک یوروپین کھڑا دیکھ رہا تھا اس نے بھی موقع پاکر قدمبوسی کی عزت حاصل کی اور ادب کے ساتھ سلام کر کے رخصت ہوا۔ صولت حق اسے کہتے ہیں کہ جذب قلوب کے لیے کسی ترک و احتشام اور ظاہری دھوم دھام کی ضرورت ہی نہ ہو الہ آباد میں بعض عقیدتمندوں نے ایک موٹر کار اور ایک اعلیٰ درجہ کی ولایتی لینڈو تفریح کے لیے حاضر کی ساڑھے سات بجے ریل الہ آباد سے

ارشاد۔ آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۴) روانہ ہوئی اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس نے مع خدام یہاں سے بھی ریزرو سکنڈ کلاس میں سفر کیا ساڑھے چار بجے ریل کٹنی پہنچی یہاں جناب مولوی حاجی عبدالرزاق صاحب کٹنی کے گروہ کثیر کے ساتھ موجود تھے جو جبلپور تک ہمرکاب ہو لیے اور خود جبل پور سے حامی سنت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم ایک بڑی استقبالی جماعت کو لیے ہوئے کٹنی اسٹیشن پر تشریف فرما تھے جیسے ہی گاڑی کٹنی پر رکی زائرین نے گاڑی کو گھیر لیا جب تک گاڑی کھڑی رہی لوگ قدمبوس ہوتے رہے۔ کٹنی سے ہمارے ہمراہیوں میں بہت اضافہ ہو گیا ساڑھے سات بجے کے قریب جبل پور کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔ ہمارے ساتھی اس کے قصور و منازل کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اور ان کی نظریں انتہائی شوق کے ساتھ اسٹیشن کی عمارت کو ڈھونڈ رہی تھیں کہ یکایک اسٹیشن جبلپور کی عمارت بھی ایک گم شدہ محبوب کی طرح سامنے آ ہی گئی پھر کیا تھا۔ ادھر اسٹیشن جتنا قریب ہوتا گیا جوش مسرت بڑھتا گیا ریل جب پلیٹ فارم میں داخل ہوئی تو یہاں عجیب و غریب سماں نظر آیا ریلوے اسٹیشن پر جوش مسلمانوں سے بالکل بھرا ہوا تھا۔ جب گاڑی رکی تو (بلاتشبیہ اس محب کی طرح جس کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہوں اور محبوب کی دلکش صورت سامنے آ گئی ہو) دیوانہ وار گاڑی پر جھک پڑے اور اس گل گلزار قادریت پر دل کھول کر پھولوں کی نچھاور کی۔ جوش کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی لوگ فرط جوش میں زبان سے السلام علیکم یا امام اہل السنۃ السلام علیکم یا مجدد المأۃ الحاضرہ کے نعرے مار رہے تھے اور ان کی زبان حال کہہ رہی تھی۔۔۔ ؎

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست　　　کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

تمام مجمع اپنی اپنی ان مسرتوں میں سرشار تھا اور یہاں ایک اور منظر تھا جس پر عوام کو تنبہ نہ ہوا یہ موقع وہ تھا کہ کوئی شہرت پسند جاہ دوست ہوتا تو پھولا نہ سماتا باچھیں کھلی ہوتیں گردن بلند ہوتی آنکھیں اپنی تعظیم کے نظارے سے مست ہوتیں یہاں اس کے برعکس اس منظر جلیل کو دیکھ کر نظر جھکا لی گردن نیچی کر لی

کہ جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جلے گا یا ڈوبے گا یا چوری جائے گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵) آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگے اس لطیف منظر پر حاجی عبد الرزاق صاحب کی نظر گئی انھیں ادراک ہوا اور اُن کا جی بھر آیا یہ اُس شان کا پرتو تھا کہ جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح فرمایا اس شان سے اُس میں داخل ہوئے کہ سر اقدس اپنے رب کے لیے تواضع میں سواری الور پر قریب سجود پہنچا تھا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کثرت ہجوم کے خیال سے گاڑی پر فوراً چند آدمی بغرض تحفظ کھڑے ہو گئے کہ مجمع ادھر کا رخ نہ کرے اور بعض نوجوان پولیس کی شرکت میں اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کے گزرنے کے لیے راستہ بنانے میں مصروف ہوئے ہر چند کوشش کی گئی مگر اس مقصد میں ناکامی ہوئی ناچار چند عقیدت کیش حلقہ باندھکر کھڑے ہوئے اس طرح وہ سواد ہند کا ماہ کامل ہالہ میں آگیا۔ اس وقت کا نظارہ کچھ ایسا دلکش تھا کہ اسٹیشن اسٹاف اور پولیس وغیرہ اپنے فرائض منصبی کو چھوڑ کر اس کے دیکھنے میں مصروف تھا سافردں کو جب اس دلکش نظارہ کے دیکھنے کا کوئی موقع نہ ملا تو پل پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھا کیے یہاں سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ کا گاڑی تک جانا بہت دشواری سے ہوا خدا جزائے خیر دے اُن باہمت حضرات کو جنھوں نے اپنے بازوؤں پر اس مجمع کا سارا زور روکا اور خیر و خوبی کے ساتھ اپنے پیشوا کو لیجا کر ایک پُر تکلف گاڑی میں بٹھایا یہاں عام مسلمانوں کو دست بوسی کا موقعہ دیا گیا۔ بہت دیر تک لوگ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے عاشق کی زیارت سے دارین کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ پھر یہ مجمع بڑے جوش و مسرت کے ساتھ اُس قادری بزم کے دولہا کو اپنے جھرمٹ میں لیے ہوئے شہر کی جانب روانہ ہوا جہاں تک سول آبادی ہے وہاں تک انگریز اور اُن کی عورتیں بچے اپنے اپنے بنگلوں کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ مجمع کو عموماً اور اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کو خصوصاً ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے۔ پھر جب یہ مجمع شہر میں داخل ہوا تو شہر کے باشندے اپنے دروازوں دکانوں اور چھتوں سے اس دلکش منظر کو دیکھتے رہے اور اعلیٰحضرت

عرض۔ قبرستان میں جوتہ پہنکر جانے کا کیا حکم ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶) قبلہ کی خدمت میں بادب سلام عرض کرتے رہیے سکان شہر کی مجموعی حالت کہہ رہی تھی کہ ع

اے آمدنت باعث آبادی ما

اسٹیشن سے آہستہ آہستہ چلکر یہ مجمع تقریباً دو گھنٹے میں حضرت مولانا مولوی عبدالسلام صاحب مدظلہ کے دولتکدہ کے قریب پہنچا یہاں کوچہ کے موڑ پر ایک عالیشان دروازہ لگایا گیا تھا۔ یہ دروازہ علاوہ اور زیبائش کے بکثرت کتبوں سے مرصع تھا جو میزبانوں کی انتہائی عقیدت اور معزز مہمان کی شوکت وحشمت کا اظہار کر رہا تھا اور اس کوچہ کی موڑ سے حضرت مولانا کے مکان تک دورویہ کیلے کے بڑے بڑے درخت اور تین تین قطاروں میں قندیلیں نصب کی گئی تھیں جن پر منقبت آمیز مصرعے لکھے گئے تھے۔ پھر جب اس مکان میں داخلہ ہوا (جو شاہنشاہ معظم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سچے نائب کے قیام کے لیے سجایا گیا تھا) تو معلوم ہوا کہ علمائے کرام کی قدر وقیمت وہی لوگ خوب جانتے ہیں جن کو خود بھی علم کی خدمت کرنے کا کافی موقع ملا ہے مکان کی زیب وزینت اور آئینہ بندی قابل تعریف تھی۔ ہر چیز نہایت موزونیت کے ساتھ اپنی جگہ پر رکھی گئی تھی۔ مکان کے تمام اندرونی وبیرونی حصوں میں ترکی قالینوں اور خوشنما سوزنیوں کا فرش تھا اور در ودیوار وسقف وزمین سب بیش قیمت کپڑوں سے دلہن بنے ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ کے تشریف رکھتے ہی سب لوگ بیٹھ گئے تمام حاضرین ساکت تھے مگر ہر شخص کے چہرہ سے بے انتہا مسرت کے آثار نمایاں تھے جو مسلمانوں کی گئی ہوئی سطوت کی یاد دہانی کر رہے تھے اور اکابر ائمہ دین کے دربار عام کا پورا نقشہ کھنچ گیا تھا مخدومنا ومولٰنا حضرت مولوی محمد عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم کی مسرتوں کا تو کوئی اندازہ ہی نہ تھا وہ ساکت تھے مگر زبان حال در فشاں ہے

وہ خود تشریف فرما ہیں مرے گھر بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں

۱۷۲۵۰

ارشاد - حدیث میں فرمایا تلوار کی دھار پہ پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان ہو کر سنتوں پر پابندی سے چلنا آسان ہو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷) کچھ دیر سکوت کا عالم رہا اس کے بعد جناب حکیم مولوی عبد الرحیم صاحب مذاق کھڑے ہوئے اور دست بستہ سلام عرض کرکے یہ نظم پڑھی :-

کوئی تاج والے ہوں یا راج والے
ہیں اس در کے محتاج ہر کاج والے

ہے سرکار عالم کے محتاج کا در
یہاں بھیک لیتے ہیں معراج والے

یہ وہ در ہے دیتے ہیں در کی لونڈی
جھکتے ہیں شاہوں کو محتاج والے

یہاں کی فقیری ہے رشک امیری
یہیں آ کے گھستے ہیں سر تاج والے

تعلّی پہ ہیں سارے محتاج ان کے
کہ آخر تو حامی ہیں معراج والے

یہی ہیں وہ دامن کہ جس میں چھپیں گے
قیامت کے میدان میں لاج والے

خدنگ نظر کا کوئی وار ادھر بھی
ہیں مدت سے مشتاق آماج والے

ہیں کچھ بھی سہی سلسلہ میرا دیکھو
ہیں جن کا ہوں ان کے ہیں معراج والے

مذاق اب مجھے ذکر فرداسے مطلب
بنا لیں گے سب کام کل آج والے

اس نظم کے بعد یکے بعد دیگرے کچھ نظمیں اور کچھ صاحبوں نے پڑھیں جو بخیال طوالت چھوڑی جاتی ہیں اس کے بعد اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت والا میں کلفت سفر کے لحاظ سے عرض کی گئی کہ حضور والا اب آرام فرمائیں اور سب لوگ نیازمندانہ سلام عرض کرتے ہوئے رخصت ہوئے شاہنشہ ہر دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب کا پہلا اجلاس یوں ختم ہوا ساکنان جبل پور کو دن عید رات شب برات تھی کہ بارہ برس کے بعد یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی تھی ملاقات کے وقت مقرر تھے صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک اور سہ پہر کو بعد نماز ظہر سے عصر تک اور پھر بعد عشا کافی وقت دیا جاتا تھا عصر سے بعد مغرب تک تفریح کا وقت تھا کو حضور کا

کی قبر پہ پاؤں رکھوں دوسری حدیث میں فرمایا اگر میں انگارے پہ پاؤں رکھوں یہاں تک کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۸) کبھی تفریح کی جانب میلان طبع ہوا لیکن ساکنان جبل پور کی دلشکنی کا خیال فرماتے ہوئے اُن کے اصرار پر منظور فرما لیا تھا بعد عصر مسجد کے دروازہ پہ موٹر اور گاڑیوں کا روزانہ انتظام رہتا۔ ایک ماہ کامل جبل پور قیام رہا اس دوران میں اکثر مقدمات کا جو باہمی خانہ جنگیوں کے باعث عرصے سے پڑے ہوئے تھے ایسا تصفیہ فرمایا کہ جن کا سلام و کلام قطعاً بند تھا موت زیست چھوٹ چکی تھی باہم شیر و شکر ہو گئے۔ ایک روز صبح کے جلسے میں بمعروض منشی عبد الغفار صاحب دو صاحب ماسٹر محمد حیدر و محمد ادریس صاحبان (جن کا عرصے سے نزاع تھا اور دونوں حلقہ بگوشان اعلیحضرت مدظلہ تھے) پیش ہوئے اولاً ماسٹر محمد حیدر صاحب کا بیان ہوا پھر محمد ادریس صاحب کا بیان سماعت فرما کر ارشاد عالی ہوا آپ صاحبوں کا کوئی مذہبی تخالف ہے کچھ نہیں۔ آپ دونوں صاحب آپس میں پیر بھائی ہیں نسلی رشتہ چھوٹ سکتا ہے لیکن اسلام و سنت اور اکابر سلسلہ سے عقیدت باقی ہے تو یہ رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا دونوں حقیقی بھائی اور ایک گھر کے تھے ایک مذہب ایک رشتہ ایک آپ دونوں صاحب ایک ہو کر کام کیجیے کہ مخالفین کو دست اندازی کا موقع نہ ملے خوب سمجھ لیجیے آپ دونوں صاحبوں میں جو سبقت ملنے میں کریگا جنت کی طرف سبقت کریگا یہ فرمانا تھا کہ دونوں کے قلوب پر ایک برقی اثر ہوا اور بیتابانہ ایک دوسرے کے قدموں پر گر پڑے اور آپس میں نہایت صاف دل کے ساتھ لپٹ گئے جوش محبت کی یہ حالت ہوئی کہ اگر حاضرین میں سے سنبھال نہ لیتے تو دونوں حضرات اس معانقہ قلبی میں گر پڑتے واقعی مقدس حضرات کی مٹھی میں قلوب ہوتے ہیں جس طرف چاہیں رجوع کر دیں مجھے اس وقت حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد آ گیا جو اعلیٰ حضرت مدظلہ الاقدس کی زبان فیض ترجمان سے سنا تھا کہ ایک مرتبہ حضور مسجد جامع میں تشریف لائے خادم جو ہمراہ تھے انھوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول اہل مسجد حضور کو دیکھ رہے ہیں

وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پہ پاؤں رکھوں ۔ وہ فرماتے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پہ قدم اقدس رکھدیں تو اُسے دونوں جہان کا چین بخشدیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح القدیر اور طحطاوی اور رد المحتار میں ہے المشی ودفی سکۃ حادثۃ فی المقابر حرام قبرستان میں جو نیا راستہ نکلا ہو اُس میں چلنا حرام ہے کہ وہ ضرور قبروں پہ ہوگا بخلاف راہ قدیم کے کہ قبریں اُسے چھوڑ کر بنائی جاتی ہیں حضور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہنے نکلے فرمایا یاصاحب السبتیتین الق سبتیتیک لاتؤذ صاحب القبر ولا یؤذیک اے بال صاف کیے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستا نہ وہ تجھے ستائے ۔

سوال منکر نکیر کا ایک قصہ: ایک شخص کو دفن کرکے لوگ چلے گئے منکر نکیر نے سوال شروع کیا ایک شخص جو تنہا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹) لیکن نہ کوئی سلام کرتا ہے نہ قیام حالانکہ ہمیشہ تشریف لاتے ہی تمام جماعت حضور کی طرف آتی اور دست بوسی و قدم بوسی سے مشرف ہوتی ان کے دل میں یہ خطرہ آتا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوا کہ حضور سے بہت پیچھے رہ گئے انھیں خیال ہوا کہ اس سے تو وہی حالت بہتر تھی میں حضور کے قریب تو تھا ان کے دل میں یہ خطرہ آتے ہی حضور نے ان کی طرف روئے انور کیا اور فرمایا یہ تمھیں نے تو چاہا کیا تمھیں معلوم نہیں رب عزوجل نے قلوب ہمارے ہاتھ میں رکھے ہیں جب چاہیں پھیر دیں اور جب چاہیں اپنی طرف کرلیں اسی طرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ نے قصیدہ ذریعہ قادریہ شریف میں اشارہ فرمایا ہے

؎ عرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہی پناہ ۔ بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا ۔ حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری ۔ دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا ۔ جس کو للکار دے آتا ہو تو الٹا پھر جائے ۔ جس کو چمکار لے ہر پھر کے وہ تیرا تیرا ۔ کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر ۔ کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا ۔ دل پہ کندہ ہو ترا نام تو وہ دزد رجیم ۔ الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا ۔ خاکسار مدیر

اُس طرف سے نکلا اُس کے جوتے کی آواز سن کر مُردہ اُس طرف متوجہ ہوا اور قریب تھا کہ جو سوال منکر نکیر کر رہے تھے اُس کے جواب سے قاصر رہتا مرنے کے بعد زندگی سے کہیں زائد ادراک ہو جاتا ہے غزوۂ بدر شریف میں مسلمانوں نے کفار کی نعشیں جمع کر کے ایک کوئیں میں پاٹ دیں حضور کی عادت کریمہ تھی جب کسی مقام کو فتح فرماتے تو وہاں تین دن قیام فرماتے تھے یہاں سے تشریف لیجاتے وقت اُس کنوئیں پر تشریف لے گئے جس میں کافروں کی لاشیں پڑی تھیں اور انھیں نام بنام آواز دیکر فرمایا ہمنے تو پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے سچا وعدہ (یعنی نصرت کا) فرمایا تھا کیوں تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ (یعنی نار کا) تم سے تمھارے رب نے کیا تھا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایسا تکلم اجساد لا ارواح فیہا یا رسول اللہ کیا حضور بے جان جسموں سے کلام فرماتے ہیں فرمایا ما انتم باسمع منھم تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر انھیں طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب دیں تو کافر تک سنتے ہیں مؤمن تو مؤمن ہے اور پھر اولیا کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے (پھر فرمایا) روح ایک پرندہ ہے اور جسم پنجرہ - پرند جس وقت تک پنجرہ میں ہے اُس کی پرواز اُسی قدر ہے جب پنجرہ سے نکل جائے اُس وقت اُس کی قوت پرواز دیکھیے (فرمایا) اپنے مردوں کو بزرگوں کے پاس دفن کرو کہ اُن کی برکت کے سبب ان پر عذاب نہیں کیا جاتا ھم القوم لا یشقیٰ بھم جلیسھم۔ وہ وہ لوگ ہیں کہ اُن کے سبب اُن کا ہمنشین بھی بدبخت نہیں ہوتا ولہذا حدیث میں فرمایا ادفنوا موتاکم وسط قوم صالحین اپنے مردوں کو نیکوں کے درمیان دفن کرو میں نے حضرت میاں صاحب قبلہ قدس سرہ کو فرماتے سنا - ایک جگہ کوئی قبر کھل گئی اور مُردہ نظر آنے لگا دیکھا کہ گلاب کی دو شاخیں اُس کے بدن سے لپٹی ہیں اور گلاب کے دو پھول اُس کے نتھنوں پر رکھے ہیں اُس کے عزیزوں نے اس خیال سے کہ یہاں قبر پانی کے صدمہ سے کھل گئی دوسری جگہ قبر کھود کر اُس میں

رکھیں اب جو دیکھیں تو دو اژدہے اُس کے بدن سے لپٹے اپنے پھنوں سے اُس کا مونھ بھموڑ رہے ہیں حیران ہوئے کسی صاحبدل سے یہ واقعہ بیان کیا انھوں نے فرمایا وہاں بھی یہ اژدہا ہی تھے مگر ایک ولی اللہ کے مزار کا قریب تھا اُس کی برکت سے وہ عذاب رحمت ہوگیا تھا وہ اژدہے درخت گل کی شکل ہوگئے تھے اور اُن کے پھن گلاب کے پھول اُسکی خیریت چاہو تو وہیں لیجاکر دفن کرو وہیں لیجاکر رکھا پھر وہی درخت گل تھے اور وہی گلاب کے پھول ایک بار حضرت سیدی اسمٰعیل حضرمی قدس سرہ العزیز کہ اجلہ اولیاء کرام سے ہیں ایک قبرستان سے گزرے امام محب الدین طبری کہ اکابر محدثین سے ہیں ہمراہ رکاب تھے حضرت سیدی اسمٰعیل نے ان سے فرمایا اتؤمن بکلام الموتی کیا اس پر ایمان لاتے ہیں کہ مُردے زندوں سے کلام کرتے ہیں عرض کی ہاں فرمایا اس قبر والا مجھ سے کہہ رہا ہے انا من حشو الجنۃ میں جنت کی بھرتی میں سے ہوں آگے چلے وہاں چالیس قبریں تھیں آپ بہت دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ دھوپ چڑھ گئی اس کے بعد آپ ہنسے اور فرمایا تو بھی انھیں میں سے ہے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھکر عرض کی حضرت یہ کیا راز ہے ہماری سمجھ میں کچھ نہ آیا فرمایا ان قبور پر عذاب ہو رہا تھا جسے دیکھکر میں روتا رہا اور حضرت عزت میں میں نے اُن کی شفاعت کی مولیٰ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور اُن سے عذاب اُٹھالیا ایک قبر گوشے میں تھی جس کی طرف میرا خیال نہ گیا تھا اُس میں سے آواز آئی یا سیدی انا منھم انا فلانۃ المغنیۃ اے میرے آقا میں بھی تو انھیں میں ہوں میں فلاں ڈومنی ہوں مجھے اس کے کہنے پر ہنسی آگئی اور میں نے کہا انت منھم تو بھی انھیں میں ہے اس پر سے بھی عذاب اُٹھالیا گیا تو یہ حضرات سراپا رحمت ہیں جس طرف گزر ہو رحمت ساتھ ہے۔

ف اولیاء کرام کی رحمتیں برزخ میں

عرض - ندوہ کے متعلق مسلمانوں کا کیا خیال ہونا چاہیے اور ندویوں کو کیسا سمجھنا چاہیے -

ارشاد - ندوہ کچہری ہے پہلے بعض اہلسنت بھی دھوکے سے اُس میں شامل ہوگئے تھے جیسے مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی اور مولوی احمد حسین صاحب کان پوری اور مولوی عبدالوہاب صاحب لکھنوی اُس کی شناعتوں پر اطلاع پاکر یہ لوگ علیحدہ ہوگئے مولٰنا احمد حسن صاحب مرحوم ندوۂ عظیم آباد کے بعد بریلی تشریف لائے شعبان کا اخیر عشرہ تھا میں اپنی مسجد میں معتکف تھا میں نے خبر سُن کر اُن کو خط لکھا جس میں القاب یہ تھے -

احمد المسیرۃ حسن السیرۃ عادت کۃ الندوۃ المبیرۃ - اس میں احمد حسن ان کا نام بھی نکلا اور معنے یہ ہوئے کہ آپ کی خصلت محمود اور طینت مسعود مگر ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود - میری اُن کی دوستی تھی ان القاب کو دیکھکر بہت ہنسے اور میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اُس سے توبہ کرلی ہے اور عین جلسہ میں مولوی محمد علی ناظم سے یہ کہکر اُٹھا ہوں کہ مولوی صاحب آپ اس مجمع کو دیکھتے ہیں یہ سب جہنم میں جائے گا اور ان کیے آگے میں اور آپ ہوں گے یہ نہیں جانتا کہ پہلے آپ جائیں گے کہ پہلے میں لکھنؤ کے جلسہ میں ابراہیم آرَی نے اپنے لکچر میں صرف لا الٰہ الا اللہ پر مدار نجات رکھا مولوی عبدالوہاب[عہ] صاحب لکھنوی مع ہمراہیان یہ فرماکر اُٹھ آئے کہ یہاں تو رسالت بھی تشریف لے گئی اسی طرح سنیوں میں سے جو مطلع ہوتا گیا جدا ہوتا گیا یہاں تک کہ اُس میں بدمذہب گئے یا تو کھلے مرتدین جیسے رافضی وہابی وغیرہم یا وہ نام کے سُنّی جو ان کو ارکین دین بنالے اور ان سے اتحاد منالے ندوہ کا عقیدہ یہ ہے کہ نیچری وہابی قادیانی رافضی سب اہل

عہ یہ صاحب مولوی عبدالباری فرنگی محلی کے والد ہیں انھوں نے ندوہ سے گریز کی اُس میں تو کلمہ گو کی شرط بھی تھی اور یہ سوراج کمیٹی ہیں ہمہ تن مصروف جس میں ایک تو مشرکین سے اتحاد شرط اور ایک بڑے مشرک کی سرداری ۱۲ منہ

قبلہ ہیں لہذا سب مسلمان ہیں اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں خدا سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جیسے برٹش گورنمنٹ کہ اُسے اس کی رعیت کے سب مذہب والے ایک سے ہیں ایسے عقیدہ واہیہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا قرآن عظیم فرماتا ہے افنجعل المسلمین کالمجرمین ؁ مالکم کیف تحکمون ؁ کیا ہم مطیعوں کو مجرموں کے مثل کردیں تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو اور فرماتا ہے افنجعل المتقین کالفجار کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی مانند کردیں اور فرماتا ہے لیسوا سواء سب ایک سے نہیں اور فرماتا ہے ھل یستوون کیا وہ سب برابر ہیں اور فرماتا ہے لا یستوی اصحب النار واصحب الجنۃ اصحب الجنۃ ھم الفائزون دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی کامیاب ہونگے قرآن عظیم میں اس مضمون کی کثرت آیات ہیں صدیق اکبر وفاروق اعظم پر رافضی تبرّا بکتے ہیں۔ ندوی کہتے ہیں سُنّی اور شیعہ کا قطعیات میں اتفاق ہے صرف ظنیات میں اختلاف ہے ذرا اوراسی بات پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی ہے تو اب نہ صدیق کی صحابیت قطعی ٹھہری نہ صدیق وفاروق کی خلافت راشدہ قطعی ہوئی نہ صدیق وفاروق کا جنتی ہونا قطعی رہا سب ظنیات ہو گئے روافض کا تبرّا بکنا صدیق وفاروق کو گالیاں دینا ایک ذراسی بات ہوئی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؁

عرض۔ جنت کی بھرتی کیا معنے۔

ارشاد۔ جنت بہت وسیع مکان ہے عرضہا السموت والارض ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اُس کی چوڑان میں آجائیں اُس کی وسعت اللہ ورسول ہی جانتے ہیں اُس میں پہلے ارباب استحقاق بھیجے جائیں گے جنھوں نے اعمال صالحہ کیے اور اپنی حسنات کے سبب مستحق جنت ہوئے یعنی استحقاق تفضلی نہ وجوبی کہ کسی کو نہیں مولےٰ تعالیٰ اپنے بندوں کو اعمال صالحہ کی توفیق دیتا ہے پھر اُن میں اعمال صالحہ پیدا فرماتا ہے پھر

عقیدہ ... فرقوں کا ایک باطل

جنت کی بھرتی کے معنے

اپنے کرم سے انہیں قبول فرماتا ہے پھر اپنی رحمت سے اُن کے عوض جنت دیگا یہ سب اُس کا فضل ہی فضل ہے جب یہ لوگ اپنے اپنے محلوں میں آرام کرلیں گے جنت بہت زیادہ خالی رہے گی تو بے استحقاق والوں کو اپنے محض کرم سے اُس میں بھریگا یہ جنت کی بھرتی ہے اور اب بھی بہت جگہ خالی رہے گی تو رب عزوجل اُن روحوں کو کہ دنیا میں نہ بھیجی گئیں جسم عطا فرما کر اُن مکانوں میں بسائے گا یہ بہشت آرام سے رہتے نہ دنیا کی صورت دیکھی نہ کوئی تکلیف سہی نہ موت چکھی نہ کوئی عمل کیا فقط اللہ و رسول پر ایمان اور ہمیشہ کے لیے دار الجنان فسبحٰن واسع الرحمۃ ۔

عرض۔ نیچری اس پر بہت زور دیتے ہیں ڈپٹی نذیر احمد نے تو صاف لکھدیا ہے کہ نجات کے لیے صرف لا الہ الا اللہ کافی ہے محمد رسول اللہ کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ سے سند لاتے ہیں حدیث کا کیا مطلب ہے ۔

ارشاد۔ حدیث حق ہے اور زعم خبیث کفر۔ لا الہ الا اللہ کلمہ طیبہ کا علم ہے جس سے پورا کلمہ مراد ہے اگر کہیے الحمد سات بار کہو یا قل ھو اللہ گیارہ بار کہو کیا اس سے صرف لفظ الحمد یا لفظ قل ھو اللہ مراد ہوگی ہرگز نہیں بلکہ پوری سورتیں کہ اختصاراً اُن کے یہ نام ہیں۔ کلمہ طیبہ کا اختصار لا الہ نہیں ہوسکتا تھا کہ نفی محض بلا استثنا تو معاذ اللہ کلمہ کفر ہے لاجرم نصف کلمہ اس کا اختصار ہوا یہ ایک ظاہر جواب ہے اور میرے نزدیک تو حقیقت امر یہ ہے کہ بیشک صرف لا الہ الا اللہ نجات کا ضامن ہے اور اسی سے وہ ملعون قول کہ محمد رسول اللہ کی معاذ اللہ حاجت نہیں کفر خالص ہے لا الہ الا اللہ سے فقط الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ جس ذات جامع جمیع کمالات منزہ از جمیع عیوب و نقائص کا علم پاک واقع میں اللہ ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں سچے

ف حدیث من قال لا الہ دخل الجنۃ کے نفیس و جلیل معانی
ف بغیر اقرار رسالت اقرار توحید کافی نہیں

رسول نہ بھیجے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضل الرسل و خاتم النبیین کیا وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے جس میں کذب یا سہو یا خطا کا اصلا کسی طرح امکان نہیں جس نے اللہ کو اس طرح پہچانا اُسی نے اللہ کو جانا اُسی نے لا الٰہ الا اللہ مانا اور جسے ضروریات دین سے کسی بات میں شک یا شبہ ہے اُس نے نہ ہرگز اللہ کو جانا نہ لا الٰہ الا اللہ مانا مثلاً جو شخص لا الٰہ الا اللہ پر ایمان کا دعوی رکھے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نہ مانے وہ ایسے کی توحید کی گواہی دیتا ہے ایسے کو اللہ سمجھا ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ بھیجا اور وہ ہرگز اللہ نہیں اس نے اپنے خیال میں اک باطل تصور جما کر اُس کا نام اللہ رکھ لیا ہے یہ اللہ پر مومن نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مشرک ہے اللہ یقیناً وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا تو اللہ پر ایمان وہی لائیگا جو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے اس پر تمام ضروریات دین کو قیاس کر لو مثلاً جو اللہ کا مقر اور قیامت کا منکر ہے یقیناً اللہ کا منکر اور اُس اقرار میں مشرک ہے تو ایسے کو اللہ ٹھہرایا جو قیامت نہ لائے گا حالانکہ اللہ وہ ہے کہ قیامت جس کا سچا وعدہ ہے وعلیٰ ہذا القیاس اب بفضلہٖ تعالیٰ معنی بے تکلف صحیح ہو گئے لہٰذا اپنے رسالہ باب العقائد والکلام میں ثابت کیا ہے کہ کفر صرف جہل باللہ کا نام ہے جو اللہ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہو سکتا اور جو کافر ہے اللہ کو ہرگز نہیں جان سکتا اگرچہ کتنا ہی بڑا دعویٰ علم و معرفت کا کرے جیسے دیوبندیہ و وہابیہ و مرزائیہ وامثالہم خذلہم اللہ تعالیٰ۔

عرض۔ اُن لوگوں کی نسبت کہ اگر بدمذہب عالم سے ملنے کو منع کیا جائے تو کہیں عالم عالم سب ایک ہیں۔

ارشاد۔ اُن کا شمار بھی اُنھیں میں سے ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن یتولہم منکم فانہ منہم تم میں جو اُن سے دوستی رکھیگا وہ بیشک اُنھیں میں سے ہے

ف: بدمذہبوں سے ملنا [illegible]

ف: دشمنانِ خدا کس طرح کے ہوتے ہیں

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں الاعداء ثلثۃ عدوک وعدو صدیقک وصدیق عدوک دشمن تین ہیں ایک تیرا دشمن ایک تیرے دوست کا دشمن اور ایک تیرے دشمن کا دوست یوہیں اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم ہیں ایک تو ابتداءً اُس کے دشمن وہ کافران اصلی ہیں فان اللہ عدو للکفرین دوسرے وہ کہ محبوبان خدا کے دشمن ہیں جیسے دیوبندیہ مرزائیہ وہابیہ روافض تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں یہ سب اعداء اللہ ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عرض: حضور ہم لوگوں کو بھی چاہیے کہ ان کو اپنا دشمن جانیں۔

ارشاد: ہر مسلمان پر فرض اعظم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے اور اُس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے یہ ہمارا عین ایمان ہے۔

ف: کفار سے بیزاری کیسی ہونا چاہیے

(اسی تذکرہ میں فرمایا) بحمد اللہ تعالیٰ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اللہ کے سب دشمنوں سے دلی سخت نفرت ہی پائی ایک بار اپنے دہات کو گیا تھا کوئی دیہی مقدمہ پیش آیا جس میں چوپال کے تمام ملازموں کو بدایوں جانا پڑا میں تنہا رہا اُس زمانہ میں معاذ اللہ درد قولنج کے دورے ہوا کرتے تھے اُس دن ظہر کے وقت سے درد شروع ہوا اُسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا اب نماز کو نہیں کھڑا ہوا جاتا رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگی مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے میں نے سنتوں کی نیت باندھی درد بالکل نہ تھا جب سلام پھیرا اُسی شدت سے تھا فوراً اٹھکر فرضوں کی نیت باندھی درد جاتا رہا جب سلام پھیرا وہی حالت تھی بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا اتنے میں سامنے سے اُسی گاؤں کا ایک برہمن کہ خبیث بزعم خود قریب قریب توحید کا قائل اور براہ مکر و فریب میرے خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کی طرف مائل بنتا تھا) گزرا چھاٹک کھلا ہوا تھا مجھے دیکھ کر اندر آیا اور میرے

پیٹ پر ہاتھ رکھکر پوچھا کیا یہاں درد ہے مجھے اس کا نجس ہاتھ بدن کو لگنے سے اتنی ایذا ونفرت پیدا ہوئی کہ درد کو بھول گیا اور یہ تکلیف اس سے بڑھکر معلوم ہوئی کہ ایک کافر کا ہاتھ میرے پیٹ پر ہے ایسی عداوت رکھنا چاہیے۔

عرض۔ اکثر لوگ بدمذہبوں کے پاس جان بوجھکر بیٹھتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے۔

ارشاد۔ حرام ہے اور بدمذہب ہوجانے کا اندیشہ کامل اور دوستانہ ہو تو دین کے لیے زہر قاتل رسول اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم انہیں اپنے سے دور کرو اور ان سے دور بھاگو وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالیں اور اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑے کذاب پر اعتماد کرتا ہے انھا اکذب شئ اذا حلفت فکیف اذا وعدت نفس اگر کوئی بات قسم کھا کر کہے تو سب سے بڑھکر جھوٹا ہے نہ کہ جب خالی وعدہ کرے صحیح حدیث میں فرمایا جب دجال نکلے گا کچھ اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جائیں گے کہ ہم تو اپنے دین پر مستقیم ہیں ہمیں اس سے کیا نقصان ہوگا وہاں جاکر ویسے ہی ہوجائیں گے۔ حدیث میں ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "میں حلفاً کہتا ہوں کہ جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا" سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہمارا ایمان اور پھر حضور کا حلف سے فرمانا۔ دوسری حدیث ہے "جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے۔" امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں نقل فرماتے ہیں ایک شخص روافض کے پاس بیٹھا کرتا تھا جب اس کی نزع کا وقت آیا لوگوں نے حسب معمول اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی کہا نہیں کہا جاتا پوچھا کیوں کہا یہ دو شخص کھڑے کہہ رہے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر کو برا کہتے تھے اب یہ چاہتا ہے کہ کلمہ

ف: بدمذہبوں سے میل جول کی ممانعت

ف: اپنے نفس پر اعتماد کرنے والا بڑا کذاب ہے

پڑھتا اُٹھے ہرگز نہ پڑھتے دیں گے یہ نتیجہ ہے بد مذہبوں کے پاس بیٹھنے کا جب صدیق وفاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے بدگویوں سے میل جول کی یہ شامت ہے تو قادیانیوں اور وہابیوں اور دیوبندیوں کے پاس نشست برخاست کی آفت کس قدر شدید ہوگی اُن کی بدگوئی صحابہ تک ہے ان کی انبیا اور سید الانبیا اور اللہ عزوجل تک۔

عرض۔ اگر ملازم ہے اور خوشامد میں لگا رہے۔

ارشاد۔ اتنا برتاؤ رکھو اللہ و رسول کے دشمنوں سے جتنا اپنے دشمنوں سے رکھتے ہو۔

عرض۔ حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔

ارشاد۔ سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کریگا حضرت سید موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور مجاذیب سے تھے احمد آباد میں مزار شریف ہے میں زیارت سے مشرف ہوا ہوں زنانہ وضع رکھتے تھے ایک بار قحط شدید پڑا بادشاہ و قاضی واکابر جمع ہوکر حضرت کے پاس دعا کے لیے گئے انکار فرماتے رہے کہ میں کیا دعا کے قابل ہوں جب لوگوں کی التجا و زاری حد سے گزری ایک پتھر اُٹھایا اور دوسرے ہاتھ کی چوڑیوں کی طرف لائے اور آسمان کی جانب موُنھ اُٹھاکر فرمایا مینہ بھیجیے یا اپنا سہاگ لیجیے یہ کہنا تھا کہ گھٹا ئیں پہاڑ کی طرح اُمڈیں اور جل تھل بھر دیے ایک دن نماز جمعہ کے وقت بازار میں جارہے تھے اُدھر سے قاضی شہر کہ جامع مسجد کو جاتے تھے آئے اُنھیں دیکھکر امر بالمعروف کیا کہ یہ وضع مردوں کو حرام ہے مردانہ لباس پہنیے اور نماز کو چلیے اس پر انکار و مقابلہ نہ کیا چوڑیاں اور زیور اور زنانہ لباس اُتارا اور مسجد کو ساتھ ہو لیے خطبہ سُنا جب جماعت قائم ہوئی اور امام نے تکبیر تحریمہ کہی اللہ اکبر سنتے ہی ان کی حالت بدلی فرمایا اللہ اکبر میرا خاوند حی لا یموت ہے کہ کبھی نہ مریگا اور یہ مجھے بیوہ کیے دیتے ہیں اتنا کہنا تھا کہ سر سے پاؤں تک وہی سُرخ لباس تھا اور وہی چوڑیاں اندھی تقلید کے طور پر ان کے مزار کے بعض مجاوروں کو دیکھا کہ اپنا

بالیاں کڑے جوشن پہنتے ہیں یہ گمراہی ہے صدق صاحب تحقیق اور اُن کا مقلد زندیق۔

عرض۔ سچے وجد کی کیا پہچان ہے۔

وجد سچا ہو ان

ارشاد۔ یہ کہ فرائض و واجبات میں مخل نہ ہو حضرت سید ابو الحسین احمد نوری پر وجد طاری ہوا تین شبانہ روز گزر گئے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمعصر تھے کسی نے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حالت عرض کی فرمایا نماز کا کیا حال ہے عرض کی نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے فرمایا الحمد للہ اُن کا وجد سچّا ہے (اس کے بعد فرمایا) نماز جنبا سا عقل باقی ہے کسی وقت میں معاف نہیں۔ رمضان شریف کے روزے حالت سفر میں یا مرض میں کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اجازت ہے کہ قضا کرے اسی طرح زکاۃ صاحب نصاب پر اور حج صاحب استطاعت پر فرض ہے لیکن نماز سب پر بہرحال فرض ہے یہاں تک کہ کسی حاملہ عورت کے نصف بچہ پیدا ہو لیا ہے اور نماز کا وقت آگیا تو ابھی نفساء نہیں حکم ہے کہ گڈھا کھودے یا دیگ پر بیٹھے اور اس طرح نماز پڑھے کہ بچے کو تکلیف نہ ہو یا بیمار ہے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں دیوار یا عصا یا کسی شخص کے سہارے کھڑا ہو کر نماز ادا کرے اور اگر اتنی دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تو جتنی دیر ممکن ہو قیام فرض ہے اگرچہ اسی قدر کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہہ لے اور بیٹھ جائے اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹے لیٹے اشاروں سے پڑھے۔ حضور نماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوجھ جاتے صحابہ کرام عرض کرتے حضور اس قدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں مولیٰ تعالیٰ نے حضور کو ہر طرح کی معافی عطا فرمائی ہے فرماتے افلا اکون عبداً شکوراً تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہوں یہاں تک کہ رب عزوجل نے خود ہی بکمال محبت ارشاد فرمایا طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقٰی اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔ فرض نماز مرتے وقت تک معاف نہیں رب عزوجل

فرض نماز عاقل کی کسی وقت معاف نہیں

فرماتا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین اے بندے اپنے رب کی عبادت کیے جا یہاں تک کہ تجھے موت آئے۔ ایک صاحب صالحین سے تھے بہت ضعیف ہو گئے پنجگانہ مسجد کی حاضری نہ چھوڑتے ایک شب عشا کی حاضری میں گر پڑے چوٹ آئی بعد نماز عرض کی الٰہی اب میں بہت ضعیف ہوا بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں مجھے آزاد فرما ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے تو مجنون تھے یعنی جب تک عقل تکلیفی باقی ہے نماز معاف نہیں ہے مجاذیب بھی نماز نہیں چھوڑتے اگرچہ لوگ انھیں پڑھتے نہ دیکھیں کسی نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سیدی قضیب البان موصلی قدس سرہ کی شکایت کی کہ ان کو کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا ارشاد فرمایا اس سے کچھ نہ کہو اس کا سر ہر وقت خانہ کعبہ میں سجدہ میں ہے۔

عرض۔ مرد کو چوٹی رکھنا جائز ہے یا نہیں بعض فقیر رکھتے ہیں۔

ارشاد۔ حرام ہے حدیث میں فرمایا لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔

عرض۔ ولد الحرام کے پیچھے نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

ارشاد۔ اگر اس سے علم و تقویٰ میں زیادہ یا اس کی مثل جماعت میں موجود ہو تو اسے امام بنانا نہ چاہیے ہاں اگر یہی سب حاضرین سے علم و تقویٰ میں زائد ہو تو اسی کو امام بنایا جائے۔

عرض۔ حضور اس میں بچہ کا کیا قصور ہے۔

ارشاد۔ شرع کو تکثیر جماعت کا بڑا لحاظ ہے امام میں جب کوئی ایسی بات ہو جس سے قوم کو نفرت اور باعث تقلیل جماعت ہو اس کی امامت ناپسند ہے اگرچہ اس کا قصور نہ ہو ولہٰذا جس کے بدن پر برص کے داغ بکثرت ہوں اس کی امامت مکروہ ہے تنجیہ نفرت یا

ہی کے لحاظ سے مستحب ہے کہ اور فضائل میں مساوات کے بعد امام خوبصورت خوش گلو
ہو (پھر فرمایا) نماز کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے عوام بیچارے کس گنتی میں
بعض بڑے بڑے عالم جو کہلاتے ہیں اُن کی نماز صحیح نہیں ہوتی (پھر فرمایا کہ) عبادت
محض لوجہ اللہ ہونا چاہیے کبھی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو کہ کسی کے عمر بھر کے اعمال حسنہ
اُس کی کسی ایک نعمت کا جو اُس نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہیں بدلہ نہیں ہو سکتے
اگلی اُمتوں میں ایک بندۂ خدا بیچ سمندر میں ایک پہاڑ پر جہاں انسان کا گزر نہ تھا
رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے رب عزوجل نے اُس پہاڑ پر اُن کے لیے
انار کا ایک درخت اُگایا اور ایک شیریں چشمہ نکالا انار کھاتے اور وہ پانی پیتے اور عبادت
کرتے چار سو برس اسی طرح گزارے ظاہر ہے کہ جب انسان بالکل تن تنہا زندگی بسر کرے
اور کوئی دوسرا نہ ہو تو نہ جھوٹ بول سکتا ہے نہ کسی کی غیبت کر سکتا ہے نہ چوری نہ
اور کوئی قصور کر سکتا ہے جس کا تعلق دوسرے سے ہو اور اکثر گناہ وہی ہیں غرض جب
اُن کے نزع کا وقت آیا حضرت عزرائیل علیہ السلام تشریف لائے اُنھوں نے کہا
اتنی اجازت دیجیے کہ میں وضو تازہ کر کے دو رکعت نماز پڑھ لوں جب دوسری رکعت
کے دوسرے سجدہ میں جاؤں قبض روح کر لینا اُنھوں نے فرمایا میں تمہارے لیے اتنی اجازت
لایا ہوں اُنھوں نے وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی دوسری رکعت کے سجدہ میں انتقال
ہوا بدن اُن کا سلامت ہے اب تک ویسے ہی سجدہ میں ہیں جبرئیل امین علیہ الصلاۃ
والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ہم جب آسمان سے
اُترتے یا آسمان کو جاتے ہیں انہیں اسی طرح سربسجود دیکھتے ہیں یہ بندۂ خدا جب
قیامت کے روز حاضر ہوں گے عبادت کے سوا نامۂ اعمال میں کوئی گناہ تو ہوگا
ہی نہیں حساب و میزان کی کیا حاجت رب العزۃ ارشاد فرمائے گا اذھبوا بعبدی
الی جنتی برحمتی میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لیجاؤ اُن کے

ایک عابد کی حکایت

مونھ سے نکلے گا "اے رب میرے بلکہ میرے عمل سے" یعنی میں نے عمل ہی ایسے
کیے جن سے مستحق جنت ہوں ارشاد ہوگا لوٹاؤ اور میزان کھڑی کرو اس کی چار سو
برس کی عبادت ایک پلے میں اور ہماری نعمتوں سے جو ہم نے اسے چار سو برس
میں دیں صرف آنکھ کی نعمت دوسرے میں رکھو وزن کیا جائیگا ان کے چار سو برس
کے اعمال سے ایک یہ نعمت کہیں زیادہ ہوگی ارشاد ہوگا اذھبوا بعبدی الی ناری
بعدلی میرے بندے کو میرے جہنم میں لیجاؤ میرے عدل سے اس پر گھبرا کر عرض کریگے
نہیں اے رب میرے بلکہ تیری رحمت سے ارشاد ہوگا اذھبوا بعبدی الی جنتی
برحمتی میرے بندے کو میری جنت میں میری رحمت سے لیجاؤ قیامت کے دن
سب سے پہلے نماز ہی کی پرسش ہوگی۔ (اس کے بعد کچھ اور واقعات حشر کا بیان
فرمایا کہ) سب اولین و آخرین جمع ہونگے اور اُس دن ذرّہ ذرّہ کا حساب ہوگا بعض
مسلمین بھی اپنے معاصی پر معذب کیے جائیں گے کوئی مسلمان پوری سزا نہ پائیگا
سزا پوری ہونے سے پہلے ہی حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کی شفاعت
انھیں نجات دلادے گی سزا اگر پوری ہو لیتی تو نجات آپ ہی ہوتی شفاعت کا کیا
اثر ہوتا لیکن شفاعت انھیں بخشوائے گی تو ثابت کہ سزا پوری نہ ہونے پائے گی
(پھر فرمایا) ایک بندہ حاضر ہوگا رب العزۃ کا حکم ہوگا اُس کا نامۂ اعمال اُسے دیا جائیگا
وہ تو مارے ندامت کے نگاہ تک نہ اٹھائیگا ایک طویل اور بہت ہی بھرا گناہوں سے بھرا ہوگا اپنا نامۂ اعمال خود وہ پڑھیگا
اُس میں صغائر و کبائر سب لکھے ہونگے یہ چھوٹے چھوٹے گناہ ظاہر کریگا اور کبائر کو چھوڑتا
جائیگا رب عزوجل فرمائے گا پڑھ لیا کہے گا ہاں سب پڑھ لیا فرمائیگا اے میرے
فرشتو اس کے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی لکھو اُس وقت چلّا اُٹھے گا کہ الٰہی میرے بڑے
گناہ تو رہ ہی گئے ہیں نے تو صرف صغائر پڑھے یہ سب صدقہ ہے نبی صلے اللہ
تعالٰے علیہ وسلم کا حدیث میں ہے جب آیہ کریمہ نازل ہوئی ولسوف یعطیک

رہا۔ فلترضٰی البتہ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ۔ حضور شفیع المذنبین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذن لا ارضی و واحد من امتی فی النار ایسا ہے تو میں راضی نہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی نار میں رہا۔ روز قیامت دارو غہ دوزخ علیہ الصلاۃ والسلام حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعتیں دیکھکر عرض کر دینگے حضور نے اپنی امت میں غضب الٰہی کا کوئی حصہ نہ چھوڑا (پھر فرمایا) قیامت کے روز دو بندے دوزخ سے نکالے جائیں گے رب عزوجل فرمائے گا جو کچھ تمہیں پہنچا تمہارے اعمال کا بدلا تھا میں کسی پر ظلم نہیں کرتا تم پھر جہنم میں چلے جاؤ۔ اُن میں سے ایک تو دوڑتا ہوا جہنم کی طرف جائیگا اور دوسرا آہستہ حکم ہوگا واپس لاؤ اس شتابی اور آہستگی کا سبب پوچھ جلدی کرنے والا عرض کریگا اے رب میں تیری نافرمانی کے سبب یہ کچھ دیکھ چکا تھا کیا اب بھی نافرمانی کرتا دوسرا عرض کریگا الٰہی مجھے امید نہ تھی کہ جہنم سے نکالکر مجھے پھر اس میں بھیجے گا حکم ہوگا دونوں کو جنت میں لیجاؤ۔

عرض۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عالم کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے۔

ارشاد۔ حدیث میں تو یہ فرمایا ہے اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن الخامس فتہلک اس حال میں صبح کر کہ تو عالم ہو یا متعلم یا عالم کی باتیں سننے والا یا عالم کا محب اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائیگا۔

عرض۔ زید نے اپنی عورت کو طلاق مغلظہ دیدی علما سے استفتا پوچھا حلالہ کا حکم ملا اگر بغیر حلالہ رجعت کر لے۔

ارشاد۔ حرام قطعی ہے جب عدت گزر لے اور مطلقہ کا نکاح دوسرے شخص سے ہو اور وہ اس سے ہم بستر ہو پھر وہ طلاق دے اور پھر عدت گزرے اس کے بعد زید سے نکاح ہو سکتا ہے بغیر اس کے زنا خالص ہوگا (اسی سلسلے میں فرمایا) ایک صحابیہ کو اُن کے شوہر نے مغلظہ طلاق دیدی اُن بیوی نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور

بلا ہم بستر ہوئے خدمت اقدس میں جاکر عرض کی کہ اگر وہ طلاق دیدے تو اب میں پہلے سے نکاح کرسکتی ہوں ارشاد فرمایا لاحتی تذ وقی عسیلتہ و یذ وق عسیلتک تو رب العزۃ نے یہ تازیانہ رکھا ہے کہ لوگ تین طلاقیں دینے سے خوف کریں اور اس سے باز رہیں لیکن پھر بھی خیال نہیں کرتے ہیں تو در کنار جب دینے پر آتے ہیں تو بیشمار طلاقیں دیتے ہیں۔

عرض۔ حضور اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اُس کے شوہر کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں نہ وہ کندھا دے نہ موکھ دیکھے۔

ارشاد۔ یہ مسئلہ جہلا میں بہت مشہور ہے اور بالکل بے اصل ہے ہاں بے حائل اُس کے جسم کو بیشک ہاتھ نہیں لگا سکتا باقی کندھا بھی دے سکتا ہے اور قبر میں بھی اُتار سکتا ہے اور اگر موت ایسی جگہ آئے جہاں میاں بیوی کے سوا کوئی اور نہو تو شوہر خود اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو تیمم کرائے لیکن عورت کو بلا کسی شرط کے اپنے شوہر مردہ کو چھونے کی اجازت ہے۔

عرض۔ زید اگر فوت ہو گیا منکوحہ نے اُس کے روپے سے مسجد بنوا دی اور اُس کے بہن بھائی کو محروم رکھا۔

ارشاد۔ اگر اُس کا مہر اتنا تھا کہ زید کا متروکہ اُس کے مہر میں مستغرق ہوتا تو اختیار تھا ورنہ اپنے مہر و حصہ سے زائد غصب ہے۔

عرض۔ اگر کسی مرید کی اپنے شیخ سے زیادہ رسائی ہو اُس پر اُس کے پیر بھائی رنج رکھیں۔

ارشاد۔ یہ حسد ہے جو لیجاتا ہے جہنم میں رب العزۃ تبارک و تعالےٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ رتبہ دیا کہ تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا شیطان نے حسد کیا وہ جہنم میں گیا دنیا میں اگر کسی کو اپنے سے زیادہ دیکھے شکر بجالائے کہ مجھے اتنا مبتلا نہ کیا اور دین میں دیکھے تو اُس کی دست بوسی کرے اُسے مانے کسی پر حسد کرنا

رب العزۃ پر اعتراض ہے کہ اسے کیوں زیادہ دیا اور مجھے کیوں کم رکھا۔

عرض - تعزیہ داری میں لہو و لعب سمجھکر جائے تو کیسا ہے۔

ارشاد - نہیں چاہیے ناجائز کام میں جس طرح جان مال سے مدد کریگا یونہیں سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے بندر نچانا حرام ہے اُس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے درمختار و حاشیہ علامہ طحطاوی میں ان مسائل کی تصریح ہے آج کل لوگ ان سے غافل ہیں متقی لوگ جن کو شریعت کی احتیاط ہے ناواقفی سے ریچھ یا بندر کا تماشا یا مُرغوں کی پالی دیکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس سے گنہگار ہوتے ہیں۔ حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر کوئی مجمع خیر کا ہو اور وہ نہ جاسکے پایا اور خبر ملنے پر اس نے افسوس کیا تو اُتنا ہی ثواب ملیگا جتنا حاضرین کو اور اگر مجمع شر کا ہو اس نے اپنے نہ جانے پر افسوس کیا تو جو گناہ اُن حاضرین پر ہوگا وہ اس پر بھی۔

عرض - بزرگان دین کی تصاویر بطور تبرک لینا کیسا ہے۔

ارشاد - کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل و حضرت مریم کی تصاویر بنی تھیں کہ یہ متبرک ہیں ناجائز فعل تھا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے اُنھیں دھو دیا۔

عرض - نماز فجر میں دعاء قنوت پڑھنا کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔

ارشاد - اگر معاذ اللہ کوئی نازلہ ہو اور سخت نازلہ عام بلا ہو اور سخت بلا اللہ پناہ میں رکھے طریقہ اس کا یہ ہے کہ دوسری رکعت میں الحمد و سورہ کے بعد اللہ اکبر کہکر امام دعاء قنوت پڑھے اور مقتدی آہستہ آہستہ دعا مانگیں یا آمین کہیں۔

عرض - وضو کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے۔

ارشاد - وضو کرنے جب بیٹھے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ

پڑھ لے جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے تمام بدن کو پاک کر دیتا ہے ورنہ جتنے پر پانی گزریگا اتنا ہی پاک ہوگا پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار اس طرح دھوئے کہ پہلے سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ سے پانی ڈالکر تین بار پھر اُلٹے کو سیدھے ہاتھ سے پانی ڈالکر تین بار اور اس کا خیال رہے کہ انگلیوں کی گھائیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں پھر تین بار کُلّی ایسی کرے کہ مونھ کی تمام جڑوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اسی طرح کلی کرنا سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے جلدی جلدی تین بار ہیچ ہیچ کرلیا یا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگا لیا ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی ایک آدھ بار ایسا کرنے سے تارک سنت اور عادت ڈالنے سے گناہگار و فاسق ہوتا ہے اور غسل میں فرض رہجاتا ہے تو غسل صحیح ہوتا ہی نہیں کہ نرم بانسے تک پانی چڑھانا وضو میں سنت مؤکدہ اور غسل میں فرض ہے داڑھی اگر ہے تو خوب تر کرلے کہ اگر ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی اس پر نہ بہا تو وضو نہ ہوگا اور منھ پر پانی لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری لو تک پانی بہائیں پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوئیں کہ پانی کی دھار کہنی تک بہا بہا پڑتی چلی جائے یہ نہو کہ پہنچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا اس طرح کہنی بلکہ کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے اس کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رونگٹا بھی خشک نہ رہے اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہگیا تو وضو نہ ہوگا پھر سر کے بالوں کا مسح کرے چہارم سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا سنت ہے دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر تین تین انگلیوں اور انھیں کے مقابل ہتھیلی کے حصوں سے پیشانی کی جانب سے گدی تک کھینچتا ہوا لیجائے پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک لائے اور کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرے اور انگوٹھوں کے پیٹ سے

کانوں کی پشت کا اور پشت دست سے گردن کے پچھلے حصہ کا گلے پر ہاتھ نہ لائے کہ
بدعت ہے پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک دھوئے اور ہر عضو پہلے داہاں پھر
بایاں دھوئے کلی کرتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ
وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ الٰہی میری مدد فرما قرآن عظیم کی تلاوت اور اپنے ذکر وشکر اور اچھی عبادت
پر ناک میں پانی ڈالتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ
الٰہی مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سنگھا منھ دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ
وَجْهِیْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ الٰہی میرا منھ اُجالا کر جس دن کچھ منھ اُجالے ہونگے
اور کچھ کالے۔ دہنا ہاتھ دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِيَمِيْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ
حِسَابًا يَّسِيْرًا الٰہی میرا نامۂ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دے اور مجھ سے آسان حساب
لے۔ بایاں ہاتھ دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ
الٰہی میرے نامۂ اعمال میرے اُلٹے ہاتھ میں نہ دینا نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے۔ سر کا مسح کرتے
وقت کہے اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ الٰہی مجھے اپنے
عرش کے نیچے سایہ دے جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا کانوں کا مسح کرتے وقت
کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ الٰہی مجھے اُن میں
کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں پھر اُس میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔ گردن کے مسح میں
کہے اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ الٰہی میری گردن دوزخ سے آزاد فرما۔ سیدھا پاؤں
دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ الٰہی میرے
پاؤں صراط پر جما جس دن قدم پھسلیں۔ اُلٹا دھوتے وقت کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا
وَّسَعْيِیْ مَشْكُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ الٰہی میرا گناہ معاف کر اور میری کوشش ٹھکانے لگا
اور میری سوداگری ضائع نہ کر اور ہر عضو دھونے کے بعد درود شریف پڑھے ختم وضو کے
بعد آسمان کی طرف منھ اُٹھا کر کلمہ شہادت پڑھے پھر کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ

ف کلی کرنے کے وقت کی دعا
ف ناک میں پانی ڈالنے کے وقت کی دعا
ف منھ دھوتے وقت کی دعا
ف داہنا ہاتھ دھوتے وقت کی دعا
ف بایاں ہاتھ دھوتے وقت کی دعا
ف سر کے مسح کے وقت کی دعا
ف کانوں کا مسح اور اس کی دعا
ف گردن کے مسح کرنے کے وقت کی دعا
ف سیدھا اور الٹا پاؤں دھوتے وقت کی دعا
ف وضو کے بعد پڑھنے کی دعا

وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ الٰہی مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں سے کر اور مجھے ستھرا ہونے والوں میں سے کر جنت کے آٹھوں دروازے اُس کے لیے کھول دیے جائیں گے (اسی سلسلہ میں فرمایا) ایک مرتبہ گاؤں جانے کا اتفاق ہوا ایک عالم میرے ساتھ تھے فجر کی نماز کے لیے اُنھوں نے وضو کیا بھوؤں سے چہرہ پر پانی ڈالا جب اُن سے کہا گیا تو فرمایا جلدی کی وجہ سے کہ وقت نہ جائے میں نے کہا تو بلا وضو ہی پڑھیے گا۔ مجھے خیال رہا ظہر کے وقت دیکھا اُنھوں نے اس وقت بھی ایسا ہی کیا میں نے کہا اب تو وقت نہ جاتا تھا۔ آج کل لوگوں کی عام طور سے یہی عادت ہے۔ غسل میں جسقدر احتیاط چاہیے آج کل اُتنی ہی بے احتیاطی ہے اللہ معاف فرمائے (پھر فرمایا) نماز میں سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی اُنگلیوں کے سر زمین پہ لگتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ پیٹ لگے ایک اُنگلی کا پیٹ لگنا فرض اور سب کا سنت ہے پھر صرف ناک کی نوک پر سجدہ کرتے ہیں حالانکہ حکم ہے کہ جہاں تک ہڈی کا سخت حصّہ ہے لگنا چاہیے عموماً دیکھا جاتا ہے کہ رکوع سے ذرا سر اُٹھایا اور سجدہ کی طرف چلے گئے سجدے ایک بالشت سر اُٹھایا یا بہت ہوا ذرا اُٹھا لیا اور وہیں دوسرا سجدہ ہو گیا۔ حالانکہ پورا سیدھا کھڑا ہونا اور بیٹھنا چاہیے اس طرح اگر ۶۰ برس نماز پڑھے گا قبول نہوگی ایک شخص مسجد اقدس میں حاضر ہوا اور بہت تیزی سے جلدی جلدی نماز پڑھی بعد نماز حاضر ہو کر سلام عرض کیا فرمایا وعلیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل واپس جا پھر پڑھ کہ تو نے نماز نہ پڑھی اُنھوں نے دوبارہ ویسے ہی پڑھی پھر یہی ارشاد ہوا آخر میں اُنھوں نے عرض کی قسم اُس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے ایسی ہی آتی ہے حضور فرمائیں "فرمایا" رکوع وسجود باطمینان کر اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہو اور دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ "

عرض۔ حضور جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی اُس کے لیے کیا حکم ہے۔

ارشاد - کافر ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایک سجدہ کرے اللہ کو اور ۹۹ مہا دیو کو تو مسلمان رہے گا - اگر ۹۹ سجدے اللہ کو اور ایک بھی مہا دیو کو کیا تو کافر ہو جائیگا گلاب میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے وہ پاک رہے گا یا ناپاک اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہو گیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی ہے زید ابن لصیت منافق نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے حضور غیب کی خبر کیا جانیں قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد اللہ نے ۹۹ نہ گنیں ایک گنی ارشاد علما یوں ہے کہ کسی سے کوئی کلمہ صادر ہو جس کے سو معنے ہو سکتے ہوں ۹۹ پر کفر لازم آتا ہو اور ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہو اس کے کفر کا حکم نہ کریں گے جب تک معلوم نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر مراد لیا مسئلہ تو یہ تھا اور ان دیوبندیوں نے کیا سے کیا کر لیا اس کا بہت واضح و روشن بیان ہماری کتاب تمہید ایمان بآیات قرآن میں ہے اور یہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو مطلقاً غیب کا منکر ہو وہ کافر ہو گیا جو لفظ اس منافق نے کہے جسے قرآن عظیم نے فرمایا تو بہانے نہ بنا تو کافر ہو چکا یہی تو تھا کہ رسول غیب کیا جانے بعینہٖ یہی تقویۃ الایمان میں لکھا کہ "غیب کی باتیں اللہ جانے رسول کو کیا خبر"۔

عرض - محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی وغیرہ ہوتی ہے سننا چاہیے یا نہیں۔

ارشاد - مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب آئینہ قیامت میں صحیح روایات ہیں انھیں سننا چاہیے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہت بہتر ہے۔

عرض - اور ان مجالس میں رقت آنا کیسا۔

ف ذکر شہادت میں رقت آنا کیسا

ارشاد ۔ رقت آنے میں حرج نہیں باقی رفضہ کی سی حالت بنانا جائز نہیں کہ من تشبہ بقوم فھو منھم نیز حق سبحنہ نے نعمتوں کے اعلان کو فرمایا اور مصیبت پر صبر کا حکم دیا ہے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت بارہ ۱۲ ربیع الاول شریف یوم دوشنبہ کو ہے اور اسی میں وفات شریف ہے تو ائمہ نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا غم پروری کا حکم شریعت نہیں دیتی۔

ف نعلین کی روایت موضوع ہے

عرض ۔ یہ صحیح ہے کہ شب معراج مبارک جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے نعلین پاک اُتارنا چاہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وادی ایمن میں نعلین شریف اُتارنے کا حکم ہوا تھا فوراً غیب سے ندا آئی اے حبیب تمہارے مع نعلین شریف رونق افروز ہونے سے عرش کی زینت و عزت زیادہ ہوگی۔

ارشاد ۔ یہ روایت محض باطل و موضوع ہے۔

ف براق کے متعلق ایک بے اصل روایت

عرض ۔ شب معراج جب براق حاضر کیا گیا حضور آبدیدہ ہوئے حضرت جبریل نے سبب پوچھا فرمایا آج میں براق پر جا رہا ہوں کل قیامت کے دن میری امت برہنہ پا پل صراط کی راہ طے کریگی یہ تقاضائے محبت و شفقت امت کے موافق نہیں ارشاد باری ہوا یوں ہیں ایک ایک براق بروز حشر تمہاری ہر امتی کی قبر پر بھیجیں گے یہ روایت صحیح ہے یا نہیں۔

ارشاد ۔ بالکل بے اصل ہے ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل و بیہودہ ہیں کیا کہا جائے۔

ف کھانے میں اور ہر کام میں بسم اللہ پڑھ لو ورنہ شیطان شریک ہو جائیگا

عرض ۔ کھانے کے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے۔

ارشاد ۔ ہاں کافی ہے بغیر بسم اللہ شیطان اُس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے رب العزۃ نے اُس سے فرمایا شارکھم فی الاموال والاولاد مال و اولاد میں اُن کا شریک ہو جو بغیر بسم اللہ کھائے پیے اُس کے کھانے پینے میں شیطان شریک ہوتا ہے اور بغیر بسم اللہ عورت کے پاس جائے اُس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا ہوتا ہے حدیث

ہیں ایسوں کو مغربین فرمایا جو انسان وشیطان کے مجموعی نطفہ سے بنتے ہیں اگر کھانے کی ابتدا میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً بسم اللہ علی اولہ وآخرہ پڑھے کہ شیطان اسی وقت قے کر دیتا ہے اور بفضلہ میں بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور جب چھالیہ منھ میں ڈالی تو بسم اللہ شریف ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھنا طحطاوی میں اس سے ممانعت لکھی ہے وہ خبیث اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرر یہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا اُس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا بھوک پیاس میں حقہ بہت بُرا معلوم ہوتا ہے (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے اس سے غافل کسی وقت نہ ہو۔

عرض۔ بدگمانی کیا حرام ہے۔

بدگمانی کی حرمت اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کرامت

ارشاد۔ بیشک۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔ اور حدیث صحیح میں فرمایا ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے۔ ایک مرتبہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا ایک گدڑی پہنے مدینہ طیبہ سے کعبہ معظمہ کو تشریف لیے جاتے تھے اور ہاتھ میں صرف ایک ناملوٹ شقیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا دل میں خیال کیا کہ یہ فقیر اوروں پر اپنا بار ڈالنا چاہتا ہے یہ وسوسہ شیطانی آنا تھا کہ امام نے فرمایا شقیق بچو گمانوں سے بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ نام بتانے اور وسوسہ دلی پر آگاہی سے نہایت عقیدت ہوگئی اور امام کے ساتھ ہو لیے راستہ میں ایک ٹیلہ پر پہنچکر امام نے اُس سے تھوڑا ریت لیکر ناملوٹ میں گھولکر پیا اور شقیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پینے کو فرمایا انہیں انکار کا چارہ نہ ہوا جب پیا تو ایسے نفیس لذیذ خوشبودار ستو تھے کہ عمر بھر میں نہ دیکھے نہ سُنے ایک روز شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد حرام شریف میں دیکھا کہ وہی صاحب

بیش بہا لباس پہنے درس دے رہے ہیں لوگوں سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں کسی نے کہا ابن رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعفر صادق جب تخلیہ ہوا انھوں نے عرض کیا حضرت یہ کیا بات ہے کہ راہ میں آپ کو ایک گدڑی پہنے دیکھا تھا اور اس وقت یہ لباس دیکھ رہا ہوں آپ نے دامن مبارک اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیب تن ہے اور فرمایا کہ وہ تمھارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی اللہ کے لیے۔

عرض۔ حضور ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت ریش مبارک میں خضاب تھا۔

ارشاد۔ خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے غیروا ھذا الشیب ولا تقربوا السواد اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے یاتی ناس یخضبون بالسواد کحواصل الحمام۔ لا یریحون رائحۃ الجنۃ کچھ آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے تیسری حدیث میں ہے من اختضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیمۃ جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالے روز قیامت اس کا موںھ کالا کریگا چوتھی حدیث میں ہے الصفرۃ خضاب المؤمن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا پانچویں حدیث میں ہے ان اللہ یبغض الشیخ الغربیب اللہ دشمن رکھتا ہے بڈھے کوے کو چھٹی حدیث میں ہے اول من اختضب بالسواد فرعون سب میں پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا دیکھو فرعون کا ہے ہیں ڈوبا نیل میں یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں سیاہ خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے جیسے جنگ میں رجز پڑھنا اور خود ستائی اُن کو جائز ہے اکڑ کر چلنا اُن کو جائز ہے ریشمی بانے کا دبیز لباس اُن کو پہننا جائز ہے چالیس دن سے زیادہ نہیں اور جو سے کے

بال اور ناخن بڑھانا اُن کو جائز ہے اور وں کو یہ سب باتیں حرام ہیں فوجی قانون عام قانون سے جدا ہوتا ہے اس میں سیاہ خضاب داخل ہے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد تھے انھیں جائز تھا تمکو حرام ہے۔

ف: جاہل سے مرید ہونا حرام ہے

عرض۔ جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے۔

ارشاد۔ بلاشبہ۔

عرض۔ اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت گیسو دراز کو دلیل لاتے ہیں۔

ف: مرد کو عورت کے سے بال رکھنا حرام

ارشاد۔ جہالت ہے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بکثرت احادیث صحیحہ میں اُن مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور اُن عورتوں پر جو مردوں سے اور تشبہ کے لیے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضرور نہیں ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کو ملاحظہ فرمایا کہ مردوں کی طرح کندھے پر کمان لٹکائے جارہی ہے اس پر بھی یہی فرمایا کہ اُن عورتوں پر لعنت جو مردوں سے تشبہ کریں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اُس پر بھی یہی حدیث روایت فرمائی کہ مردوں سے تشبہ کرنے والیاں ملعون ہیں جب صرف جوتے یا کمان لٹکانے میں مشابہت موجب لعنت ہے تو عورتوں کے سے بال بڑھانا اُس سے سخت تر موجب لعنت ہوگا کہ وہ ایک خارجی چیز ہیں اور یہ خاص جزو بدن تو شانوں سے نیچے گیسو رکھنا بحکم احادیث صحیحہ ضرور موجب لعنت ہے اور چوٹی گندھوانا اور زیادہ اور اُس میں مباف ڈالنا اور اُس سے سخت تر۔ حضرت سیدی محمد گیسو دراز قدس سرہٗ نے تشبہ نہ کیا تھا ایک گیسو محفوظ رکھا تھا اور اُس کے لیے ایک وجہ خاص تھی کہ اکابر علما و اجلہ سادات سے تھے جوانی کی عمر تھی سادات کی طرح شانوں تک دو گیسو رکھتے تھے کہ اس قدر شرعاً جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے ایک بار سر راہ بیٹھے تھے حضرت نصیر الدین محمود چراغ

حضرت سیدی گیسو دراز کی حکایت

دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سواری نکلی اُنھوں نے اُٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا حضرت
خواجہ نے فرمایا سید فروترک سید اور نیچے بوسہ دو انھوں نے پائے مبارک پر بوسہ لیا
فرمایا سید فروترک انھوں نے گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا ایک گیسو کہ رکاب مبارک میں
اُلجھ گیا تھا وہیں اُلجھا رہا اور رکاب سے سُم تک بڑھ گیا حضرت نے فرمایا سید فروترک
انھوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا گیسو رکاب مبارک سے جُدا کر کے حضرت تشریف
لے گئے لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل سید اتنے بڑے عالم نے زانو پر بوسہ دیا تو
حضرت راضی نہ ہوئے اور نیچے بوسہ دینے کو حکم فرمایا انھوں نے پائے مبارک کو بوسہ
دیا اور نیچے کو حکم فرمایا گھوڑے کے سُم پر بوسہ دیا اور نیچے کو حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین
پر بوسہ دیا یہ اعتراض حضرت سید گیسو دراز نے سُنا فرمایا لوگ نہیں جانتے کہ میرے
شیخ نے ان چار بوسوں میں کیا عطا فرما دیا جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا عالم
ناسوت منکشف ہو گیا جب پائے اقدس پر بوسہ دیا عالم ملکوت منکشف ہوا جب گھوڑے
کے سُم پر بوسہ دیا عالم جبروت منکشف تھا جب زمین پر بوسہ دیا لاہوت کا انکشاف
ہو گیا اُس ایک گیسو کو کہ ایسی جلیل نعمت کا یادگار تھا اور اُسے ایسی تجلی رحمت نے بڑھایا
تھا نہ ترشوایا اسے تشبہ سے کیا علاقہ عورتوں کا ایک گیسو بڑا نہیں ہوتا نہ اتنا دراز اور
اُس کے محفوظ رکھنے میں یہ راز اس کی سند ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل ہے
جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں
نے اس کی نقل کی اُن میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے اُن کی آواز بہت اچھی
تھی حضور نے آپ کو بُلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو مؤذن مقرر فرما دیا انہوں نے
برکت کے لیے پیشانی کے اُن بالوں کو جن پر دستِ اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا جس وقت
بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے اسے بھی تشبہ سے کچھ علاقہ نہیں عورتیں فقط پیشانی
کے بال نہیں بڑھاتیں اور ان کا محفوظ رکھنا اُس برکت کے لیے تھا۔

عرض - حضور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد ہے کہ اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں -

ارشاد - حضور کا یہ ارشاد نہیں مگر یہ بات ہے ضرور کہ اصل طیب ہیں اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں اور رذیل اس کا عکس ہے اسی واسطے عہد ماضی میں سلاطین اسلام رذیلوں کو ضرورت سے زیادہ علم نہیں پڑھنے دیتے تھے اب دیکھو نائیوں اور منہاروں نے علم پڑھکر کیا کیا فتنے پھیلا رکھے ہیں بعض منہار تو سید اور ابن شبیر خدا بن بیٹھے -

عرض - روافض میں شادی کرنا کیسا ہے آج کل عجب قصہ ہے کوئی رافضی کسی کا ماموں ہے اور کسی کا سالا کوئی کچھ کوئی کچھ -

ارشاد - ناجائز ہے - ایمان دلوں سے ہٹ گیا ہے اور اللہ و رسول کی محبت جاتی رہی ہے رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین تجھے اگر شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اُن سے دور بھاگو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈالیں خاص رافضیوں کے بارے میں ایک حدیث ہے یاتی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضۃ لا یشھدون جمعۃ ولا جماعۃ ویطعنون علی السلف فلا تجالسوھم ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ھمزالحدیث ایک قوم آنے والی ہے اُن کا ایک بد لقب ہوگا اُنھیں رافضی کہا جائیگا نہ جمعہ میں آئیں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے تم اُن کے پاس نہ بیٹھنا نہ اُن کے ساتھ کھانا پینا نہ شادی بیاہ کرنا بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جانا مر جائیں تو جنازے پر نہ جانا - شمران بن حطان رقاشی اکابر علمائے محدثین سے تھا اُس کی ایک چچا زاد بہن خارجیہ تھی اُس سے نکاح کر لیا علماء کرام نے سُن کر طعنہ زنی

کی کہا میں نے تو اس لیے نکاح کر لیا ہے کہ اُس کو اپنے مذہب پر لے آؤں گا ایک سال
نہ گزرا تھا کہ خود خارجی ہو گیا ؎

شد غلام کہ آب جو آرد   آب جو آمد و غلام ببرد

ع شکار کرنے چلے تھے شکار ہو بیٹھے۔ یہ سب اُس صورت میں ہے کہ وہ رافضی
یا رافضیہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بدمذہب ہو دائرہ
اسلام سے خارج نہ ہو آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد
ہیں اُن کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی قادیانی دیوبندی
نیچری چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح
ہوگا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان محض باطل اور زنا رخالص ہوگا اور
اولاد ولد الزنا عالمگیریہ میں ظہیریہ سے ہے احکامھا احکام المرتدین اُسی میں ہے لا
یجوز نکاح المرتد مع مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ ولا مرتدۃ وکذا لا یجوز نکاح المرتدۃ
مع احد۔

عرض۔ حضور صلح کل والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ تہذیب کے خلاف ہے اگر
کوئی اپنے پاس ملنے آئے اور اُس سے نہ ملا جائے۔

ارشاد۔ تہذیب سے اگر تہذیب نیچری مراد ہے کہ وہ تہذیب نہیں تخریب ہے اور
اگر تہذیب اسلامی مقصود تو جن سے ہم نے تہذیب سیکھی وہی منع فرماتے ہیں ایاکم وایاھم
لا یضلونکم ولا یفتنونکم اُن سے دور بھاگو اور اُن کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو
گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے کہ مسافر
کو کھانا دے امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا اسے ہمراہ لے آؤ وہ آیا اُسے کھانا منگا کر
دیا مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اُس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بدمذہبی

کی بو آتی تھی فوراً کھانا سامنے سے اُٹھوا لیا اور اُسے نکال دیا۔

مؤلف - یہ واقعہ ۲۸ - رجب ۱۳۳۷ھ روز جمعہ قریب عصر کا ہے - اس جلسے میں بعض لوگ بھی تھے جو بد مذہبوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے - حضور پُر نور کے یہ گراں بہا نصائح سُنکر دل ہی دل میں اپنے اوپر نفریں اور ملامت کر رہے تھے اور کبھی کبھی کسی گوشہ سے توبہ و استغفار کی آواز بھی آجاتی تھی اُسی وقت ایک صاحب نے کھڑے ہوکر دوسرے صاحب سے کہا آپ کو اکثر اوقات بد مذہبوں کی صحبت میں دیکھا گیا ہے مناسب ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ خوش قسمتی سے تشریف فرما ہیں توبہ کر لیجیے یہ سنتے ہی وہ قدموں پر آکر گرے اور صدقِ دل سے تائب ہوئے اس پر ارشاد فرمایا بھائیو! یہ وقت نزول رحمت الٰہی کا ہے سب حضرات اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کریں جن کے خفیہ ہوں وہ خفیہ اور جن کے علانیہ ہوں وہ علانیہ کہ اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر مخفی کی مخفی اور آشکارا کی آشکارا سچے دل سے توبہ کریں کہ رب عزوجل ایسی ہی توبہ قبول فرماتا ہے فقیر دعا کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ حضرات کو استقامت کرامت فرمائے جو داڑھی منڈاتے یا کترواتے ہوں یا چڑھاتے یا سیاہ خضاب لگاتے ہوں وہ اور ایسی ہی جو علانیہ گناہ کرتے ہوں انھیں علانیہ توبہ کرنا چاہیے اور جو گناہ پوشیدہ طور پر کیے اُن سے پوشیدہ کہ گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے - حضور پُر نور کے ان چند فقرات میں اللہ ہی جانے کیا اثر تھا کہ لوگ ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگے گویا وہ اپنے گناہوں کے دفتر آنسوؤں سے دھو رہے تھے اور بیتابانہ پروانہ وار اُس شمع انجمن محمدی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر نثار ہونے دوڑتے اور قدموں پر گر گر کر اپنے خفیہ و علانیہ آثام سے توبہ کر رہے تھے عجیب سماں تھا حضور پُر نور خود بھی نہایت گریہ وزاری کے ساتھ اُن کے لیے دعائے مغفرت میں مصروف تھے جب سب لوگ تائب ہو چکے حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے فائدہ معلوم ہوا کہ میرا جبلپور آنا اور اتنے دنوں قیام کرنا یوں ہوا (پھر فرمایا کہ)

گناہ کا اعلان بھی گناہ ہے

مناسب ہوگا اگر تائبین کی فہرست تیار کرلی جائے کہ دیکھا جائے کون کون توبہ پر مستقیم رہتا ہے اُس وقت کچھ لوگ چلے بھی گئے تھے جس قدر موجود تھے اُن کی فہرست درج ذیل ہے ملاحظہ ہو۔

فہرست تائبین

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی	نمبر شمار	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	اکبر خاں صاحب	لارڈ گنج	خضاب سیاہ	۱۶	عظیم الدین صاحب	محلہ کھٹاک	حلق لحیہ
۲	قاسم بھائی صاحب	//	حلق لحیہ	۱۷	نظام الدین صاحب	بھرتی پور	//
۳	داوا بھائی صاحب	//	//	۱۸	ولی محمد صاحب	لارڈ گنج	//
۴	سیٹھ عبد الکریم صاحب	//	//	۱۹	سلیمن خانصاحب	پل اونتی	//
۵	عمر بھائی صاحب	//	//	۲۰	اولاد حسین صاحب	پھوٹا تالاب	//
۶	عبد الشکور صاحب	//	//	۲۱	محمد غوث صاحب	دلہائی	//
۷	حافظ عبد الحمید صاحب	کمانیہ پھاٹک	//	۲۲	تراب خانصاحب	//	//
۸	عبد الغنی صاحب	گلسائی	//	۲۳	حبیب اللہ صاحب	پھوٹا تالاب	//
۹	بابو عبد الشکور صاحب	اپر دودھ گنج	//	۲۴	محمد حنیف صاحب	پیشکاری	//
۱۰	حبیب اللہ صاحب	محلہ کھٹاک	//	۲۵	منشی عنایت علی صاحب	بھان تلیا	خضاب
۱۱	محمد ادریس صاحب	صدر بازار	//	۲۶	منشی عبد الرحیم صاحب	//	حلق لحیہ
۱۲	اللہ بخش صاحب	تمرائی	//	۲۷	احمد بھائی صاحب	کوتوالی بازار	//
۱۳	عزیز محمد صاحب	محلہ کھٹاک	//	۲۸	موسیٰ بھائی صاحب	//	//
۱۴	عزیز الدین صاحب	//	//	ان حضرات نے اپنے خفیہ معاصی سے توبہ فرمائی			
۱۵	عبد الجبار صاحب	کمانیہ پھاٹک	//				

نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی	نمبر	اسمائے گرامی	پتہ	جس بات سے توبہ کی
۱	مولوی شفیع احمد صاحب	بیسلپوری	.	۲۰	اللہ بخش صاحب	.	.
۲	عبدالمجید صاحب	.	.	۲۱	ملائم خاں صاحب	.	.
۳	شیخ باقر صاحب	.	.	۲۲	غلام حیدر صاحب	.	.
۴	ایوب علی صاحب	.	.	۲۳	عبدالغفار صاحب	.	.
۵	عبدالرحمن صاحب	.	.	۲۴	محمد جان صاحب	.	.
۶	محمد ذاکر صاحب	.	.	۲۵	محمد رمضان صاحب	.	.
۷	عبدالکریم صاحب	.	.	۲۶	رستم خانصاحب	.	.
۸	عظیم الدین صاحب	.	.	۲۷	حکیم عبدالرحیم صاحب	.	.
۹	محمد حسین خانصاحب	.	.		مذاق -		
۱۰	عبدالصمد خانصاحب	.	.	۲۸	ملا محمد خانصاحب	.	.
۱۱	محمد عثمن خانصاحب	.	.	۲۹	محمد اسحق صاحب	.	.
۱۲	عبدالرحیم خانصاحب	.	.	۳۰	لعل محمد صاحب	.	.
۱۳	نور خاں صاحب	.	.	۳۱	مقبول شاہ صاحب	.	.
۱۴	غلام محمد خانصاحب	.	.	۳۲	عبدالستار صاحب	.	.
۱۵	عبدالبحن صاحب	.	.	۳۳	قناعت علی صاحب	.	.
۱۶	خان محمد صاحب	.	.	۳۴	علی محمد صاحب	.	.
۱۷	محمد فاروق صاحب	.	.	۳۵	حاجی کفایت اللہ صاحب	.	.
۱۸	قاضی قاسم میانصاحب	.	.	۳۶	مولوی عبدالباقی برہان الحق صاحب صاحبزادہ مولنا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب جبلپوری کی	.	.
۱۹	محمد حسین صاحب	.	.				

نمبر	اسمار گرامی	نمبر	اسمار گرامی	نمبر	اسمار گرامی
۳۷	میر عبدالکبیر صاحب	۴۹	فیروز خاں صاحب	۶۳	شیخ لعل محمد صاحب ماسٹر
۳۸	مولوی محمد زاہد صاحب	۵۰	احمد خاں صاحب ولد	۶۴	بدیع الرحمٰن صاحب
	برادر زادہ مولانا مولوی شاہ		غلام حسین خاں صاحب	۶۵	شیخ امیر صاحب
	محمد عبدالسلام صاحب	۵۱	حافظ کریم بخش صاحب	۶۶	شیخ محبوب صاحب
۳۹	محمد فضل حق صاحب برادر زادہ	۵۲	شیخ حاتم علی صاحب ملازم	۶۷	عبدالرحمٰن صاحب
۴۰	ظہور الحق صاحب مولانا موصوف		جاپان کمپنی (توبہ کرتے وقت	۶۸	عبدالرحیم صاحب
۴۱	ماسٹر حبیب اللہ صاحب		بیعت بھی ہوئے)		پل اومنی
۴۲	عبدالرشید صاحب	۵۳	شیخ بہادر صاحب موذن	۶۹	عبدالشکور صاحب
۴۳	عبدالمجید صاحب	۵۴	محمد تقی صاحب		امام مسجد
۴۴	حسین استاد صاحب	۵۵	منوں خاں صاحب		پل اومنی
۴۵	عبدالغفور صاحب	۵۶	خدا بخش صاحب		
۴۶	محمد عثمان صاحب	۵۷	مدار صاحب		
۴۷	نبیرہ حافظ عبدالشکور صاحب از	۵۸	رحمت علی صاحب		
	مولانا موصوف	۵۹	عبدالقدیر صاحب عرف		
۴۸	مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام		بنے صاحب برہان پوری		
	صاحب خلیفہ اعظم	۶۰	امیر خاں صاحب		
	اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ	۶۱	محمد بشیر الدین صاحب موضع		
	متع اللہ المسلمین بطول		پوٹھی ضلع دمدہ		
	بقائہٖ ۔	۶۲	محمد ابراہیم صاحب		

جو لوگ حاضر جلسہ نہ تھے انھیں بعد کو اطلاع ہوئی وہ سب حاضر ہوکر تائب ہوتے گئے دوسرے دن وقت ظہر جبل پور سے روانگی بھی لوگ اسٹیشن تک آئے اور تائب ہوئے اُن سب حضرات کے نام لکھنے سے رہ گئے۔

بعد عصر ایک صاحب انگشتری طلائی پہنے حاضر ہوئے ارشاد فرمایا مرد کو سونا پہننا حرام ہے صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی اس کی اجازت ہے جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب ملکر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے اُس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

عرض - داڑھی چڑھانا کیسا ہے۔

ارشاد - حدیث میں ہے من عقد لحیتہ فاخبروہ ان محمد اً (صلے اللہ علیہ وسلم) منہ بری جو شخص داڑھی باندھے اُسے خبر دیدو کہ محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اُس سے بیزار ہیں۔

عرض - سود خوار کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا۔

ارشاد - اُن کے پیٹ ایسے ہونگے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو اُن کی حالت نظر آئے اُن میں سانپ اور بچھو بھرے ہونگے اللہ پناہ میں رکھے حدیث صحیح میں ہے لعن رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربوا ومؤکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے سود دینے والے اور اُس کا کاغذ لکھنے والے اور اُس پر گواہیاں کرنے والوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں سب ایک رسّی میں بندھے ہوئے ہیں - دوسری حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الربوا ثلثۃ وسبعون حوبا ایسرھن ان ینکح الرجل امہ سود ۷۳ گناہ کے برابر ہے جن میں سب سے

ف۔ انگوٹھی کے متعلق شرعی احکام

ف۔ داڑھی چڑھانے سے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیزار ہیں

ف۔ سود خوار کا قیامت کے دن کیا حال ہوگا

ہلکا ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے لوگ سمجھتے ہیں کہ اس سے روپیہ بڑھتا ہے مگر یہ خیال باطل ہے اس میں اللہ عزوجل برکت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقت اللہ مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوۃ کو جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے حدیث میں ہے من اکل درھم ربوا وھو یعلم انہ ربوا فکانما زنی بامہ ستا وثلثین مرۃ جس نے دانستہ ایک درم سود کا کھایا گویا اس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا درم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

عرض۔ حضور اگر ادویات پی کر بال سیاہ ہو جائیں تو یہ بھی خضاب کے حکم میں ہیں۔

ارشاد۔ اس میں کچھ حرج نہیں دوا کھانے سے سپید بال سیاہ نہ ہو جائیں گے بلکہ قوت وہ پیدا ہوگی کہ آئندہ سیاہ نکلیں گے تو کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی۔

خاکی دوا کے کھانے سے سفید بال سیاہ ہو جائیں تو حرج نہیں

ایک بار روز بعد فراغ نماز عشا لوگ دست بوس ہو رہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمت بابرکت میں عرض کیا حضور میں ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوند کریم ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے حضور نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا اکتالیس بار صبح کو یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اول و آخر درود شریف نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورہ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجیے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجیے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سورہ کافرون تلاوت کر لیں کہ خاتمہ اسی پہ ہو انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا اور تین بار صبح اور تین بار شام اس دعا کا ورد رکھیں اللھم انا نعوذ بک من ان نشرک بک شیئا نعلمہ ونستغفرک لما لا نعلمہ۔

حسن خاتمہ کے لئے وظیفہ

مؤلف ۔ شہر جبلپور ایک کوہستانی مقام ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ممالک متوسط میں واقع ہے نہایت خوشنما صاف شفاف ہے قدرت کے فیاض ہاتھوں نے ایسا دلفریب مقام بنا دیا ہے کہ سیر سے جی نہیں بھرتا شہر کی موزونیت کے علاوہ وہاں چند عجیب مقامات بھی ہیں جن میں بھیرا گھاٹ جو شہر سے تیرہ میل کے فاصلے پر ہے نہایت عجیب و پُر فضا منظر ہے دریائے نربدا نے میلوں پہاڑ کاٹا ہے یہاں ایک مقام پر پانی جمع ہو کر ایک ایسے درّہ میں گرتا ہے جو تقریباً ۲۰ بانس نیچا ہے اس مقام کا نام دُھواں دھار ہے اول تو پانی کا زور پھر اتنی موٹی دھار ہو کر گرنا اور نیچے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر اوپر اُڑنا ایک عجیب لطف دیتا ہے دور سے اس کے گرنے کی آواز مسموع ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریل گاڑی نہایت زور سے پل پر جا رہی ہے پانی جو ٹکرا کر اڑتا ہے بالکل دُھواں معلوم ہوتا ہے اسی لیے اس کا نام دُھواں دھار رکھا ہے وہاں کے مخلصین نے حضور پُر نور سے اس عجیب مقام کی سیر کی درخواست کی جو بعد اصرار بسیار منظور ہو گئی دُھواں دھار جاتے ہوئے چونسٹھ جوگنی ملی (یہ ایک مندر پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کی چار دیواری چونسٹھ در کی مشہور ہے مگر درحقیقت چوراسی ہیں۔ ہر در میں ایک بت پتھر کا تراشا ہوا ہے) حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح فرما کر تمام بتوں کو کاٹا ہے کسی کی ناک اتار دی ہے کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤں کسی کو دو پارہ فرما دیا ہے یہ مقام جب اس زمانے میں کہ ہر جگہ جانے کے لیے کشادہ سڑکیں تعمیر ہو گئی ہیں ہنوز دشوار گزار مقام ہے اور سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں نہ معلوم کس درجہ مہیب ہو گا اور ایک یہ ہی مقام نہیں بلکہ اکثر اس قسم کے تاریخی مقامات دیکھے گئے کہ باوجود اپنے دشوار گزار ہونے کے اگر ان میں کوئی بت بغرض عبادت رکھا گیا ہے تو سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بت شکنی کا اثر ضرور لیے ہوئے ہے۔ اس کی سیر بھی ہوئی حضور نے حسب عادت کریمہ اصنام کو دیکھ کر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔ ط اِلٰهُنَا وَاحِدٌ اِلَّا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ پڑھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ

[illegible]

تعالےٰ عنہ نے حدیث روایت فرمائی کہ سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کفر کی کوئی بات دیکھے یا سنے اور اس وقت یہ دعا پڑھے اعطی من الاجر بعدد المشرکین والمشرکات دنیا میں جتنے مشرک مرد اور مشرکہ عورتیں ہیں ان سب کی گنتی کے برابر ثواب پائے اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے حاضرین آستانہ کو بھی یہ دعا تعلیم فرمادی ہے کہ مندروں کے گھنٹے اور سنکھ کی آواز اور گرجا وغیرہ کی عمارت کو دیکھکر پڑھتے ہیں جلپور میں بکثرت کفار ہیں اور بڑے مالدار ہیں قریب زمانہ میں بعض ہنود نے ان شکستہ بتوں کی مرمت کرادی تھی گورنمنٹ کو خبر ہوئی پھر بدستور ٹوٹا دیئے اور پتھر پر کندہ کرا کے ایک کتبہ دروازے پر لگادیا ہے کہ جو کوئی اس یادگار کو پھر بنائیگا جیل خانے بھیجا جائیگا اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا۔ الحمد للہ یہ سلطان عالمگیر کا خلوص نیت ہے انار اللہ برھانہ وادخلہ جنانہ۔

غرض وہاں سے فارغ ہوکر وہاں دھواں دھار کی سیر کی گئی پھر دوپہر کو آرام فرمانے کے بعد کشتی پر اس درہ کی سیر فرمائی یہ درہ پانی نے سنگ مرمر کے پہاڑ کاٹ کر پیدا کیا ہے اونچی اونچی چوٹی کی پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے یہ راستہ پانی نے پہاڑوں کو کاٹ کر حاصل کیا ہے دور تک دو رویہ سنگ مرمر کے پہاڑ سربفلک دیواروں کی طرح چلے گئے ہیں کئی میل کے سفر میں صرف ایک جگہ کنارہ دیکھا جو غالباً ۸ گز چوڑا تھا اس ہیبتناک منظر کا نام برادر مکرم مولٰنا مولوی حسنین رضا خاں صاحب سلمہ فی الابد نے دہان مرگ رکھا کشتی نہایت تیز جا رہی تھی لوگ آپس میں مختلف باتیں کر رہے تھے اس پر ارشاد فرمایا ان پہاڑوں کو کلمہ شہادت پڑھکر گواہ کیوں نہیں کر لیتے (پھر فرمایا) ایک صاحب کا معمول تھا جب مسجد تشریف لاتے تو سات ڈھیلوں کو جو باہر مسجد کے طاق میں رکھے تھے اپنے کلمۂ شہادت کا گواہ کر لیا کرتے اسی طرح جب واپس ہوتے تو گواہ بنا لیتے بعد انتقال ملائکہ ان کو جہنم کی طرف لیے چلے آئے ساتوں ڈھیلوں نے بہت سے پہاڑ بنکر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے اور کہا ہم اس کے کلمۂ شہادت کے گواہ ہیں انھوں نے نجات پائی جب ڈھیلے پہاڑ بنکر حائل ہوگئے تو یہ تو پہاڑ ہیں۔ حدیث میں ہے

شام کو ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کیا تیرے پاس آج کوئی ایسا گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا ہو وہ کہتا ہے نہ یہ کہتا ہے میرے پاس تو ایسا شخص گزرا جس نے ذکر الٰہی کیا وہ سمجھتا ہے کہ آج مجھ پر فضیلت ہے -

مؤلف - یہ سنتے ہی سب لوگ با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھنے لگے مسلمانوں کی زبان سے کلمہ شریف کی صدا بلند ہو کر پہاڑوں میں گونج گئی -

ف خطبہ کے وقت نماز نہ پڑھو

عرض - حضور دونوں خطبوں کے درمیان سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں -

ارشاد - جس وقت امام خطبہ پڑھنے کے لیے چلے اسی وقت سے کوئی نماز جائز نہیں اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام - البتہ وہ جو صاحب ترتیب ہے اور اس کی نماز فجر نہیں ہوئی تو وہ خطبے کی حالت میں بھی آپ ہی ادا کرے گا کہ اگر نہیں پڑھتا ہے تو جمعہ بھی جاتا ہے جس کی پانچ نمازوں سے زائد قضا نہ ہوں وہ صاحب ترتیب ہے اسے اگر اپنی قضا نماز یاد ہے اور دوسری نماز کے وقت میں اتنی وسعت ہے کہ قضا پڑھ کر وقتی پڑھے اس پر فرض ہے کہ ایسا ہی کرے ورنہ یہ وقتی نماز بھی باطل ہوگی -

ف صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں

عرض - اگر وبائی بیماری کی وجہ سے سب ہمسائے مکان چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں اور کسی حاملہ عورت کے ایام حمل پورے ہو چکے ہوں تو اس کا شوہر بخیال تنہائی دوسری جگہ منتقل کر سکتا ہے یا نہیں -

ف وبا سے بھاگنے والوں کا حکم

ارشاد - نیت اگر اس کی یہی ہے کوئی حرج نہیں وبا سے بھاگنے پر ٹھکانا جہنم میں ہے ویسے اپنی ضروریات کے لیے جانے آنے کی ممانعت نہیں -

ف مزامیر سننے والا کیسا

عرض - خاندان قادریہ میں جو شخص بیعت ہو اور وہ مرتکب ہو مزامیر کے ساتھ گانا سننے کا -

ارشاد - فاسق ہے -

عرض - حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کو جانا جائز ہے یا نہیں -

ارشاد - غنیہ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہی یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اُس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے - جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے اور قرآن عظیم نے اُسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کے لیے معافی مانگے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے خود حدیث میں ارشاد ہوا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہو اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی دوسری حدیث میں ہے من حج ولم یزرنی فقد جفانی جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اُس نے مجھ پر جفا کی ایک تو یہ ادائے واجب دوسرے قبول توبہ تیسرے دولت شفاعت حاصل ہونا چوتھے سرکار کے ساتھ معاذ اللہ جفا سے بچنا یہ عظیم اہم امور ایسے ہیں جنہوں نے سب سرکاری غلاموں اور سرکاری کنیزوں پر خاک بوسی آستان عرش نشان لازم کردی بخلاف دیگر قبور و مزارات کہ وہاں ایسی تاکیدیں مفقود اور احتمال مفسدہ موجود اگر عزیزوں کی قبریں ہیں بے صبری کرے گی اولیا کے مزار ہیں تو محتمل کہ بے تمیزی سے بے ادبی کرے یا جہالت سے تعظیم میں افراط جیسا کہ معلوم ومشاہد ہے لہذا اُن کے لیے طریقہ اسلم احتراز ہی ہے

بدریا در منافع بیشمار است		اگر خواہی سلامت برکنار است

عرض - کسی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا تھا اُس کا لیمپ اگر فروخت کیا جائے تو اُس کی قیمت اُس شخص کو جس نے یہ انتظام کیا تھا دی جائے گی یا مسجد کے صرف

میں داخل ہو گی اور اس کی قیمت بازار کے نرخ سے لگائی جائیگی یا اصلی۔

ارشاد۔ اول تو مسجد میں کسی بدبودار تیل کے جلانے کی اجازت نہیں نہ کہ مٹی کا تیل ہاں اگر اس کی بدبو کسی مصالحہ سے دور کر دی جائے تو جرم نہیں اور وہ جبتک ثابت و قابل استعمال ہے مسجد کا مال ہے اگر فروخت کی حاجت ہو تو بازار کے نرخ پر فروخت کرنا چاہیے

(پھر چند مسائل متعلق احکام مسجد بیان فرمائے)

(۱) جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا پھر الٹا اور واپسی پر اس کا عکس۔

(۲) مسجد میں آنے وقت اعتکاف کی نیت بِسْمِ اللّٰہِ دَخَلْتُ وَعَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَنَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ کرلو کہ اس عبادت کا بھی ثواب ملیگا اور اس کے لیے روزہ شرط نہیں نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم جبتک ٹھہرو گے معتکف رہو گے جب باہر آئے اعتکاف ختم ہوگیا اور اس کے سبب مسجد میں پانی پینا یا مثلاً پان کھانا بھی جائز ہو جائیگا۔

(۳) بغیر نیت اعتکاف کسی چیز کے کھانے کی اجازت نہیں بہت مساجد میں دستور ہے کہ ماہ رمضان مبارک میں لوگ نمازیوں کے لیے افطاری بھیجتے ہیں وہ بلا نیت اعتکاف وہیں بے تکلف کھاتے پیتے اور فرش خراب کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

(۴) مسجد کے ایک درجے سے دوسرے درجے کے داخلے کے وقت سیدھا قدم بڑھایا جائے یعنی کہ اگر صف بچھی ہو اس پر بھی پہلے سیدھا قدم رکھو اور جب وہاں سے ہٹو تب بھی سیدھا قدم فرش مسجد پر رکھو یا خطیب جب منبر پر جانیکا ارادہ کرے پہلے سیدھا قدم رکھے اور جب اترے تو سیدھا قدم اتارے۔

(۵) وضو کرنے کے بعد اعضائے وضو سے ایک چھینٹ پانی کی فرش مسجد پر نہ گرے۔

(۶) مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔

(۷) مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے اسی طرح کھانسی

احکام مسجد

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکرہ العطسۃ الشدیدۃ فی المسجد نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں زور کی چھینک کو ناپسند فرماتے اسی طرح ڈکار کو ضبط کرنا چاہیے اور
نہ ہو تو حتی الامکان آواز دبائی جائے اگرچہ غیر مسجد میں ہو خصوصاً مجلس میں یا کسی معظم کے سامنے
کہ بے تہذیبی ہے حدیث میں ہے ایک شخص نے دربار اقدس میں ڈکار لی فرمایا کف عنا
جشاءک فان اطول الناس جوعا یوم القیمۃ اطولھم شبعا فی الدنیا ہم سے اپنی ڈکار
دور رکھ کہ دنیا میں جو زیادہ مدت تک پیٹ بھرے تھے وہ قیامت کے دن زیادہ
مدت تک بھوکے رہیں گے اور جماہی میں آواز نکلنا تو کہیں نہ چاہیے اگرچہ غیر مسجد میں
تنہا ہو کہ وہ شیطان کا قہقہہ ہے جماہی جب آئے حتی الامکان موںھ بند رکھو موںھ کھولنے
سے شیطان موںھ میں تھوک دیتا ہے یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ
دبا لو اور یوں بھی نہ رکے تو حتی الامکان کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے موںھ پر رکھ لو یوں ہاتھ
نماز میں بھی مگر حالت قیام میں سیدھا ہاتھ الٹی طرف رکھو کہ الٹا ہاتھ رکھنے میں دونوں ہاتھ
اپنی مسنون جگہ سے بدلیں گے اور سیدھا رکھنے میں صرف یہ ہی بضرورت بدلا الٹا اپنی
محل سنت پر ثابت رہا جماہی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ ہے جب جماہی آنے کو ہو
فوراً تصور کرے کہ حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو کبھی نہ آئی کہ یہ مثل احتلام شیطان کی
طرف سے ہے اور وہ دخل شیطان سے معصوم چھینک اچھی چیز ہے اسے بدشگونی جاننا مشرکین
ہند کا ناپاک عقیدہ ہے حدیث میں تو یہ ارشاد فرمایا العطسۃ عند الحدیث شاھد
عدل بات کے وقت چھینک عادل گواہ ہے یعنی کچھ بیان کیا جاتا ہو جس کا صدق وکذب
معلوم نہیں اور اس وقت کسی کو چھینک آئے تو وہ اس بات کے صدق پر دلیل ہے
اور یہ بھی آیا کہ دعا کے وقت چھینک ہونا دلیل قبول ہے لہذا چھینک پر حمد الٰہی بجالانا مسنون
ہے بہت لوگ صرف الحمد للہ کہتے ہیں پورا کلمہ کہنا چاہیے الحمد للہ رب العلمین حدیث
میں ہے جو چھینک پر الحمد للہ کہے فرشتہ کہتا ہے رب العلمین یعنی اس کلمہ کو پورا کر دیتا ہے

اور جو کہتا ہے الحمد للہ رب العلمین فرشتہ کہتا ہے یرحمک اللہ اللہ تجھ پر رحم کرے تو کتنی بڑی دولت
ہے کہ معصوم فرشتے کی زبان سے دعاء رحمت ہے ملائکہ کیلئے ہے آدمی پر واجب ہے کہ جب چھینکنے والا مسلمان حمد الٰہی
بجالائے اگرچہ صرف الحمد للہ کہے یرحمک اللہ کہے پھر اسے مستحب ہے کہ اس سے کہے یغفر اللہ لنا ولکم
اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے اور چھینک پر افضل و اکمل صیغہ حمد کا یہ ہے الحمد للہ رب العلمین
علی کل حال ماکان من حال وصلے اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد واھل بیتہ اسے امام شمس الدین
سخاوی نے القول البدیع فی الصلٰوۃ علی النبی الشفیع میں ذکر کیا یہاں ایک حدیث زبان زد
ہے موطنان لاذکر فیہما العطسۃ والذبح دو جگہ میرا ذکر نہ کیا جائے یعنی چھینک اور ذبح اجلہ علما نے
اس پر اعتماد کرکے ان دونوں مقاموں کو ذکر اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مستثنٰی
فرما دیا مگر تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیث ثابت نہیں چھینک کے وقت ذکر شریف کا صیغہ یہ سب ہے اور
ذبح میں بھی معاذ اللہ بطور شرکت نام لینا جائز نہیں بطور برکت میں اصلا مضائقہ نہیں مثلاً بسم اللہ
اللہ اکبر وصلے اللہ علی سیدنا محمد واٰلہ بلکہ فتاوٰے امام اجل قاضی خاں میں اس کا جواز بھی مصرح کہ
بسم اللہ اللہ اکبر محمد رسول اللہ (صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم) خود حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم
نے ایک دنبے کی ذبح میں فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر اللھم عن محمد واھل بیتہ دوسرے کی ذبح میں
فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر اللھم عن لم یضح من امتی یہ اُس کی طرف سے جس نے میری امت سے
قربانی نہ کی مسلمانو اپنے نبی رؤف و رحیم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی رحمت دیکھو حدیث میں ارشاد ہے
استفرھوا ضحایاکم فانہا مطایاکم علی الصراط فربہ و تر و تازہ قربانیاں کرو کہ وہ پُل صراط پر تمھاری
سواریاں ہونگی حضور سرور عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری امت میں کروروں وہ
ہونگے جو قربانی سے عاجز ہونگے یا اُن پر واجب نہ ہونے کے سبب قربانی نہ کرینگے حضور نے نہ چاہا
کہ وہ صراط پر بے سواری کے رہجائیں اُن کی طرف سے خود قربانی فرمادی کہ اگر وہ اپنی جان بھی قربان
کرتے تو اُن کے دست مبارک کی فضیلت کو نہ پہنچتے صلے اللہ تعالٰے علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم
کمر بستن بکار امت خود اینچنیں باید   ببیں در نام او گنجیدن میم مشدد را

یں ہمیشہ سے روز عید ایک اعلیٰ درجہ کا بیش قیمت مینڈھا اپنے سرکار ابد قرار حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی طرف سے کیا کرتا ہوں اور روز وصال حضرت والد ماجد قدس سرہ ایک مینڈھا اُن کی
طرف سے اور اب اس سنت کریمہ کے اتباع سے یہ نیت کرلی ہے کہ انشا اللہ تعالیٰ تا بقار زندگی
پنے ان اہلسنت بھائیوں کی طرف سے کیا کرونگا جو اس سنت قربانی نہ کی خواہ گزر گئے ہوں یا
وجود ہوں یا آئندہ آئیں۔ ہاں کلام کا سلسلہ کہاں پہنچا وہ جو میں نے کہا تھا کہ کوئی مسلمان
چھینک کر حمد الٰہی بجا لائے تو ہر سننے والا یرحمک اللہ کہے اس قید کا فائدہ یہ تھا کہ اگر وہابی یا رافضی
دیوبندی یا نیچری یا قادیانی یا صوفی بننے والا غرض کوئی کلمہ گو مرتد چھینک کر لاکھ بار الحمد للہ
کہے اُسے یرحمک اللہ کہنا جائز نہیں ایک فائدہ یہ بھی یاد رکھنے کا ہے کہ حدیث میں ہے من
سبق العاطس بالحمد للہ امن الشوص واللوص والعلوص جو چھینکنے والے سے پہلے حمد الٰہی
لائے وہ کان اور دانت اور پیٹ کے درد سے محفوظ رہیگا غرض چھینک محبوب چیز ہے مگر وہ
ماز میں آئے جب بھی اُسے بھی شیطان کی طرف سے شمار فرمایا ہے یہ سارا بیان اتفاقی چھینک
نسبت ہے نہ کام کی چھینکیں کوئی چیز نہیں مگر آواز پست کرنا اُن میں بھی تہذیب ہے اور
مسجد میں اس کی زیادہ تاکید۔
) مسجد میں دنیا کی کوئی بات نہ کی جائے ہاں اگر کوئی دینی بات کسی سے کہنا ہو تو قریب جاکر
ہستہ سے کہنا چاہیے نہ یہ کہ ایک صاحب مسجد میں کھڑے ہوئے دوسرے راہ گیر سے جو سڑک
کھڑا ہوا ہے چلا کر باتیں کر رہے ہیں یا کوئی باہر سے پکار رہا ہے اور یہ اُس کا جواب بلند آواز سے
دے رہے ہیں۔
) مسخرہ ویسے ہی ممنوع اور مسجد میں سخت ناجائز یا ہنسنا منع ہے قبر میں تاریکی لاتا ہے ہاں
ضرورت سے تبسم میں حرج نہیں۔
) فرش مسجد پر کوئی شے پھینکی نہ جائے بلکہ آہستہ سے رکھ دے موسم گرما میں لوگ پنکھا جھلتے
جھلتے پھینک دیتے ہیں یا لکڑی چھتری وغیرہ رکھتے وقت دور سے چھوڑ دیا کرتے ہیں اکی

مخالفت ہی غرض مسجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(۱۱) مسجد میں حدث منع ہے ضرورت ہو تو باہر چلا جائے لہذا معتکف کو چاہیے کہ ایام اعتکاف میں تھوڑا کھائے پیٹ ہلکا رکھے کہ قضائے حاجت کے وقت کے سوا کسی وقت اخراج ریح کی حاجت نہ ہو وہ اس کے لیے باہر نہ جا سکیگا۔

(۱۲) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا تو ہر جگہ منع ہے مسجد میں کسی طرف نہ پھیلائے کہ خلاف آداب دربار ہے حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہ مسجد میں تنہا بیٹھے تھے پاؤں پھیلا لیا گوشۂ مسجد سے ہاتف نے آواز دی ابراہیم بادشاہوں کے حضور یوں بیٹھتے ہیں معاً پاؤں سمیٹے اور ایسے سمیٹے کہ وقت انتقال ہی پھیلے۔

(۱۳) استعمالی جوتہ اگر پاس ہو مسجد میں پہنکر جانا گستاخی و بے ادبی ہے ادب و توہین کا مدار عرف و عادت پر ہے ہاں بالکل نیا جوتہ پہن سکتا ہے اور اُسے پہنکر نماز پڑھنا افضل ہے جبکہ پنجہ اتنا سخت نہو کہ سجدے میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے بحر الرائق میں ہے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جوتے کے دو جوڑے رکھتے استعمالی پہنکر دروازۂ مسجد تک جاتے دوسرا غیر استعمالی پہنکر مسجد میں قدم رکھتے۔

(۱۴) مسجد میں یہاں کے کسی کافر کو آنے دینا سخت ناجائز اور مسجد کی بے حرمتی ہے فقہ میں جواز ہے تو ذمی کے لیے اور یہاں کے کافر ذمی نہیں کیسا شدید ظلم ہے وہ تم کو بھنگی کی طرح سمجھیں جس چیز کو تمھارا ہاتھ لگ جائے اسے ناپاک جانیں سودا دیں تو دور سے ڈالدیں پیسے لیں تو الگ رکھوالیں حالانکہ اُن کی نجاست پر قرآن کریم شاہد ہے تم اُن نجسوں کو مسجد میں آنے کی اجازت دو کہ اپنے ناپاک پاؤں تمھارے ماتھا رکھنے کی جگہ رکھیں اپنے گندے بدنوں سے تمھارے رب کے دربار میں آئیں اللہ ہدایت فرمائے۔